اکھاں چھم چھم وسیاں

ہما کوکب بخاری

اکھاں چھم چھم وسیاں

ہما کوکب بخاری

علی میاں پبلی کیشنز

۲۰۔عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: ۷۲۴۷۴۱۴

بار اول ——— ۲۰۰۸ء
مطبع ——— یو اینڈ می پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ ——— عاطف کمپوزر۔ لاہور
قیمت ——— ۱۵۰ روپے

ISBN 978-969-517-269-8

اسٹاکسٹ
علی بک سٹال
نسبت روڈ، چوک میو ہسپتال، لاہور

پیش لفظ

یہ کہانیاں کہاں سے آتی ہیں؟ انہیں انسان ہی تخلیق کرتے ہیں۔ جب سے انسان دنیا میں آیا ہے تب سے اب تک اور جب تک یہ دنیا میں موجود ہے، نئی نئی کہانیاں وجود میں آتی رہیں گی۔ ہر کہانی انسانی فطرت کا کوئی نہ کوئی نیا پہلو بے نقاب کرتی ہے۔ انسانی فطرت اتنی پیچیدہ اور بھول بھلیوں سے بھری ہوئی ہے کہ اس کے بارے میں ماہرین نفسیات بھی حتمی طور پر کچھ کہنے سے عاجز ہیں۔ انسانی فطرت ایسے گہرے سمندر کی مانند ہے جس کی گہرائی کی کوئی انتہا نہیں، اس سمندر سے کب کیا سطح پر اُبھر آئے، یقین سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

علم نفسیات کہتا ہے کہ ہر انسان نیک اور پاک پیدا ہوتا ہے۔ اس کی فطرت میں بدی کی ملاوٹ اس دنیا میں آ کر ہوتی ہے۔ یہ ان اثرات کا نتیجہ ہے جو گھر، معاشرہ اور اچھے بُرے حالات انسان پر مرتب کرتے ہیں، لہٰذا ہر انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی یکساں موجود ہوتی ہیں۔ اگر بدی غالب آجائے تو انسان بد ہو جاتا ہے اور اگر نیکی غالب آجائے تو انسان نیک کہلاتا ہے۔ اس طرح نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے۔

ہمارے معاشرے میں ہر روز ایک نئی کہانی جنم لیتی ہے، چند دن اس کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ پھر خاموشی...... مگر نہیں، ایک اور نئی کہانی وجود میں آجاتی ہے۔ یہ سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کہانی کوئی بھی نئی نہیں ہوتی، وہی انسان ہے اور وہی اس کی کہانیاں۔ اگر کوئی نئی بات ہوتی ہے تو وہ ہے کہانی کو بیان کرنے اور لکھنے کا انداز۔

زمانہ قدیم میں داستان گو لوگوں کے سامنے قصہ گوئی کرتے اور اپنی سحر بیانی سے لوگوں کو مسحور کر لیتے تھے۔ یہ ان کا فن تھا۔ پھر زمانے نے ترقی کی اور یہ فن اپنی شکل بدل کر کہنے سے لکھنے تک پہنچ گیا اور آرٹ کہلایا۔

محترمہ ہما کوکب بخاری بھی لکھنے کے فن کی ماہر ہیں اور ایک منجھی ہوئی قلم کار ہیں۔ انہوں نے ایک عام سے موضوع پر جس پر بے شمار کہانیاں لکھی جا چکی ہیں ایک نئے انداز میں لکھا ہے اور اس مہارت سے لکھا ہے کہ قاری کو اپنی تحریر کے سحر میں جکڑ لیا ہے۔ انہوں نے کہانی کا تانا بانا بڑی ذہانت سے بُنا ہے اور تمام کرداروں پر اپنی گرفت مضبوط رکھی ہے۔ شروع سے آخر تک کہیں جھول نہیں آنے دیا جو ان کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

موصوفہ نو آموز یا نو وارد نہیں ہیں، اس سے پہلے وہ خواتین ڈائجسٹ میں لکھ کر اپنی تحریر کا لوہا منوا چکی ہیں۔

ادارہ

''اُف ایڈیٹ!'' لڑکی نے اپنی کار کا تمام غصہ سامنے بائیک پر بیٹھ کر چوک بار کھاتے ہوئے احد پر دل ہی دل میں نکالا۔ ''خبیث کیسے دانت نکال رہا ہے' دل کر رہا ہے کہ ابھی اس کی بتیسی ہاتھ میں پکڑا دوں اس کے۔''

''اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو میں آپ کی کچھ مدد کروں؟'' اس نے چوک بار کھا کر تنکا ہوا میں اچھال دیا۔

''جی بہت شکریہ۔'' وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی۔ ''کار چلانی آتی ہے مجھے۔''

یہ کہہ کر اب جو اس نے کار ریورس کی تو وہ خوشنما گلاب کے پھولوں کے کنج کو روندتی ہوئی چلی گئی اور یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا تھا۔

''اچھی بھلی کار چل رہی تھی کہ اس موڑ پر اس منحوس لڑکے کی شکل دیکھ کر اس نے بھی تیور بدل ڈالے۔'' وہ بڑبڑائی۔ ''ٹھیک ہے کہ مجھے ابھی موڑ کاٹنے کی پریکٹس نہیں ہے لیکن اب ایسا بھی نہیں ہے کہ ایک موڑ کاٹنے سے کار کا یہ حشر ہو جائے۔ یہ سارا قصور اسی لڑکے کا ہے اگر پھانسی چڑھنے کا ڈر نہ ہوتا تو اسے ابھی کچل کر رکھ دیتی۔''

احد کافی دیر سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ لڑکی نے موڑ پر مڑنے کی زحمت نہیں کی تھی جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ کار اونچے سے بند سیاہ گیٹ سے لپٹ کر رہ گئی۔ پھر کار کا انجن غرایا اور وہ تیزی سے پیچھے لگے کھمبے کے پاس پہنچ کر دعا سلام کرنے لگی۔ وہاں سے فراغت پا کر گلاب کی کیاری میں جا کر سجدہ ریز ہوئی اور احد بیچارے کا قصور یہ تھا کہ وہ یہ سب کرتب دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔ اس کی ہنسی نے ڈرائیونگ کرتی ہوئی لڑکی کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ پھر

احد نے دو مرتبہ اسے مدد کرنے کی پیشکش بھی کی لیکن دونوں مرتبہ اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں اس کی درخواست رد کر دی۔ نئی نسان سنی کا اب بیڑا غرق ہو کر رہ گیا تھا اور لڑکی کو واقعی مدد کی ضرورت تھی لیکن احد جانتا تھا کہ وہ اپنی انا کی ننھی منھی سی دیوار نہیں پھاند سکے گی اور ضرورت ہوتے ہوئے بھی اپنے منہ سے احد سے مدد کی درخواست قطعاً نہیں کرے گی۔

اسے لڑکی کی یہ انا اچھی لگی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی انا کو ٹھیس پہنچے اس لئے بائیک سے اتر کر کار کی جانب بڑھا۔

''چابی دیں میں کار نکال دوں۔''

لڑکی دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ ''لیں۔'' اس نے کچھ اس انداز سے چابی پکڑائی جیسے احد پر احسانِ عظیم کر رہی ہو۔

احد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ چابی اگنیشن میں گھما کر اس نے ایک نظر لڑکی کی جانب دیکھا اور پھر کار بیک کر کے لڑکی کے مطلوبہ مقام تک پہنچا دی۔

''آئیں بیٹھیں۔'' احد نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے کہا۔

''کیا مطلب؟'' لڑکی نے تیکھے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ آگے بہت سے موڑ آئیں گے اور اس گاڑی نے اتنے بہت سے موڑ اس سٹائل سے کاٹنے کی کوشش کی تو یہ مرحوم و مغفور ہو جائے گی اور پھر ہر موڑ پر میرے جیسا شریف انسان بھی تو آپ کو نہیں ملے گا ناں۔''

''تم!'' وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی۔ ''تم اترتے ہو یا نہیں؟''

''میں تو آپ کے فائدے کے لئے کہہ رہا تھا۔'' وہ کار سے اترتے ہوئے بولا۔

''ایک بار پھر اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کر لیں کہیں بعد میں پچھتانا نہ پڑے آپ کو۔''

''مسٹر تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو ادھر دو میری کار کی چابی۔'' اس نے احد کے ہاتھ سے چابی چھین لی۔

''دیکھ لیں مجھ جیسا شریف بندہ پورے شہر میں نہیں ہو گا لیکن آپ نے تو میرا شکریہ تک ادا نہیں کیا۔''

''اور مجھ جیسی شریف لڑکی بھی اور نہیں ہو گی جو جوڈو کراٹے کا استعمال جانتے ہوئے

بھی تمہیں لکڑی کے بلاکس کی طرح توڑ نہیں رہی۔ اس لئے شکرگزار تو تمہیں میرا ہونا چاہئے۔'' اس نے کہہ کر کار آگے بڑھا لی۔

احد اس وقت تک کار کو تکتا رہا جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔

مجھ سا نہ دے زمانے کو پروردگار دِل
آشفتہ دِل، فریفتہ دِل، بے قرار دِل
ہر بار مانگتی ہے نیا چشمِ یار دِل
اِک دِل کے کس طرح بناؤں ہزار دِل

اس نے نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہوئی کار کی پچھلی لائٹس دیکھتے ہوئے کہا۔ ''واہ! اللہ کی شان، نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔'' وہ اپنی ٹریل پر بیٹھ گیا۔ ''گلاب کے ساتھ کانٹے تو دیکھے ہی تھے لیکن گلاب کے ساتھ ہری مرچ پہلی مرتبہ دیکھی ہے۔''

اس نے اپنی ٹریل کو کک کیا اور کینٹ کی طرف چل دیا۔ گھر میں داخل ہو کر وہ کی چین انگلی میں گھماتا، سیٹی بجاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ابو جان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس کی سیٹی کو بریک لگ گئے۔ اس نے چاہا کہ وہ کنی کترا کر عنبرین کے کمرے میں گھس جائے لیکن آگے بھی تو اس کے والد محترم تھے۔

''احد۔''

ان کی آواز سن کر احد کے بڑھتے قدم رک گئے۔ ''جی۔''

''اتنی جلدی آ گئے صاحبزادے خیریت تو ہے؟'' انہوں نے کہا۔ ''غالباً آپ صبح نو بجے نکلے تھے نصرت کی طرف جانے کے لئے اور اب شام کے پانچ بج رہے ہیں۔ یہ اتنی جلدی واپسی مجھے فکر میں مبتلا کر رہی ہے۔''

''جی ابو جی نصرت تو بہت روک رہا تھا کہ اتنی جلدی کاہے کی ہے لیکن میں نے سوچا کہ آپ کو سرپرائز دینا چاہئے۔'' وہ کمال ڈھٹائی سے مسکرایا۔

''بہت برداشت کر لیا ہے میں نے تمہاری حرکتوں کو۔'' ابو جی گرجے۔ ''انسان بن جاؤ انسان۔''

''ابو جی خرابی کیا ہے مجھ میں؟'' اب وہ سیریس ہو گیا تھا۔ ''پہلے آپ نے کہا کہ یہ تھرڈ

ڈویژن میں بھی میٹرک پاس کر لے تو میں اسے بیسویں صدی کا معجزہ سمجھوں گا۔ میں نے آپ کو اے پلس لے کر دکھایا۔ پھر آپ نے کہا کہ یہ دو سال چھوڑ دو سو سال میں بھی ایف ایس سی کر لے تو میں سمجھوں گا کہ اس نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس میں بھی میں نے آپ کو اے پلس لے کر دکھایا حالانکہ سائنس میں میری دلچسپی صفر تھی پھر آپ نے کہا.......''

''مجھے یاد ہے میں نے کہا تھا۔'' ابو جی نے بات کاٹی۔ ''میں نے کہا تھا کہ اگر یہ لڑکا بی اے میں کامیاب ہو گیا تو ہمارے نظام تعلیم کی بہت بڑی بدقسمتی ہو گی اور ایسا ہو گیا۔''

''یہ بات آپ صرف اس لئے کہہ رہے ہیں کہ میں نے آپ کی خواہش کے مطابق انجینئرنگ نہیں پڑھی اگر آج میں انجینئرنگ یونیورسٹی میں ہوتا......''

''بھائی یہ تم ادھر کیا کر رہے ہو؟'' عنبرین احد کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی ہمیشہ کی طرح اسے بچانے کے لئے میدان میں کود پڑی۔ ''کل میرا انگریزی کا ٹیسٹ ہے وہ فراسٹ کی پوئم تو پڑھا دو۔'' اور پھر بغیر احد کی بات سنے وہ اسے بازو سے گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گئی۔ ''کیا ضرورت تھی ابو جی سے ٹاکرا لگانے کی؟''

''میں نے لگایا تھا؟ میں تو بچتے بچاتے تمہارے کمرے میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا کہ پیچھے سے ابو جی نے صور پھونک دیا۔'' اس نے حسب عادت اپنی جرابیں دیکھے بغیر پیچھے اچھال دیں۔ ''ویسے آج ابو سوئے نہیں؟''

''سوئے تھے لیکن تمہاری پھٹ پھٹی کی آواز تو مُردوں کو بھی جگا ڈالے۔'' عنبرین نے ناک پر دوپٹہ رکھ کر چٹکی سے اس کی جرابیں اٹھائیں اور باتھ روم میں پھینک دیں۔ ''ویسے بھائی آج ابو جی بہت غصے میں تھے۔''

''کیوں؟''

''کہہ رہے تھے کہ تم نے یونیورسٹی میں داخلے کی لسٹ نہیں دیکھی۔''

''دیکھی تھی۔'' وہ قالین پر دراز ہو گیا۔

''پھر؟''

''پھر۔'' اس نے آنکھیں موند لیں۔

''بھائی کبھی تو سیدھی بات کر لیا کرو۔''

''سیدھی بات یہ ہے کہ فرسٹ ڈویژن اور میرٹ وغیرہ بس یونہی کی بات ہے۔''

''اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ابو جی تمہاری سفارش کروا دیں گے تو بس بھول جاؤ' وہ تو ساری زندگی یہ کام کبھی نہیں کریں گے۔''

''ابو جی کے لئے باقی ساری دنیا بالکل ٹھیک ہے ان کے لئے صرف میں ہی نالائق ہوں۔''

''خیر داخلہ ہو یا نہ ہو' پرچی والی بات تو ابو کبھی نہیں کریں گے۔''

''اسی لئے میں نے خود ہی پرچی کا بندوبست کر لیا ہے۔'' وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''کیا؟''

''ہاں' اگر اپنا حق سیدھے راستے سے نہیں ملے گا تو چور دروازے تو کھلیں گے ہی۔''

''ویسے بھائی اگر میں تمہیں اچھی طرح نہ جانتی تو میں بھی ابو جان کی طرح حیرت میں مبتلا رہتی کہ اتنے نان سیریس رویئے کے باوجود بھی تم اتنے اچھے نمبروں سے پاس کیسے ہو جاتے ہو۔ پلیز کبھی ابو جی کے سامنے بھی پڑھ لیا کرو۔''

''مجھ جیسے شخص کو جینئس کہتے ہیں۔'' اس نے چٹکی میں کالر پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا گویا وہ خود کو داد دے رہا ہو۔ ''جو کتاب تم جیسے نالائق دو دن میں پڑھتے ہیں وہ میرے لئے دو گھنٹے کی سیریس سٹڈی کی مار ہے۔ اپنا تو اصول ہے کہ پڑھو تھوڑا لیکن سنجیدگی سے اور سارے سال کا ایک ہی دن میں نہ پڑھ ڈالو۔ روز کا کام روز نمٹاؤ' مجھ جیسے شخص سے قدرت نے کوئی خاص کام لینا ہوتا ہے۔''

اس کی بات سن کر عنبرین ہنس پڑی۔ ''منہ دھو رکھو اپنا' پہلے ایم اے میں داخلہ تو لو۔''

''چند دن انتظار کرو داخلہ بھی ہو جائے گا۔''

اور پھر واقعی چند دن بعد وہ انگلش ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہو رہا تھا۔ ایک ہفتہ تو ڈیپارٹمنٹ میں سیٹ ہوتے ہی لگ گیا تھا۔ اس کا زیادہ وقت عظیم' فرخ اور نصرت کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔ ڈیپارٹمنٹ نے اسے بہت بور کیا تھا' جو کچھ سوچ کر وہ یونیورسٹی میں داخل ہوا تھا وہ ماحول اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔

"بہت بور جگہ ہے۔" نصرت نے کہا۔

"جبکہ میرے خیال میں بوریت دور کرنا تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے۔" فرخ نے کہا۔

"یہاں بوریت دور کرنے کا سامان کہاں؟" احد نے لائبریری کے درودیوار پر نگاہ ڈالی۔

"ہاں یار میں تو بس اسی فکر میں ہوں کہ کسی طرح امریکہ چلا جاؤں۔" نصرت بولا۔

"اب یہاں رہنا مجھے بالکل پسند نہیں ہے یہ بھی کوئی جگہ ہے رہنے والی۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے لائبریری کی سیڑھیاں اترنے لگے لیکن سامنے قطار کی صورت میں بیٹھی ہوئی لڑکیوں نے ان کا راستہ روک رکھا تھا۔

"ارے یار احد کیا چیز ہے' میں تمہیں کیا بتاؤں بس یوں سمجھ لو کہ ٹام کروز ہے۔" فروا نے پہلے تو تمام خوبیاں کوٹ کوٹ کر احد کی ذات میں بھر دیں۔ پھر گویا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے لئے بہت آرام سے اسے ٹام کروز کا خطاب دے ڈالا۔

"اونہوں' ساری تعریف پر پانی پھیر دیا اسے ٹام کروز کہہ کر۔" ایک ہفتے بعد ڈیپارٹمنٹ آنے والی لمبے بالوں والی لڑکی نے کہا تو سب حیرت کے سمندر میں غوطے لگانے لگے۔ احد اور اس کے گروپ سمیت جن کی جانب لڑکیوں کی پشت تھی۔

"کیا مطلب؟ تمہیں ٹام کروز پسند نہیں ہے؟" نائلہ تقریباً چیخ پڑی۔

"میرا خیال ہے تم دنیا کی واحد لڑکی ہو جس نے ٹام کروز کا ذکر اس قدر بھیانک انداز میں کیا ہے۔" فروا حیرت کے سمندر سے کسی قدر ابھری تو اس نے بے یقینی سے کہا۔

"قد چھوٹا ہے اس کا۔" لڑکی نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"قسم سے یسریٰ، میں نے تمہارے علاوہ آج تک کسی کو بھی قد کے معاملے میں اس قدر کریزی نہیں دیکھا۔" اسماء نے منہ بنایا۔

"بہر حال ہمارے ٹام کروز کا قد چھوٹا نہیں ہے۔"

فروا کی بات سن کر فرخ نے احد کو آنکھ ماری۔

"اب آتے ہی سب کو فلیٹ کر دیا۔" اس نے سرگوشی کی۔

"پھسپھسے ٹائپ ہیں' فلیٹ تو ہونا ہی تھا انہوں نے۔" نصرت نے کہا۔

"چپ کر پھسپھسے کے چاچے ایسے پھسپھسے تھے تو تجھ پر کیوں نہ فلیٹ ہو گئے۔" عظیم نے اسے گھورا تو وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

"بھائیو بات یہ ہے کہ اصل ٹام کروز وہی ہے جس کے نام پر یہ تین مرتبہ بقائمی ہوش و حواس 'ہاں' کر دیتی ہیں اور کوئی لڑکی ہمیں کم از کم بقائمی ہوش و حواس 'ہاں' نہیں کہہ سکتی۔ ہماری قسمت میں سدا یونہی چھڑا چھانٹ رہنا لکھ دیا گیا ہے۔" احد نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"دیکھو اس ناشکرے کو۔" فرخ نے مداخلت کی۔ "اس کے ہوتے کسی اور کی مارکیٹ ہوتی ہی نہیں پھر بھی یہ حال ہے۔"

"یہ حال اس لئے ہے کہ اس وقت لڑکیاں بقائمی ہوش و حواس نہیں ہوتی۔ جب ذرا ہوش آتا ہے تو اپنے میاں کا تعارف کروانے چلی آتی ہیں۔"

احد کی بات پر بلند ہونے والا قہقہہ اس قدر زوردار تھا کہ سیڑھیوں پر ایک قطار میں بیٹھی ہوئی لڑکیوں نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ غالباً ان کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ان کے پیچھے لڑکے موجود ہیں' ورنہ وہ اس قسم کی گفتگو سے پرہیز کرتیں۔

"ارے!" احد کے منہ سے نکلا۔ "میری خوش قسمتی۔"

اس کی نگاہیں نئی آنے والی لڑکی کے چہرے پر گڑی ہوئی تھیں جسے اس کی ہم جولیوں نے یسریٰ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ یسریٰ کے چہرے پر بھی شناسائی کے آثار تھے جن کی جگہ جلد ہی ناگواری نے لے لی۔

"واہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔ آپ نے بھی اسی ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لیا ہے۔" احد بولا تو سب حیرت سے اس کی جانب تکنے لگے۔

"Will you please shut up" یسریٰ نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہا۔ "غالباً آپ کو علم نہیں ہے کہ آپ اخلاقیات کی حدود پھلانگ رہے ہیں۔"

"جی!" احد کے لہجے میں حیرت تھی۔ "کیا کسی کی مدد کرنے کا مطلب اخلاقیات کی حدود پھلانگنا ہے؟"

"ٹھیک ہے آپ نے ایک دن میری مدد کی تھی اور میں نے آپ کا شکریہ بھی ادا کر دیا تھا لیکن اس وقت اتنی عجیب و غریب باتیں کرنے کا مطلب؟"

''عجیب وغریب؟'' احد نے حیرت سے کہا۔ ''لیکن میں نے تو کوئی عجیب وغریب بات نہیں کی۔''

اس سے قبل کہ یسریٰ کچھ کہتی' شلوار قمیص کے اوپر اجرک اوڑھے تین نوجوان وہاں آموجود ہوئے۔ اپنے حلیے سے وہ انتہا پسند طلباء ونگ کے اراکین دکھائی دے رہے تھے۔ یہی پارٹی پچھلے کئی سالوں سے یونیورسٹی یونین میں ہونے کی وجہ سے کیمپس کو کنٹرول کر رہی تھی۔

''کوئی مسئلہ درپیش ہے آپ کو؟'' ان میں سے ایک نے سرخ سرخ آنکھوں سے انہیں گھورا۔

''جی نہیں۔'' یسریٰ نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ ''یوں بھی ہم اپنے مسائل سے خود نمٹنے کی صلاحیت رکھتے ہیں' آپ کو زحمت کی ضرورت نہیں۔''

اس نے ایک جھٹکے سے اپنے لمبے سیاہ بال پیچھے کیے اور اپنی سہیلیوں کے ہمراہ کلاس روم کی جانب چل دی۔ تینوں لڑکوں نے احد' عظیم' فرخ اور نصرت کو گھورا واپس مڑ گئے۔ یہ گویا ایک قسم کی وارننگ تھی ان کے لئے کہ خیریت اسی میں ہے کہ اپنے کام سے کام رکھو۔

''یار مروا دیا تھا تم نے آج۔'' نصرت نے ان کے جانے کے بعد سکون کا سانس لیا۔

''میں نے؟ ارے یار میں تو خود شہید ہو گیا ہوں اس کافر ادا کے تیکھے نینوں سے۔''

''لڑکی سے تو شاید بچ جاؤ لیکن انتہا پسند گروپ تمہیں شہید کر دے گا' اب اگر تم نے یسریٰ کی جانب دیکھا بھی۔'' نصرت نے گویا اسے خبردار کیا۔

''ہاں جاں کے زیاں کی ہم کو بھی تشویش ہے لیکن کیا کیجیے
ہر راہ جو ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے''

''اوئے یار تُو تو واقعی سیریس ہو گیا ہے۔'' فرخ بولا۔

''یہ ہر عشق ایسی ہی سنجیدگی سے کرتا ہے۔ اب چلیں کلاس ہونے والی ہے۔'' عظیم سیڑھیاں اترنے لگا تو اس کے پیچھے پیچھے یہ بھی کلاس روم کی جانب چل دیئے۔

پہلی قطار میں چند اور لڑکیوں کے درمیان میں بیٹھی ہوئی یسریٰ اس وقت اپنے بیگ سے کچھ نکال رہی تھی۔ احد پر نظر پڑتے ہی اس کا موڈ بگڑ گیا۔

''اب اس خبیث شخص کو پورے دو سال تک برداشت کرنا پڑے گا۔'' وہ بڑبڑائی۔

''کسے؟'' اسماء نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

''اسی ٹام کروز کی جمبو سائز فوٹو سٹیٹ کو۔''

''اچھا احد۔'' اسماء نے کہا۔ ''یار یہ تو بہت اچھا ہے' بہت کوآپریٹ' بہت نائس اور بہت لائق۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔''

''جس دن یسریٰ کا موڈ آف ہو اس دن اس کے سامنے سے گزرنے والے ہر شخص کی شامت آجاتی ہے۔''

''اب یہ الزام بھی تم مجھ پر ہی لگاؤ۔''

''مجھے تمہاری یہ عادت بہت بری لگتی ہے۔'' نائلہ بولی۔

''جس شخص سے تمہاری لڑائی ہو جائے تمہیں اس میں ایک خوبی بھی دکھائی نہیں دیتی۔''

''جی بالکل غلط' میری صرف اس شخص سے لڑائی ہوتی ہے جس میں ایک بھی خوبی موجود نہ ہو۔'' یسریٰ نے تصحیح کی۔

''اب یہ تو تم نہ کہو کہ اس میں ایک بھی خوبی نہیں ہے' اس کی گڈ لکس کے علاوہ اس کی نالج بھی بہت اچھی ہے۔'' فروا نے کہا۔ ''پہلے دن میڈم فریحہ نے پیراڈائز لاسٹ کی کلاس میں پوچھا کہ موک ایپک کسے کہتے ہیں تو پوری کلاس میں صرف اسی کو معلوم تھا۔''

''یعنی اندھوں میں کانا راجہ۔'' یسریٰ بے نیازی سے بولی۔ ''لٹریچر کے طالب علم کو موک ایپک کا تو کم از کم پتا ہونا چاہئے۔ جسے یہ تک معلوم نہ ہو اسے لٹریچر میں ماسٹرز کرنے کا کوئی حق نہیں۔''

''تم سے تو بحث کرنا فضول ہے' تم نے تو مان کر ہی نہیں دینا۔'' فروا جل کر بولی۔

پوپ کی کلاس حسب توقع بہت بدمزہ ثابت ہوئی اور پروفیسر صدیقی کے لیکچر دینے کے انداز نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ ان کی کلاس کے پینتالیس منٹ میں بہت سے طلباء سو کر اپنی تھکن اتار چکے تھے۔ چونکہ سیشن کے شروع کے دن تھے اس لئے بس ٹوٹل پورا

کرنے کو ہی پڑھائی ہو رہی تھی۔

''ایک لیکچر وہ بھی اتنا بور۔'' یسریٰ نے پارکنگ لاٹ میں اپنی کار کی جانب بڑھتے ہوئے اسماء سے کہا۔

''پروفیسر صدیقی کو اپنا ہوش نہیں رہتا پڑھانا کیا ہے انہوں نے۔'' اسماء بولی۔

''اسماء آج تمہیں کوئی لینے آئے گا؟''

''نہیں۔''

''تو چلو میں چھوڑ آتی ہوں۔'' یسریٰ نے کار کا دروازہ کھولا۔

''ارے یہ تو وہی کار ہے یعنی ٹیل گرین نسان سنی۔''

یسریٰ نے آواز کی سمت سر گھمایا۔ عظیم سرخ اکارڈ کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ فرخ اس کے بونٹ پر براجمان تھا اور احد اپنی ٹریل پر ٹکا ہوا تھا۔ بلاشبہ اس قسم کی حرکت اس کے سوا کسی کی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

''اوہو آپ بھی یہاں ہیں۔'' احد کی آنکھوں میں واضح طور پر شرارت کا تاثر تھا۔ میں آپ سے بات نہیں کر رہا تھا۔ It was just a loud thinking''

''اسماء بیٹھو۔'' یسریٰ نے غصے سے اپنا شولڈر بیگ کار کی پچھلی نشست پر پھینکا۔

''اسماء۔'' احد کی آواز آئی۔

''کیا بات ہے؟'' وہ احد کی طرف مڑی۔

''میں کسی کو مشورہ دیتا تو نہیں ہوں لیکن جہاں ایک قیمتی انسانی جان کا سوال ہو وہاں چپ نہیں رہنا چاہئے۔ اس لئے مجبور ہو کر تمہیں مشورہ دے رہا ہوں۔'' اس نے کہا تو اسماء کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اسے یسریٰ اور احد کی پہلی ملاقات کا حال معلوم تھا' اس لئے کسی حد تک وہ سمجھ چکی تھی کہ احد نے اسے کیا مشورہ دینا ہے۔

''گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے چھ کے چھ کلمے ضرور پڑھ لینا اور آیت الکرسی بھی۔ اس کے علاوہ اپنے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کروا لینا' ہو سکتا ہے تمہیں بعد میں اس کا موقع نہ مل سکے۔''

اس کی بات سن کر یسریٰ کا پارہ چڑھ گیا۔ کار سے اتر کر اس نے اپنے پیچھے زوردار

آواز میں دروازہ بند کیا۔

''مسٹر تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو اور تم جیسے لوفروں سے نمٹنا میں خوب جانتی ہوں۔''

''ارے آپ تو ناراض ہو گئیں۔ میں نے آپ سے تو کچھ نہیں کہا اور اسماء کو میں نے کلاس فیلو اور فرینڈ ہونے کی وجہ سے مشورہ دیا تھا اگر آپ کو ناگوار گزرا ہو تو میں اپنا مشورہ واپس لیتا ہوں۔''

''گولی کسے دیتے ہو' ہاں تمہارے خیال میں مَیں تمہاری بکواس بھی نہیں سن سکتی۔''

''اسماء مجھے بچاؤ اپنی سہیلی سے۔'' اس نے مسکینی سے کہا۔ ''نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے' میں نے تمہیں مستقبل سے خبردار کیا تھا اور تم ہو کہ میری سفارش ہی نہیں کرتیں۔''

باوجود کوشش کے اسماء کی ہنسی نہیں رک سکی تو یسریٰ نے اسے گھورا۔

''ان کی تو عادت ہے بولنے کی تم سیریس مت ہو۔'' اس نے یسریٰ کو ڈرائیونگ سیٹ پر دھکیلا اور خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جیسے ہی کار حرکت میں آئی اسماء کی ہنسی چھوٹ گئی۔

''تمہیں کس بات پر ہنسی آ رہی ہے؟'' یسریٰ نے اسے گھورا۔

''کچھ غلط تو نہیں کہہ رہا احد۔''

''تم اب اس کی وکالت کرو گی۔''

''وکالت کی بات نہیں ہے۔ جو حشر تم نے اس دن اپنی کار کا کیا تھا اس کے بعد تم احد سے کیا توقع رکھتی ہو کہ وہ کچھ بولے بھی نا۔''

''پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا اور اس کا مذاق کا تعلق نہیں ہے اس لئے اسے ایک حد میں رہنا چاہئے اور دوسری بات یہ کہ اس دن بھی کار کے تیور اس کی منحوس شکل دیکھ کر ہی بدلے تھے۔''

''اُف منحوس شکل۔'' اسماء نے سر پیٹ لیا۔ ''یہ منحوس شکل ہے تو باقی سب کیا ہے دنیا میں؟''

''اس سے بہتر ہیں۔'' یسریٰ نے چیئرنگ کراس کا سگنل بند ہونے کی وجہ سے بریک لگائی۔

''تمہیں کوئی نہیں سمجھا سکتا۔'' اسماء نے بالآخر بحث بند کر دی۔

اشارہ سبز ہوتے ہی ان کی کار حرکت میں آئی اور اس کے تھوڑے ہی فاصلے سے احد اور فرخ کے ٹریل ان کے قریب سے زن سے گزر گئے۔

"لوفر۔" یسریٰ بڑبڑائی۔

اور پھر یسریٰ کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اس کی توقعات کے برعکس احد واقعی بہت لائق تھا۔ اس وقت پیراڈائز لاسٹ میڈم فریحہ پڑھا رہی تھیں۔

"پیراڈائز لاسٹ کا بنیادی تھیم آدم اور حوا کا جنت سے نکالا جانا ہے۔ ملٹن عیسائیت کا بہت بڑا علمبردار تھا اور اس نے تمام واقعہ بائبل کے مطابق ہی بیان کیا ہے۔ آپ میں سے کسی نے بائبل میں یہ واقعہ پڑھا ہے؟" انہوں نے ایک نظر کلاس کی جانب دیکھا۔

"جی۔" یسریٰ نے کہا۔

"کچھ بتائیں گی آپ اس کے بارے میں؟"

"مختصراً یہ کہ خدا تعالیٰ نے آدم اور حوا کو جنت میں ہر قسم کی آزادی دے رکھی تھی' بس ان پر ایک ہی پابندی تھی کہ وہ Tree of Knowledge کا پھل نہیں کھائیں گے۔ یہ شجرِ ممنوعہ نیکی اور بدی میں تمیز سکھاتا ہے۔ پھر ایک دن شیطان نے سانپ کے بہروپ میں آ کر حوا کو بہکایا اور انہوں نے خود بھی وہ پھل کھایا اور آدم کو بھی کھلایا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لئے جنت سے نکال دیا اور سانپ کو قیامت تک رینگنے کی سزا دے دی۔"

"گڈ" میڈم نے کہا۔ "اور عیسائیت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے مصلوب ہو کر انسان کو دوبارہ جنت کا حقدار بنا دیا ہے۔

Of man`s first disobedience of that forbidden tree
whose mortal taste brought on to the world.

اور پھر میڈم فریحہ اور احد کے درمیان ایک طویل بحث کا آغاز ہو گیا۔

"شیطان تو خواہ مخواہ اس الزام کی زد میں ہے کہ اس نے انسان کو بہکایا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ بھی درحقیقت یہی چاہتا تھا کہ انسان کو جنت سے نکالا جائے۔"

"اپنی بات کی وضاحت کریں۔" میڈم فریحہ نے کہا۔

"بہت صاف اور واضح بات ہے۔ بائبل میں آدم کی تخلیق کا ذکر کچھ یوں آتا ہے کہ

"اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔" اس کی وضاحت یوں کی جاتی ہے کہ خدا کی صورت خاص روح میں ہوتی ہے کیونکہ وہ غیر فانی ہے اور اس میں سمجھ اور آزاد مرضی پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ ذکر آتا ہے کہ سوائے اس مخصوص درخت کا پھل کھانے کے بعد انسان اپنے فعل میں آزاد تھا۔ انسان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کا مقصد تھا کہ وہ پہچانا جائے' ورنہ اس کی عبادت کرنے کے لئے فرشتے کم نہ تھے اور خدمت کا وہ محتاج نہ تھا۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ فرشتے اپنے فعل میں آزاد نہیں۔ اب کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آزاد روح کو تخلیق کیا اور بائبل کے مطابق انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور تمام آزادی دینے کے بعد ایک جگہ پابندی لگا دی۔ اب جس انسان کی مٹی میں آزادی کو گوندھا گیا تھا' کیا وہ یہ پابندی قبول کر سکتا تھا اور اگر مخلوق کو پابند کرنا ہی اللہ تعالیٰ کا مقصد ہوتا تو اسے آدم کی تخلیق کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ کام تو فرشتے بھی انجام دے رہے تھے۔"

"او کے او کے آپ کا نقطہ نظر کلیئر ہو گیا۔" میڈم نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"نہیں میڈم ابھی کہاں ہوا ہے۔" احد بولا۔

"مجھے آپ سے اختلاف نہیں ہے اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ آگے کیا کہنا چاہتے ہیں لیکن احد مسئلہ یہ ہے کہ یہاں آپ کو ایسی بات کہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔"

"میڈم فریڈم آف سپیچ تو بنیادی انسانی حقوق میں شامل ہے' پاکستان کے آئین کا غالباً انیسواں آرٹیکل۔"

میڈم ہنس پڑیں۔ "درست لیکن آرٹیکل کو غور سے پڑھیں یہاں خدائی فوجدار بہت ہیں۔"

"زباں پہ مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقۂ زنجیر میں زباں میں نے"

میڈم ایک بار پھر ہنس پڑیں۔ "آپ فارغ وقت میں میرے آفس میں آئیں پھر میں آپ کو حکمِ زباں بندی کی وجہ بھی بتا دوں گی۔ اس وقت صرف اتنا کہوں گی کہ اب یہاں کی تمام روایات سیاست کی نذر ہو گئی ہیں۔ بہرحال اب آپ کی اگلی کلاس کس دن ہے؟" میڈم نے کلائی پر بندھی نازک سی گھڑی دیکھی اور روسٹرم پر پڑی ہوئی اپنی چیزیں اکٹھی کرنے

لگیں۔

''میڈم ہفتے کو۔''

''پھر آپ سے ہفتے کو ملاقات ہوگی اور احد آپ ٹائم نکال کر میرے پاس آنا۔''

''اوکے میڈم۔''

کلاس کے اختتام کے ساتھ ہی اکثر طلباء باہر چلے گئے تھے۔

''اب بتاؤ کیا خیال ہے ٹام کروز کے بارے میں؟'' نائلہ نے فائل بند کرتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تمہارے خیال میں میرا اس کے متعلق نظریہ تبدیل ہوگیا ہوگا؟ اگر تم ایسا سمجھتی ہو تو بالکل غلط سمجھتی ہو۔''

''یہ جاننے کے بعد بھی کہ وہ اتنا لائق' اتنا ٹیلنٹڈ ہے۔''

''لائق اور ٹیلنٹڈ تو بہت سے لوگ ہوتے ہیں لیکن اکثر ایسے لوگ ذاتی زندگی میں خبیث ہی ہوتے ہیں۔''

''مثلاً؟'' فروا کی دلچسپی کا مرکز تھا ہی ٹام کروز۔

''مثلاً!'' وہ چند لمحے سوچتی رہی۔''ہاں مثلاً ڈی ایچ لارنس' بائرن' شیلے کتنے بہت سے ہیں۔''

اس کی بات سن کر اسماء کی ہنسی نکل گئی۔''خدا کے لئے اب وہ اتنا برا بھی نہیں ہے۔''

''میں تو سمجھتی ہوں کہ تم بن رہی ہو۔'' نائلہ نے منہ بنایا۔''ورنہ وہ اتنا برا بھی نہیں ہے کہ اس کے ساتھ دشمنی ہی کرلی جائے۔''

''مجھے اس سے کون سی جائیداد بانٹنی ہے کہ میں اس کے ساتھ دشمنی کرلوں۔'' یسریٰ نے اسے گھورا۔''رہ گئیں تم تو تمہارے اس گنجے کے مقابلے میں یہ کہیں بہتر ہے اس لئے تمہیں مقابلتاً یہ بہتر ہی لگے گا۔''

''خبردار جو میرے منگیتر کو گنجا کہا تو۔'' نائلہ چلائی۔

''چیختی کیوں ہو' آج کہہ رہی ہو کہ گنجا نہ کہوں۔ کل کہو گی کہ ٹھگنا بھی نہ کہوں' اب یہ تو نہیں ہوسکتا ناں' کیوں اسماء اور فروا؟''

''بالکل ٹھیک۔'' فروا نے تائید کی۔

''دیکھوں گی تم لوگوں کو کیسے ملتے ہیں' اور یسریٰ تمہیں تو اللہ کرے ٹھگنا ہی ملے۔''

نائلہ کا موڈ آف ہوچکا تھا۔

''نائلہ ڈیئر بقول شاعر

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

یسریٰ نے چڑانے والے لہجے میں کہا''اور پھر دیکھو ناں نائلہ ٹھگنے کے ساتھ تو گزارہ ہوسکتا ہے لیکن گنجے کے ساتھ تو نہیں ہوسکتا۔''

نائلہ کا موڈ تو ویسے ہی آف ہوگیا تھا' رہی سہی کسر فروا اور اسماء نے ہنس کر نکال دی۔

''پاگل ہوں میں جو تم لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاتی ہوں۔'' وہ غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میرے فیانسی جتنا نائس شاید ہی کوئی اور ہو' دیکھ لوں گی تم لوگوں کو' کون سے ہالی ووڈ کے ہیرو ملتے ہیں۔'' وہ واک آؤٹ کرگئی' تینوں لڑکیاں ہنس پڑیں۔

''یسریٰ آج مجھے گورنر ہاؤس کے شاپ تک ڈراپ کرسکتی ہو؟'' اسماء نے پوچھا۔

''شیور۔'' یسریٰ اٹھتے ہوئے بولی۔''بلکہ چاہو تو تمہارے گھر ڈراپ کردوں تمہیں۔''

''اوہ' نو تھینکس میں چلی جاؤں گی سیدھی تو جاتی ہے وہاں سے وین۔ یہاں سے مسئلہ ہوتا ہے دو دو ویگنیں بدلنی پڑتی ہیں۔''

''گھر ہی ڈراپ کردیتی ہوں تمہیں' یوں بھی مجھے نمرہ کو وہیں کالج سے لینا ہے۔'' وہ دونوں پارکنگ میں آگئیں۔

اسماء کو اچانک فارمیسی ڈیپارٹمنٹ کی عالیہ نظر آگئی اور وہ اس سے مصروف گفتگو ہوگئی' یسریٰ انہیں باتیں کرتا دیکھ کر کار کی جانب بڑھ گئی۔

کار میں بیٹھ کر بیک ویو مرر کو سیٹ کرکے اس نے شولڈر بیگ سے ہیئر برش نکالا اور چوٹی میں مقید اپنے لمبے سیاہ بالوں میں لگے بینڈ کے نیچے سے نکلے بال سنوارنے لگی۔ ابھی وہ بال سنوار کر بیک ویو مرر میں اپنا تنقیدی جائزہ لے رہی تھی کہ اس کی سماعت سے احد کی آواز ٹکرائی۔

تم کو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنے

اس نے آواز کی سمت دیکھا لیکن احد تو اس کی جانب متوجہ ہی نہ تھا۔ وہ بہت انہماک سے اپنی بائیک پر کپڑا پھیر کر اس سے نادیدہ گرد کی تہہ صاف کر رہا تھا۔

''آج اس کا مزاج ٹھکانے لگا ہی دینا چاہئے۔'' یسریٰ نے دل میں سوچا اور کار سے باہر نکل آئی۔

احد کی بائیک قریب ہی موجود تھی' یسریٰ نے بائیک کے اگنیشن سے چابی ایک جھٹکے سے نکال لی۔

''ارے ارے یہ کیا کر رہی ہو؟'' احد نے مصنوعی بدحواسی کا مظاہرہ کیا۔

''تمہیں تکلیف کیا ہے، ہیں؟ آج ایک ہی بار رفع کر دوں۔''

''مجھے؟'' احد نے انگلی سے اپنی جانب اشارہ کیا۔ ''مجھے دل کی تکلیف ہے۔''

''افوہ تم لوگ پھر لڑنے لگے۔'' اسماء غالباً اسی وقت وہاں آئی تھی۔

''تمہاری تکلیف کا اب کوئی علاج تو کرنا ہی پڑے گا۔'' یسریٰ نے اسماء کی بات نظر انداز کر دی۔

''کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو؟'' اسماء نے بدحواسی سے کہا۔ ''یسریٰ لڑ کیوں رہی ہو؟''

''میں لڑ رہی ہوں، پاگل ہو گئی ہوں اس لئے لڑ رہی ہوں۔'' وہ اسماء پر الٹ پڑی۔

''تو احد کیا تم لڑ رہے تھے؟'' اسماء کچھ نہ سمجھی۔

''توبہ کرو بی بی!'' اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ ''میں نے بچپن میں یہ سبق پڑھا تھا کہ ایک دوسرے سے لڑنا نہیں چاہئے۔ تب سے اب تک قسم لے لو جو میں کبھی کسی سے لڑا ہوں۔ اس وقت تو میں بس کلامِ داغ پڑھ رہا تھا کہ اچانک تمہاری سہیلی نے گرجنا شروع کر دیا۔''

''میں سمجھ لوں گی تم سے۔'' یسریٰ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور اپنی کار میں جا بیٹھی۔

''میری بائیک کی چابی تو دے دو۔'' وہ وہیں سے بولا۔

''بھول جاؤ اس چابی کو۔'' یہ کہہ کر یسریٰ نے کار آگے بڑھا دی۔

لاہور کالج سے نمرہ کو لے کر اس نے اسماء کو اس کے گھر ڈراپ کیا۔

''اُف اللہ کتنی گرمی ہے دل چاہتا ہے بندہ اُڑ کر گھر پہنچ جائے۔'' نمرہ بولی۔

''ہاں آج کل تو حشر برا ہو جاتا ہے۔'' یسریٰ نے اس کی تائید کی۔

''یہ کس کی چابی ہے؟ کسی بائیک کی لگتی ہے؟'' نمرہ نے سیٹ پر پڑی کی چین اٹھا کر چائزہ کا جائزہ لیا۔

''ہاں اس خبیث کی بائیک کی چابی ہے۔''

''ثام کروز کی؟''

''ہاں اور کون خبیث ہے یونیورسٹی میں۔''

''تم اس کا ذکر بغیر القاب کے نہیں کر سکتیں۔''

''میں اسے ایک ہی لقب سے یاد کرتی ہوں اور اس پر وہ پورا بھی اترتا ہے۔'' یسریٰ جل کر بولی۔

''اُف اتنی جل کیوں رہی ہو'' نمرہ ہنس پڑی۔ ''ویسے یہ کس جرم میں چھینی ہے اس سے؟''

''تمہیں کیسے معلوم کہ میں نے اس سے چھینی ہے؟'' یسریٰ نے کار ڈیوس روڈ کی جانب موڑی۔

''بہت آسان بات ہے۔'' وہ بولی۔ ''تمہارے اس کے ساتھ اتنے اچھے تعلقات تو ہیں نہیں کہ وہ یہ چابی تمہیں گفٹ کر دے اور جو تمہارا مزاج ہے اور جو تمہارے اس کے متعلق خیالات ہیں۔ وہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ بیچارا آج پھر تمہارے غصے کا شکار ہوا ہے۔''

''ہونہہ بیچارا تمہارے نزدیک بھی وہ بیچارا ہے۔''

''مجھے تو بیچارا ہی لگتا ہے اگر وہ اس دن تمہیں موڑ مڑتے دیکھ کر ہنس پڑا تھا تو اس میں اس کا کیا قصور؟''

''اسی کا تو قصور تھا۔'' یسریٰ نے زور دیا۔ ''کار بے قابو ہی اس کی وجہ سے ہوئی تھی۔''

''اس کی گڈ لکس (Good looks) میں کھو گئی تھیں؟'' نمرہ نے اسے چھیڑا۔

''دنیا میں آخری انسان نہیں رہ گیا وہ کہ میں اس کی لکس میں کھو جاتی۔'' یسریٰ نے گیٹ پر پہنچ کر کار کا ہارن دیا۔

امی انہی دونوں کا انتظار کر رہی تھیں۔

''آؤ بیٹا منہ ہاتھ دھو آؤ' کپڑے تبدیل کر لو' کھانا بالکل تیار ہے جلدی سے آ جاؤ' ٹھنڈا ہو جائے گا۔''

''بس پانچ منٹ میں امی جان۔''

''کل تمہارے ماموں جان آ رہے ہیں۔'' انہوں نے کھانے کے درمیان بتایا۔

''ماموں جان گڈ!'' یسریٰ نے چاول اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص کام ہے یا یونہی آ رہے ہیں؟'' نمرہ نے پوچھا۔

''کچھ کام بھی ہے ویسے بھابی نے فون پر جو بات کی تھی اس سے اندازہ ہو رہا تھا شاید سلمان کی بھی بات کریں۔''

یسریٰ اور نمرہ نے ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں دیکھا۔

''اب کیا بات کرنی ہے انہوں نے سلمان بھائی کے متعلق؟'' نمرہ نے کہا۔ ''بات ختم ہو چکی ہے اب ہم نے تو کب کا انکار کر دیا انہیں۔''

''دیکھو بیٹا سلمان خاندان کا دیکھا بھالا لڑکا ہے۔'' امی جان بولیں۔

''لڑکا؟'' یسریٰ زور سے ہنس پڑی۔ ''امی وہ آپ کو لڑکا لگتا ہے؟''

''بیٹا یہ بات نہیں ہے' بھائی جان نے ہمارے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ تمہارے ابا جی کی وفات کے بعد ایک وہی تھے جنہوں نے اس مشکل وقت میں ہمیں سہارا دیا تھا۔ اب تک ہماری زمینوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں اور ایک ایک پائی کا حساب رکھتے ہیں۔''

''امی جی یہ کوئی احسان تو نہیں کیا انہوں نے۔'' یسریٰ نے کہا۔ ''بیوہ بہن کو سہارا بھائی کا ہی فرض ہے۔ اگر میرا کوئی بھائی ہوتا تو کیا مشکل پڑنے پر وہ مجھے چھوڑ دیتا؟''

''بیٹا یہ احسان ہونا تو نہیں چاہئے لیکن آج کے دور میں اس قسم کی بات احسان [illegible] کرتی ہے آج کل کون کسی کی مدد کرتا ہے۔''

''بہرحال امی جان اگر اسے احسان مان لیا جائے تب بھی ان کا حق آپ پر بنتا ہے یسریٰ پر نہیں۔'' نمرہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''میں اس گنجے سے یسریٰ کی شادی کبھی نہیں ہونے دوں گی۔''

''گنجا کب ہے وہ؟'' امی نے یوں تو اس کا دفاع کیا لیکن نمرہ کی بات سن کر ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ ''بس آگے سے بال کچھ کم ہیں۔''

''واہ امی واہ! کل کو آپ کہہ دیں گی کہ گنجا کب ہے' بس یونہی ماتھا کچھ وسیع پایا ہے۔'' یسریٰ نے منہ بنایا۔ ''پتا ہے گنجوں کا کتنا مذاق اُڑتا ہے ہمارے درمیان۔''

''تم لڑکیاں تو پاگل ہو۔'' امی بولیں۔ ''جس قسم کے لڑکے تم لوگوں کو چاہئیں وہ صرف تم لوگ ہی گھڑ کر بنا سکتے ہو' آخر تم لوگوں کو چاہئے کیا؟''

''نہ گنجا چاہئے نہ ٹھگنا۔'' یسریٰ نے لے سے کہا۔

''امی جان ٹام کروز جیسا چاہئے۔'' نمرہ نے یسریٰ کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری۔

''نمرہ تم قتل ہو جاؤ گی میرے ہاتھوں۔''

''او ہو لڑائی نہ شروع کر دینا اب آرام کرو اس وقت اور شام کو اپنے ماموں کے لئے یاد سے گیسٹ روم سیٹ کر دینا۔''

''جی اچھا۔'' پھر وہ نمرہ سے مخاطب ہوئی۔ ''باپ کیسا اور بیٹا کیسا۔ ہے نا ماموں جان اور سلمان میں زمین آسمان کا فرق۔''

''اصل میں سلمان بھائی مامی جی پر گئے ہیں۔'' نمرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اگر ماموں جان پر گئے ہوتے تو تم آج سے چار پانچ سال قبل ہی ان کے سنگ بیاہی جا چکی ہوتی۔''

''اُف مجھے تو اس ہولناک تصور سے ہی جھرجھری آ جاتی ہے۔'' یسریٰ نے واقعی جھرجھری لی تو نمرہ پھر ہنس پڑی۔

☆======☆======☆

نوٹس بورڈ پر ٹیوٹوریل گروپ کی لسٹ لگ چکی تھی اور لسٹ پڑھ کر یسریٰ کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے۔ اس کا اور احد کا ٹیوٹوریل گروپ بھی ایک ہی تھا اور تھا بھی میڈم فریحہ کے ساتھ۔

"پسند آیا اپنا ٹیوٹوریل گروپ؟" اسماء نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے یسریٰ سے پوچھا۔

"اگر پسند نہ ہو تو تبدیل کروا لو۔" نائلہ بولی۔

"پسند نہ آنے کا کیا سوال؟ اور تبدیل کیوں کراؤں؟" یسریٰ نے بے نیازی سے کہا۔

"میں نے سوچا کہ شاید ٹام کروز کی وجہ سے۔" نائلہ نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ٹام کروز ایسی خاص چیز تو نہیں ہے جس کے لئے میں اپنی راہ کھوٹی کروں، مجھے اس سے کیا لینا دینا؟"

بارہ بجے وہ میڈم فریحہ کے آفس میں داخل ہوئی تو ان کا ٹیوٹوریل گروپ پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ کمرے میں ایک ہی کرسی خالی تھی۔ احد کے ساتھ یسریٰ نے اپنا بیگ کرسی کی پشت سے لٹکایا اور بے نیازی سے بیٹھ گئی۔

"اب ہمارا گروپ غالباً پورا ہو چکا ہے۔" میڈم نے سب کا جائزہ لیا اور اثبات میں جواب پا کر ایک بار پھر گویا ہوئیں۔ "اس ایک گھنٹے میں آپ یہاں کسی بھی موضوع کو ڈسکس کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ ادب ہو یا فلسفہ، سوشیالوجی ہو یا گلوبل پولیٹکس البتہ سائنس نہیں چلے گی کیونکہ اس کے متعلق میری معلومات صفر ہیں۔"

"Forbidedn tree of science" احد بولا۔ "یعنی یہاں پر بھی پابندی۔"

"پابندی کے خمیر سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے یعنی آگے بڑھنے کے لئے پابندی کا ہونا اور اسے توڑنا ضروری ہے، جنت میں تو محض ویلیاں کھانی پڑتیں۔" یسریٰ نے احد سے محض اختلاف برائے اختلاف کی خاطر کہا۔

"ہاں اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا" احد نے فوراً اس کی بات سے اتفاق کیا۔

"ویسے میڈم آپ یہاں کس حد تک تحریر و تقریر کی آزادی دیں گی ہمیں۔"

"میری طرف سے طلباء پر کبھی بھی تحریر و تقریر کی پابندی نہیں لگی لیکن کسی جگہ قانون سے زیادہ معاشرے کا عمل دخل ہوتا ہے۔ آپ کی بات کا غلط مطلب بھی لیا جا سکتا ہے۔" میڈم پیپر ویٹ گھماتے ہوئے بولیں۔

"میڈم اگر میری بات پوری ہو جاتی تو شاید اس کی نوبت نہ آتی۔ میں مذہب کے خلاف نہیں بول رہا تھا، میں محض تجزیہ کر رہا تھا اور وہ میرے نزدیک کچھ ایسا غلط نہیں تھا۔ اقبال کو میں حکیم الامت اور شاعرِ مشرق نہیں کہتا یہ پورا پاکستان کہتا ہے۔ میں اپنی بات کی دلیل کے طور پر انہیں کوٹ کر سکتا ہوں۔"

"کیا کہتے ہیں اقبال؟" میڈم نے پوچھا۔ "دراصل میرا اردو ادب کے متعلق علم ذرا محدود ہے۔"

"اقبال کے مطابق جبرئیل ابلیس سے کہتے ہیں کہ اس کے خدا تعالیٰ کے سامنے انکار نے اسے بلندی سے پستیوں میں دھکیل دیا ہے اور اس کی اس حرکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہوں میں فرشتوں کی کیا آبرو رہ گئی ہو گی تو ابلیس جواب میں کہتا ہے کہ۔

"ہے میری جرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو"

(یہ مصرعہ میری بات کو ثابت کرتا ہے)

پھر ابلیس کہتا ہے۔

"گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے
قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو
میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو"

"This again proves my point" (یہ میرے پوائنٹ کو مزید ثابت کرتا ہے)

"حیرت ہے اقبال پر پروگریسو ہونے کا لیبل کیوں نہیں لگا؟" میڈم بولیں۔

"کیونکہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ۔

"وہ مقام بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی"

یسریٰ بولی۔

"میڈم کیا ہم یہاں صرف کنزرویٹوز اور پروگریسوز کو ہی ڈسکس کریں گے؟" نصرت بولا۔

''ضروری نہیں لیکن یہ بھی بہرحال ایک موضوع ہے اور اس وقت بہت اہم سوشل
مسئلہ بھی اس لئے اسے ڈسکس کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔ یہی تو وہ مسئلہ ہے جس کی وجہ
سے ہم ایک معاشرے میں' ایک ملک میں رہنے کے باوجود بھی بہت سی صدیوں میں
رہے ہیں۔'' میڈم نے کہا۔ ''ویسے آپ لوگ چاہیں تو کچھ اور بھی ڈسکس کر سکتے ہیں۔ میں
طالب علموں کو باندھ کر رکھنے کی قائل نہیں ہوں۔''

''میڈم دراصل یہ اختلافی موضوع ہے اسے نہ چھیڑنے میں ہی عافیت ہے۔'' نصرت
بولا۔

''ہر موضوع کم یا زیادہ اختلافی ہی ہوتا ہے۔'' فرح نے کہا۔ ''اس کا مطلب یہ تو نہیں
کہ ہم لکھنا پڑھنا ہی چھوڑ دیں۔''

''میڈم میرے پاس ایک موضوع ہے جو اس کمرے کے اندر یقیناً اختلافی نہیں
ہوگا۔'' فرخ نے صبح کے وقت نائلہ سے جو کاغذ لیکچر نوٹ کرنے کے لئے ادھار لیا تھا اب
اس پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ رہا تھا۔

''ایسا کون سا موضوع ہے؟'' انہوں نے دلچسپی سے پوچھا۔

''میڈم فلم' ہم فلمیں ڈسکس کر سکتے ہیں نا۔ مثلاً کم بسنجر' وینونارائیڈر' انجمن یا ریما کی
لڑکیاں چاہیں تو وہ ٹام کروز کو ڈسکس کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' فرخ نے بڑی
فراخدلی سے کہا۔

''صرف انگلش کی فلمیں ڈسکس ہو سکتی ہیں۔''

''میڈم یہ امتیازی سلوک کیوں؟''

''جمہوریت پر تمام تر یقین کے باوجود بھی میں بعض اوقات آمرانہ رویہ اختیار کرنے
میں کوئی حرج نہیں سمجھتی۔''

''اور پھر پابندی کا ہونا اور اس کا توڑا جانا تو یوں بھی آگے بڑھنے کے لئے ضروری
ہے۔'' احد بولا۔ ''کیوں یسریٰ؟'' اس نے تائید طلب نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

''اپنے ذہن سے سوچو کہ یہ ضروری ہے یا نہیں۔'' اس نے بے اعتنائی سے کہا۔

''میڈم میرے لئے تو ایک ہی موضوع قابلِ بحث ہے۔'' نصرت بولا۔

''وہ کیا؟''

''امریکہ کس طرح جایا جا سکتا ہے؟'' وہ بولا۔ ''اتنے پیسے کس طرح کمائے جائیں یا
اڑائے جائیں کہ امریکہ میں سیٹل ہوا جا سکے۔''

''بہت شوق ہے آپ کو امریکہ جانے کا؟'' میڈم مسکرائیں۔

''اتنا زیادہ کہ اگر مجھے ڈاکہ ڈالنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔'' نصرت
نے صاف گوئی سے کہا۔

''ارے نہیں ڈاکہ مت ڈالیں ہم آپ کا مسئلہ بھی ڈسکس کریں گے۔ امید ہے کوئی نہ
کوئی راہ نکل آئے گی لیکن اب ٹیوٹوریل کا وقت ختم۔'' میڈم نے اپنی گھڑی کی جانب
دیکھا۔ ''اس وقت مجھے کچھ پڑھنا ہے' اس لئے آپ لوگ جائیں لیکن ٹیوٹوریل کے علاوہ بھی
اگر آپ مجھ سے کچھ ڈسکس کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ ڈسکشن کلاس میں بھی ہو سکتی ہے لیکن
خطرناک قسم کی باتیں ڈسکس کرنے کے لئے اس کمرے میں آ جایا کریں یا پھر عمیر جعفری
کے گھر۔''

''عمیر جعفری ماہر نفسیات؟''

''ہاں وہی ہماری محفل وہیں جمتی ہے اور وہاں کسی قسم کی ڈسکشن پر پابندی نہیں ہے۔''

''اوکے میڈم۔'' وہ کمرے سے نکل گئے۔

''ہاں یار تو کل گھر کیسے گیا تھا؟'' یسریٰ سے کچھ دور چلتے ہوئے فرخ نے احد سے
پوچھا۔

''دل تو بالکل نہیں چاہ رہا تھا واپس جانے کا لیکن رات یہاں نہیں گزاری جا سکتی تھی
اس لئے بادل ناخواستہ بائیک ڈائریکٹ کر کے چلانی پڑی۔''

''ترس آتا ہے مجھ تجھ پر کس جگہ پھنس گیا ہے۔'' فرخ نے افسوس سے سر ہلایا۔

''وہ تو میں بھی کہتا ہوں۔'' احد نے شوخی سے کہا۔

پھنس گیا دل بری جگہ افسوس
کوئی پہلو نہیں رہائی کا

''اب واقعی وقت آ گیا ہے کہ اس کا دماغ درست کیا جائے۔ کسی دن اس کی بائیک

کے ٹائر سے ہوا نکال دینی ہے میں نے۔" یسریٰ نے دل ہی دل میں تہیہ کرلیا۔ "اس نے مجھے جس قدر تنگ کیا ہے اس سے یہ اسی سلوک کا مستحق ہے۔"

پارکنگ میں احد کی بائیک حسبِ معمول اس کی کار کے قریب ہی موجود تھی۔

"تم کار میں بیٹھو۔" یسریٰ نے اسماء کی طرف چابی بڑھائی۔

"کیوں؟ تم کہاں چل دیں؟"

"ایک منٹ بہت ضروری کام ہے مجھے تم بیٹھو۔"

یہ کہہ کر یسریٰ اپنا جوتا ٹھیک کرنے کے بہانے نیچے جھکی۔ پارکنگ یوں بھی اس وقت تقریباً سنسان ہی تھی۔ اس نے بالوں سے پن نکال کر والو پر دباؤ ڈالا' شوں کی آواز کے ساتھ ہی بائیک کے ٹائر سے ہوا نکلنے لگی۔

"اُف یہ کیا کر رہی ہو تم؟" اسماء اسے یہ کام کرتا دیکھ کر حیران رہ گئی۔ "اٹھو کوئی آ گیا تو؟"

"تم کور (Cover) دو مجھے اور شکل درست کرو اپنی' کسی کو قتل نہیں کر رہی ہوں کہ ہوائیاں اُڑی جا رہی ہیں تمہارے چہرے پر۔ صرف ٹائر سے ہوا نکال رہی ہوں اور لو یہ نکل بھی گئی۔" اور پھر جلدی سے کار میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کر دیا' بیک ویو مرر میں اسے احد' عظیم اور فرخ آتے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ تینوں آپس میں کسی بات پر ہنس رہے تھے۔

"آئی وِش کاش کہ میں احد کا ری ایکشن دیکھ سکتی لیکن افسوس میں ایسا نہیں کر سکتی۔" یہ کہہ کر اس نے کار آگے بڑھائی۔

ابھی وہ گیٹ سے نکل ہی رہی تھی جب اس نے بیک ویو میں احد کو بائیک کک کرتے دیکھا۔ یسریٰ کو عجیب قسم کی طمانیت کا احساس ہوا اور اس احساس کے تحت اس نے ہنسنا شروع کر دیا۔

"اب بس بھی کرو گی یا نہیں۔" اسماء نے اسے ملامت آمیز انداز میں گھورا۔ "ایک تو اس نے تمہاری مدد کی تھی اور تم نے اس کا یہ صلہ دیا ہے اسے۔"

"اس نے مدد مدد کرنے کی نیت سے نہیں کی تھی لیکن خیر اب میں اس بات کو ڈسکس نہیں کرنا چاہتی مجھے گول برابر کرنا تھا جو میں نے کر دیا۔"

"دونوں ٹائر تو فلیٹ نہیں کیے نا؟"

"نہیں لیکن بائیک کو چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑا۔" یسریٰ نے شادمان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "میں نے اگلے ٹائر کی ہوا نکالی تھی کیونکہ ٹریل کے پچھلے ٹائر میں ہوا نہ ہو تب بھی وہ چل سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس کی ٹینکی پر چڑھ کر چلایا جا سکتا ہے لیکن اگر اگلے ٹائر کی ہوا نہ ہو تو وہ نہیں چلتی۔ ٹریل کو یوں بھی ذرا آگے بیٹھ کر چلایا جاتا ہے نا۔ بس اسی تکنیکی وجہ کے تحت میں نے دونوں ٹائروں کو فلیٹ کرنا ضروری نہیں سمجھا۔"

"اللہ تمہیں نیک ہدایت دے۔"

اسماء کو شادمان ڈراپ کر کے اور نمرہ کو کالج سے لے کر وہ گھر چل دی۔ شام کو وہ دونوں سو کر اٹھیں تو ماموں جان آ چکے تھے۔ ان سے مامی جان' زمینوں اور مویشیوں کی خیریت دریافت کرنے کے بعد یسریٰ ان کے لئے چائے لے آئی۔ ماموں جان کی کمپنی بہت زبردست تھی اور انہیں یسریٰ اور نمرہ سے محبت بھی بہت تھی۔ سلمان کا پرپوزل رد کرنے کے معاملے کو بھی انہوں نے اَنا کا مسئلہ نہیں بنایا تھا۔

"ماموں جان اس مرتبہ آپ کو یہاں زیادہ دن رہنا ہے۔" یسریٰ نے انہیں چائے کی پیالی پکڑائی۔

"بیٹا اس مرتبہ نہیں اگلی مرتبہ' اس مرتبہ مجھے کل دوپہر تک چلے جانا ہے۔"

"کیوں؟" نمرہ نے پوچھا۔ "آپ تو ہر دفعہ ہوا کے گھوڑے پر سوار آتے ہیں۔"

"اصل میں مجھے کچھ ٹریکٹر لینے ہیں سلمان بیمار تھا ورنہ وہی آ جاتا۔ نگرانی کے لئے اگر زمینوں پر مالک نہ ہو تو بہت گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ سلمان کو ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ بتایا ہے اس لئے میرا جلدی واپس پہنچنا بہت ضروری ہے۔"

"کیا ہو گیا ہے سلمان بھائی کو؟" نمرہ نے رسماً پوچھا۔

"اسے چکن پاکس ہو گئے ہیں۔"

ماموں جان کی بات سن کر نمرہ اور یسریٰ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور ہنس پڑیں۔

"کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو؟" امی نے انہیں گھورا۔

"کچھ نہیں میں سوچ رہی تھی کہ کیا بچوں والی بیماری پائی ہے سلمان بھائی نے۔" نمرہ نے ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "ماموں جان سلمان بھائی سے کہیں کہ وہ اب ذرا بڑے ہو جائیں۔"

"یہ بتائیں ماموں جان کہ اس مرتبہ آپ کس گاڑی پر آئے ہیں؟" یسریٰ نے پوچھا۔

ماموں جان کو نئی نئی گاڑیاں بدلنے کا بہت شوق تھا۔

"نسان پٹرول پر۔" ماموں جان نے چائے کا کپ میز پر رکھا۔

"کیا؟ نسان پٹرول پر؟" یسریٰ اور نمرہ تقریباً ایک ساتھ چلائیں۔

"چابی نکالیں میں نے آپ کی جیپ چیک کرنی ہے۔" یسریٰ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

ماموں جان نے تپائی پر رکھی ہوئی چابی اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"بھائی جان یہ آپ کیوں دے رہے ہیں اسے۔" امی جان جلدی سے بولیں۔ "ابھی پچھلے دنوں اس نے اپنی کار کا بیڑا غرق کر دیا تھا' ڈیڑھ ہزار روپیہ اٹھ گیا تھا اسے ٹھیک کرانے میں۔"

"امی پچھلے دنوں کی بات کب ہے' اس بات کو تو زمانہ گزر گیا ہے۔"

"یسریٰ گڑیا مجھے گاڑی کی فکر نہیں ہے کیونکہ یہ بہت مضبوط ہے لیکن گڑیا آپ کی امی کی بات سن کر میں آپ کے لئے پریشان ہو گیا ہوں۔"

"ارے ماموں جان آپ بھی امی کی بات سن کر اس پر یقین کر رہے ہیں' انہیں مبالغہ آرائی کی عادت ہے۔"

"یسریٰ زیادہ دور نہیں جانا بیٹے۔" امی جان نے پیچھے سے آواز لگائی۔

"یسریٰ گڑیا ڈرائیور کو لیتی جانا اندھیرا پھیل رہا ہے۔" ماموں جان نے بھی آواز دی

وہ دونوں ڈرائیو وے میں نکل آئیں۔

"آہا شہزادی کا رنگ کتنا اچھا ہے۔" نمرہ نے جیپ کا سلور رنگ اور گرے دھاریاں دیکھ کر کہا۔

"کتنا شوق تھا مجھے نسان پٹرول ڈرائیو کرنے کا۔"

"اوہ!" نمرہ نے گویا اسے تنبیہ کی۔ "ماموں جان نے ڈرائیور کو ساتھ لے جا

کہا ہے۔"

"ساتھ لے جانے کو کہا ہے یہ تو نہیں کہا کہ ڈرائیو بھی وہ خود ہی کرے گا۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"تو چلو پھر بسم اللہ کرتے ہیں۔" یسریٰ نے دروازہ کھولا' پھر نمرہ کی جانب بڑھی۔

"لیکن نمرہ ایک مسئلہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

"ڈرائیور کے سامنے ہم کھل کر باتیں نہیں کر سکیں گے۔"

نمرہ نے چند لمحے مسئلے کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا پھر گویا فیصلہ صادر کیا۔ "دفع کرو ڈرائیور کو' ماموں جان نے تو ڈرائیور لے جانے کے لئے اس وجہ سے کہا تھا کہ اندھیرا پھیل رہا ہے' بھلا ہم کوئی ڈرتے ہیں اندھیرے سے۔"

"بالکل نہیں۔" یسریٰ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"تو بس پھر فیصلہ ہوا جلدی سے گاڑی نکالو ورنہ ماموں جان ہی نہ باہر آ جائیں۔"

"اب بتاؤ چلنا کہاں ہے؟" یسریٰ نے مین روڈ پر مڑتے ہوئے پوچھا۔

"لبرٹی کی سیر کر آتے ہیں۔"

"یسریٰ نے ڈیوس روڈ سے مال روڈ کی جانب جیپ موڑ دی۔

"اتنی اچھی Feel ہے اس کی۔" یسریٰ نے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا۔ "یوں لگتا ہے جیسے سڑک پر نہ دوڑ رہی ہو بلکہ ہوا میں اڑ رہی ہو۔"

"اڑ کہاں رہی ہے رینگ رہی ہے۔" نمرہ نے منہ بنایا۔ "ذرا ایکسیلریٹر پر زور ڈالو جوتا چبھ رہا ہے تمہیں کیا؟"

"یہ لو۔" یسریٰ نے رفتار میں اضافہ کیا۔ "اور میرے بیگ میں اقبال بانو کی کیسٹ ہو گی وہ لگا دینا۔"

بات کرتے کرتے یسریٰ نے گیئر جو تبدیل کیا تو اسے احساس بھی نہ ہو سکا کہ ایک بائیک تیزی سے اسی سمت بڑھ رہی ہے۔ وہ تو اقبال بانو کی کیسٹ میں الجھی ہوئی تھی' جب ایک زوردار دھماکہ سنائی دی۔ یسریٰ نے تیزی سے بریک لگائی' گاڑی کے ٹائر چرچرا کر

رک گئے لیکن تب تک دیر ہو چکی تھی۔

''نمرہ کیا ہم سے ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے؟'' اس نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا ج
سڑک کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔

''ہاں یسریٰ جلدی کرو لگتا ہے بائیک والوں کو خاصی چوٹ لگی ہے۔ نیچے اترو جلد
سے شاید ہم ان کی مدد کر سکیں۔''

وہ دونوں تیزی سے نیچے اتریں' چند ہی لمحوں میں وہاں ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا۔

''نمرہ میری ہمت نہیں پڑ رہی انہیں فیس کرنے کی' ساری غلطی میری تھی میں دیکھے بغ
کیرج تبدیل کر رہی تھی۔''

''اب رونی شکل بنا کر کیا ہو گا آگے چلو۔''

مال روڈ کی بتیاں غالباً لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بند تھیں' بجلی نہ ہونے کے باعث ہر
خوفناک اور ڈراؤنی لگ رہی تھی۔ وہ دونوں چند قدم آگے بڑھیں تو ایک سایہ چلتے ہو
ان کے قریب آ رکا۔

''اگر آپ کو ڈرائیونگ نہیں آتی تو سڑک پر نکلنے کی کیا ضرورت تھی؟'' آواز میں غ
بھی تھا اور جھنجلاہٹ بھی اور یہ آواز بلاشبہ عظیم کی تھی۔

''تم عظیم ہو ناں؟'' یسریٰ نے اپنا شک مٹانے کی غرض سے پوچھا۔

''یسریٰ تم؟'' اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ ''یہ نسان پٹرول تم چلا رہی تھیں؟''

''ہاں۔'' اس نے مجرموں کی طرح سر جھکا لیا۔ ''وہ غلطی میری ہی تھی میں نے د
بغیر...'' وہ بات ادھوری چھوڑ کر اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔

''او کے اب پریشان مت ہو میں سب سنبھال لوں گا۔'' اس نے تسلی دی۔ ''تمہ
جیپ میں اتنی جگہ تو ہو گی ناکہ احد اور فرخ کو اس میں کلینک پہنچایا جا سکے۔''

''احد اور فرخ؟'' یسریٰ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

''ہاں ان ہی کو ٹکر ماری ہے تمہاری گاڑی نے۔''

''اوہ مائی گاڈ!'' اس نے پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔

''اب پریشانی سے کچھ نہیں ہو گا۔'' عظیم نے کہا۔ ''ابھی پاپا کے کلینک لے چلتے

دونوں کو۔''

''آپ ان دونوں کو لے آئیں۔'' نمرہ نے جلدی سے کہا۔

احد اور فرخ کو کافی چوٹیں آئی تھیں کم از کم اندھیرے میں تو یہی لگ رہا تھا۔ عظیم کے پاپا تو کلینک میں موجود نہیں تھے البتہ باقی ڈاکٹروں نے انہیں خوب توجہ سے چیک کیا۔ یسریٰ اور نمرہ عظیم کے ساتھ اس کے پاپا کے آفس میں جا کر بیٹھ گئیں۔

''تمہارے چہرے پر اتنی ہوائیاں کیوں اُڑ رہی ہیں۔'' عظیم نے یسریٰ کی جانب دیکھا۔ ''ٹھیک ہیں وہ دونوں اب' چیئر اَپ ناؤ۔''

''ساری غلطی میری تھی۔ ماموں جان نے کہا تھا کہ ڈرائیور کو ساتھ لے جاؤ۔'' یسریٰ جیسے خود سے بولی۔

''چھوڑو بھی اب جو ہونا تھا ہو چکا اب پریشان ہو کر کیا ملے گا؟''

''میں ان کے گھر والوں کا سامنا کیسے کروں گی؟''

''اس سلسلے میں بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرخ کے والدین سعودی عرب میں ہیں اور وہ یہاں ہوسٹل میں رہ رہا ہے۔'' عظیم نے اسے تسلی دی۔ ''اور احد کے گھر والے یہی سمجھیں گے کہ اس نے اوور سپیڈنگ کر کے خود ایکسیڈنٹ کیا ہے۔''

لیکن یسریٰ کو تسلی نہیں ہوئی۔

''آپ لوگ اس وقت کہاں جا رہے تھے؟'' نمرہ نے ماحول کے بوجھل پن کو کم کرنے کی خاطر پوچھا۔

''ہم لکشمی چوک جا رہے تھے کھانا کھانے۔'' وہ بولا۔ ''احد کا موڈ نہیں تھا اسے بھی میں نے اور فرخ نے ہی گھسیٹا تھا اپنے ساتھ۔''

''مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے احد کے گھر والوں سے' احد کے گھر والے کہیں خونخوار قسم کے تو نہیں ہیں؟'' یسریٰ نے پوچھا۔

''تم سے بڑھ کر خونخوار کون ہو گا؟'' عظیم ہنسا۔

''میں تمہیں خونخوار لگتی ہوں؟''

''مجھے نہیں احد کو لگتی ہو اور کچھ غلط بھی نہیں لگتیں' آج بھی اس کی بائیک کا ٹائر تم نے ہی

فلیٹ کیا تھا نا؟"

"ایسے ہی میں نے نہیں کیا تھا۔" اس نے نظریں چرائیں۔ "مجھے کیا کرنا تھا ایک ٹائر فلیٹ کر کے' میں کرتی تو دونوں کو کرتی۔"

نمرہ اور عظیم کے بلند ہونے والے قہقہے سے اسے احساس ہوا کہ وہ غلطی سے اقبال جرم کر بیٹھی ہے تو وہ ایک دم شرمندہ ہوگئی۔

"بہر حال احد کے گھر والے بہت اچھے ہیں ان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

"میں ذرا امی کو فون کر دوں کہ ہم خیریت سے ہیں' ورنہ وہ پریشان ہو جاتی ہیں فوراً۔"

عظیم نے فون اس کی جانب بڑھا دیا۔ نمبر ڈائل کرتے ہوئے بھی اس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔

"بی ایزی یسریٰ۔" نمرہ نے پیار سے اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔

دوسری طرف رنگ جا رہا تھا۔

"ہیلو!" امی کی آواز آئی۔

"امی میں یسریٰ بول رہی ہوں۔"

"بیٹا اتنی دیر کردی' اندھیرا بھی اتنا پھیل گیا ہے' تمہیں پتا بھی ہے کہ میں پریشان ہو جاتی ہوں۔"

"امی خواہ مخواہ آپ پریشان ہوتی ہیں' ہم بس تھوڑی دیر میں گھر پہنچ جائیں گے۔"

"اس وقت کہاں ہو تم؟"

یسریٰ ایک دم گڑبڑا گئی' جھوٹ بولنے کی عادت جو نہیں تھی۔ بہر حال جلدی سے بولی۔ "اسما کی طرف۔"

"اچھا جلدی کرو اب۔"

اس نے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا۔ عظیم گہری نظروں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا' وہ ایک بار پھر گڑبڑا گئی۔

"میں جھوٹ نہیں بولتی آج اس لئے یہ حرکت کی ہے کہ امی سچ سن کر گھبرا جاتیں اور میں انہیں فکر مند نہیں کر سکتی۔" اس نے جلدی سے صفائی پیش کی۔

"میں سمجھتا ہوں۔" عظیم مسکرایا۔

ان سب کی نگاہیں آفس میں داخل ہوتے ہوئے ڈاکٹر پر جم گئیں۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔" اس نے مخصوص پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔ "کوئی خاص اندرونی چوٹ نہیں آئی دونوں کو' فرخ کی ٹانگ پر گہرا زخم لگا ہے اور احد کے بازو کی ہڈی دو جگہ سے فریکچر ہوگئی ہے۔"

یسریٰ نے سر جھکا لیا اور اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ نمرہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"ایزی ایزی۔" اس نے آہستگی سے کہا پھر ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔ "تو اب آپ انہیں فارغ کر دیں گے یا ایڈمٹ کریں گے ابھی؟"

"کم از کم ایک ہفتہ تو یہ ایڈمٹ ہی رہیں گے۔" وہ بولا۔ "آپ نے ان کے گھر والوں کو اطلاع دے دی ہے؟"

"ہوں' کچھ دیر پہلے دی ہے آتے ہی ہوں گے وہ۔" عظیم نے کہا۔

یسریٰ نے پریشان ہو کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔ "میں ان کا سامنا نہیں کر سکتی۔" وہ روہانسی ہوگئی۔

"تمہیں کون کہہ رہا ہے کہ ان کا سامنا کرو۔" عظیم نے کہا۔ "بلکہ یوں بھی اب تمہیں گھر واپس جانا چاہئے' تمہاری امی پریشان ہو رہی ہونگی۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"ٹھہرو' میں کوئی بندہ تم لوگوں کے ساتھ کر دوں۔" عظیم بولا۔

"کس لئے؟" یسریٰ نے پوچھا۔

"اب بھی پوچھتی ہو کس لئے؟"

"کچھ نہیں ہوگا اب اس وقت تو میں ماموں کی گاڑی کا ایکسیلریٹر چیک کر رہی تھی۔"

"پھر پتا چل گیا نا کہ گاڑی کی سپیڈ کتنی ہے۔" عظیم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"ہاں پتا چل گیا۔"

عظیم انہیں باہر چھوڑنے آیا تھا۔

"تھینک یو عظیم۔" وہ جاتے جاتے بولی۔

"نو مینشن۔"

رات کو آنکھیں بند کرتے ہی اس کی نگاہ میں ایکسیڈنٹ کا منظر گھوم گیا۔

"اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ آج اس سڑک پر احد نے نکلنا ہے تو میں بھول کر بھی ادھر کا رخ نہ کرتی۔" وہ سوچ رہی تھی۔ "سارا قصور اسی کا ہے' کچھ لوگوں کو دیکھتے ہی اچھے بھلے ہوتے ہوئے کام بھی غلط ہو جاتے ہیں اور احد مجھے ایسے ہی لوگوں میں سے ایک لگتا ہے۔ ورنہ آگے پیچھے بھی تو میں ڈرائیونگ کرتی ہوں لیکن گڑبڑ صرف اس وقت ہوتی ہے جب احد دائیں بائیں کہیں موجود ہو۔ بیچارا فرخ بھی اس کی وجہ سے زخمی ہو گیا' خیر بیچارا تو وہ بھی نہیں ہے۔ ہے تو وہ بھی پورا لیکن میرے ساتھ اس نے کبھی گڑبڑ نہیں کی اور ابھی تو یہ بھی مسئلہ ہے کہ پتا نہیں احد کے گھر والے کیسے ہوں گے۔ اللہ کرے اچھے ہوں' اس جیسے تو بالکل نہ ہوں۔"

اس کی نگاہوں میں آج دوپہر کا منظر گھوم گیا۔ جب وہ فرخ اور عظیم کے ساتھ کسی بات پر ہنستا ہوا پارکنگ میں داخل ہوا تھا' کتنا اچھا اور بے فکر لگ رہا تھا۔ ہر غم سے بے نیاز زندگی سے بھرپور اور اس وقت یسریٰ کو جیسے جھرجھری آ گئی۔ اس وقت وہ کلینک کے ایک بستر پر ہلنے جلنے سے بھی قاصر تھا' بالکل بے بس۔ وہ اتنا برا بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ اب ایسا ہو جاتا' یسریٰ نے تمام خیالات اپنے ذہن سے جھٹک دیئے اور سونے کی کوشش کرنے لگی لیکن احد کا چہرہ اس کی نگاہوں سے محو ہو ہی نہیں رہا تھا۔

☆======☆======☆

صبح ناشتے کی میز پر امی نے اسے گھر والے کپڑوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔

"آج یونیورسٹی نہیں جانا؟"

"اوہ نہیں امی نہیں جانا۔" وہ سستی سے بولی۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری؟" امی نے تشویش سے پوچھا۔

"نہیں طبیعت تو ٹھیک ہے بس تھوڑی سی سستی طاری ہے۔"

"تم ایک دن آرام کر لو اچھا ہے۔" نمرہ نے ٹشو پیپر سے ہاتھ پونچھے۔ "میں ویگن سے چلی جاؤں گی۔"

"ارے نہیں تمہیں لانا لے جانا تو مسئلہ نہیں ہے۔" یسریٰ نے چابی اٹھائی۔

"پریشان ہو کل کے واقعے سے؟" راستے میں نمرہ نے پوچھا۔

"ہاں!" یسریٰ نے اعتراف کیا۔ "احد نے یہی سوچنا ہے کہ میں نے کسی پرانی دشمنی کا بدلہ لیا ہے اس سے' کل میں نے اس کی بائیک کے ٹائر سے ہوا بھی تو نکال دی تھی نا۔"

"اور اب تم اس کی تلافی کرنا چاہتی ہو۔" نمرہ نے پوچھا۔

"ٹائر فلیٹ کرنے کی ہرگز نہیں کیونکہ وہ میں نے جان بوجھ کر کیا تھا البتہ ایکسیڈنٹ جان کر نہیں کیا تھا۔ بھلا مجھے کیا مصیبت تھی کہ ماموں جان کی نئی نسان پٹرول کا ستیاناس کرواتی۔"

"ماموں کی گاڑی کو تو کچھ نہیں ہوا' مجروح تو احد اور فرخ ہوئے ہیں۔" نمرہ ہنسی۔

"خیر تلافی یوں بھی ہو سکتی ہے کہ ہم شام کو جا کر ان کی عیادت کر آئیں۔"

''اور اگر احد کے گھر والے ہوئے تو؟''

''تو کیا؟ تم معافی مانگ لینا ان سے۔''

''یہ امیاں اپنے بچوں کے معاملے میں بہت جذباتی ہوتی ہیں' اگر احد کی امی نے مجھے کچا چبا ڈالا تو؟''

''لگتا تو نہیں ہے کہ اس کا تعلق کسی آدم خور قبیلے سے ہوگا لیکن اگر ایسا ہوا تب بھی اپنی غلطی کی سزا تو تمہیں بھگتنی ہی ہوگی۔''

''کیا اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا؟''

''اونہہ' کوئی نہیں۔''

شام تک وہ اسی ادھیڑ بُن میں رہی کہ اس کے امی ابو سے کیسے سوری کرے گی۔

''کہاں گم ہو؟'' نمرہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

''میں سوچ رہی تھی کہ اس کے امی ابو سے کیسے سوری کروں گی۔''

''پھر کیا سوچا؟'' نمرہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

''میں کہوں گی۔'' وہ ایک لمحے کو چپ ہوئی پھر بولی۔ ''مجھے ڈرائیونگ آتی تو بہت اچھی ہے لیکن کل رات تھوڑی سی گڑبڑ ہوگئی۔ حالانکہ میں نے تھوڑا سا دباؤ بڑھایا تھا ایکسلریٹر پر لیکن اچانک پتا نہیں کیوں گاڑی بہت تیزی سے آگے بڑھی اور پھر میں نے بریک بھی جلدی سے لگا دیا تھا لیکن تب تک ایک بائیک میری گاڑی سے آ کر ٹکرا چکی تھی' وہ تو بعد میں پتا چلا کہ اس پر آپ کا بیٹا سوار تھا۔ اس چھوٹی سی گڑبڑ اور بڑے سے ایکسیڈنٹ پر میں معذرت خواہ ہوں۔''

اس کی بات سن کر نمرہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔ ''اگر ادھر جا کر تم نے یہی بونگی سی داستان سنائی تو اس کی امی نے واقعی تمہیں کچا چبا جانا ہے۔''

''پھر کیا کہوں؟''

''کچھ کہنے سے بہتر ہوگا کہ چپ چاپ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔''

''یہ تو کچھ ٹھیک نہیں لگتا۔''

''جس قسم کی معافی تم مانگنے جا رہی ہو' اس سے کہیں بہتر ہے۔'' نمرہ نے کہا۔ ''اور

اب اٹھو ایک گلدستہ بناؤ Get Well Soon کا کارڈ راستے سے ہی لے لیں گے۔''

رنگ برنگے پھولوں کا خوبصورت گلدستہ اٹھائے جب وہ کلینک میں ان کے کمرے کے باہر پہنچی تو اس نے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی نمرہ کو دیکھا۔

''تم یہ گلدستہ لے کر آگے چلو۔''

''میں نے ٹکر ماری تھی کہ میں آگے چلوں۔''

''اسی لئے تو میں تمہیں آگے جانے کا کہہ رہی ہوں۔''

''اپنے کئے کی سزا خود بھگتو' میری کھال تمہیں فالتو دکھائی دے رہی ہے۔''

''تم مجھے چھوڑ کر پیچھے سے بھاگ تو نہیں جاؤ گی؟'' یسریٰ نے پوچھا۔

''اب ایسا بھی نہیں ہے لیکن اگر اس کے امی یا ابو میں سے کوئی آدم خور نکل آیا تو میں تمہیں بالکل نہیں بچا سکوں گی' ایسے معاملے میں دوڑ اپنی اپنی۔''

''پھر میں دروازے پر دستک دوں؟''

''یہاں پر ہی ساری شام گزارو گی کیا' جب اوکھلی میں سر دیا تو موصلوں کا ڈر کیا؟''

یسریٰ نے آہستگی سے دستک دی۔

''تم تو اتنی آہستگی سے دستک دے رہی ہو کہ اگر کوئی دروازے کے ساتھ کان لگا کر بھی کھڑا ہو تو نہیں سن سکتا۔ ٹھہرو میں دستک دیتی ہوں۔'' نمرہ نے دروازے پر زور سے دستک دی۔

''ارے کے تو نہ برساؤ۔'' یسریٰ نے گھبرا کر کہا۔ ابھی اس کی بات منہ ہی میں تھی کہ دروازہ کھل گیا۔ ایک پیاری سی لڑکی ان کے سامنے کھڑی تھی۔

''جی فرمائیے۔'' اس نے شائستگی سے پوچھا۔

''اتنی ڈیسنٹ اور شائستہ لڑکی ٹام کروز کی بہن نہیں ہو سکتی۔'' یسریٰ نے نمرہ سے سرگوشی کی۔

''جی۔'' لڑکی نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہم غلط کمرے میں آ گئے ہیں' چلو نمرہ چلتے ہیں۔'' اس نے نمرہ کا بازو پکڑ کر گھسیٹا۔

"ایسے ہی غلط جگہ آ گئے ہیں' دیکھ لو دروازے پر چھ نمبر لکھا ہوا ہے۔" اب کے نمرہ نے اسے گھسیٹا۔

"جی میں کچھ سمجھی نہیں۔" دروازے میں کھڑی لڑکی نے بیچارگی سے ان کی جانب دیکھا۔

"یہ کمرہ احد اور فرخ کا تو نہیں ہے نا؟" یسریٰ نے جلدی سے پوچھا۔

"انہی کا ہے۔"

"پھر آپ یقیناً احد کی بہن نہیں ہونگی؟" یسریٰ کو اپنے پہلے سوال کا جواب نفی میں آنے کی توقع نہیں تھی لیکن اس بات کا تو اسے یقین تھا کہ یہ احد کی بہن نہیں ہوسکتی۔

"یہ بھی غلط' میں اس کی بہن ہوں۔"

"لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے؟" یسریٰ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی شکل۔" نمرہ نے زور سے یسریٰ کے چٹکی کاٹی۔ "آپ کی شکل اس سے نہیں ملتی۔"

"ہائے۔" چٹکی لگتے ہی یسریٰ نے زور سے اپنی کلائی رگڑی۔

"مجھے آپ کی ایک بات بھی سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"اس کی ضرورت بھی نہیں۔" یسریٰ نے جلدی سے کہا۔

"عنبرین بیٹا کون ہے باہر؟" کسی مرد کی آواز آئی۔

عنبرین نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

"یہ نمرہ ہے۔" یسریٰ نے گڑبڑا کر کہا۔

"اور آپ؟" عنبریں جھلا اٹھی۔

"یہ یسریٰ ہے۔" نمرہ نے کہا۔

"آپ بھائی کی کلاس فیلوز ہیں؟"

"صرف یہ ہے کلاس فیلو۔" نمرہ نے یسریٰ کی طرف اشارہ کیا۔ "میں تو بس اس کی بہن ہوں۔"

یسریٰ نے نمرہ کی بات سن کر اس کی کلائی مضبوطی سے تھام لی۔ "مجھے چھوڑ کر بھاگنا مت پلیز۔" اس نے سرگوشی کی۔

"آئیں آپ لوگ اندر۔"

وہ دونوں عنبریں کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئیں۔

"بھائی تمہاری کلاس فیلو یسریٰ اور ان کی بہن نمرہ تم سے ملنے آئی ہیں۔"

"ملنے نہیں تلافی کرنے۔" نمرہ نے کہا تو یسریٰ نے اسے گھورا۔

کمرے میں دو بیڈ تھے ایک پر احد لیٹا ہوا تھا اور دوسرے پر فرخ۔ عنبرین کے علاوہ وہاں احد کے امی اور ابو بھی موجود تھے' اسے دیکھتے ہی احد کی آنکھوں میں حیرت کے دیئے جل اٹھے۔

"پلیز آپ لوگ بیٹھیں۔" عنبرین نے ان کے لئے کرسیاں رکھیں اور خود احد کے بستر کی پائنتی کی جانب بیٹھ گئی۔

یسریٰ نے کن اکھیوں سے دونوں کا جائزہ لیا۔ ڈاکٹر کے مطابق انہیں زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھیں لیکن یہاں تو جہاں تک یسریٰ کی نگاہ جاتی تھی وہ پٹیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسے ایک دم بہت شرمندگی ہوئی۔ اس نے کارڈ اور گلدستہ عنبرین کو تھمادیا' جسے اس نے میز پر پہلے سے موجود ایک اور گلدستہ کے ساتھ رکھ دیا۔ یسریٰ نے پہلے گلدستے کے ساتھ رکھے ہوئے کارڈ کی طرف دیکھا' جس پر نقرئی مارکر کے ساتھ فروا کا نام جگمگا رہا تھا۔

"امی یہ میری کلاس فیلو ہے یسریٰ اور یسریٰ یہ میری امی اور ابو ہیں اور یہ چھوٹی بہن عنبرین۔" احد نے تعارف کروایا۔

"میں ذرا باہر سے پھل لے آؤں بچوں کے لئے۔" احد کے ابو باہر جاتے ہوئے بولے۔ "آپ لوگ باتیں کریں میں ابھی آتا ہوں۔"

"اب طبیعت کیسی ہے تمہاری؟" یسریٰ کے لہجے میں تشویش تھی۔

"بہت برا حال ہے۔" اس کی آنکھوں میں وہی شرارت تھی جس سے یسریٰ کو چڑ تھی۔

"مجھے تو بالکل ٹھیک لگ رہے ہو۔"

"ہائے۔"

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

"احد!" امی کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔ پھر وہ یسریٰ سے مخاطب ہوئیں۔ "اس کی بات کا برا نہ ماننا اس کی حرکتیں ایسی ہی ہیں۔"

"جی مجھے معلوم ہے۔" یسریٰ نے کہا تو نمرہ نے نیچے سے اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا۔

"سی۔" درد کے مارے اس کے منہ سے کراہ نکلی۔

"کیا ہوا؟" امی نے گھبرا کر پوچھا۔

"جی کیڑا تھا شاید کوئی۔" نمرہ نے جلدی سے کہا۔

"یہاں کیڑا؟" عنبرین نے حیرت سے کہا۔

نمرہ نے صاف ستھرے کمرے کا جائزہ لیا۔ "شاید کوئی بھولا بھٹکا آ گیا ہو۔"

"مجھے تو اس لڑکے کی فکر ہی لگی رہتی ہے۔" احد کی امی نے کہا۔ "جس وقت سے گھر سے نکلتا ہے میری فکر شروع ہو جاتی ہے اور جب تک یہ گھر واپس نہیں پہنچ جاتا تب تک پریشانی ختم نہیں ہوتی۔ ایک ہی تو بیٹا ہے میرا اور اب دیکھو کتنا سخت ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔"

یسریٰ شرمندہ ہو گئی۔ "جی میں اس لئے آئی تھی۔" اس سے آگے اسے کچھ سمجھ میں نہ آ کہ کیا کہے۔

امی نے اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"امی یہ اپنی جیپ کے نقصان کو پورا کرنے کا تقاضا کرنے آئی ہوں گی۔" احد نے اسی انداز میں کہا۔ "شاید میں آپ کو بتانا بھول گیا تھا میری بائیک کل ان ہی کی کھڑی ہوئی جیپ سے جا ٹکرائی تھی۔"

"کھڑی ہوئی جیپ!" یسریٰ نے حیرت سے کہا۔

"ہاں اب تم ہی دیکھ لو۔" امی نے غالباً یسریٰ کی بات سنی ہی نہیں تھی۔ "کتنی سپیڈ پر جا رہا ہو گا کہ تمہاری کھڑی گاڑی سے ٹکرا کر یہ حالت ہوئی۔"

"لیکن میری گاڑی تو......" یسریٰ کی بات ابھی منہ ہی میں تھی کہ نمرہ نے ایک مرتبہ پھر اس کا پیر دبایا۔

"جی کھڑی گاڑی۔" نمرہ جلدی سے بولی۔ "بہت زوردار ٹکر تھی لیکن بچت ہو گئی ان

کی۔"

یسریٰ ہونق بنی کبھی احد کو دیکھ رہی تھی اور کبھی نمرہ کو۔

"امی یہ تو پوچھ لیں کہ ان کا کتنا نقصان ہوا ہے؟" احد نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں جی ہمارا تو کچھ نقصان نہیں ہوا لیکن انہیں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے لئے ہمیں افسوس ہے۔" یسریٰ نے اس کی امی کے کچھ بولنے سے قبل ہی جلدی سے کہا۔

"اس میں بھلا تمہارا کیا قصور؟" اس کی امی بولیں۔ "یہ تو جب بائیک چلانے پر آتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سڑک پر اس کے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں ہے۔"

اب تک یسریٰ بھی سمجھ چکی تھی کہ احد نے اپنے گھر والوں کو صحیح بات نہیں بتائی۔

"جی آنٹی!" وہ بس اس قدر کہہ سکی۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے احد کو بہت غلط سمجھا تھا' حالانکہ احد نے ہر جگہ اس کی مدد کی تھی۔

"ویسے ہم آپ سے اپنا نقصان پورا کرنے نہیں آئے تھے۔" نمرہ بولی۔ "ہماری گاڑی بہت مضبوط تھی اس کا تو بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ ہم نے تو سوچا تھا کہ آپ لوگ بہت بری طرح مجروح ہوئے ہیں' اس لئے آپ لوگوں کی عیادت کر آئیں۔"

"ہائے۔" فرخ نے آموں پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد کراہ بلند کی۔ "کل کے ایکسیڈنٹ میں مَیں بھی چکنا چُور ہوا تھا لیکن آپ دونوں میں سے کسی نے بھی میری عیادت نہیں کی۔"

"اب تک تو آپ بہت اطمینان سے آم کھانے میں مصروف تھے' اچانک اپنے چکنا چُور ہونے کا احساس کیسے ہو گیا؟" نمرہ بولی۔

"اسی لئے کہ اب تک میں آم کھانے میں مصروف تھا۔" وہ بولا۔ "ویسے پہلے میں یہی سوچ رہا تھا کہ آپ لوگ اپنا نقصان پورا کرنے آئے ہیں۔ اس بات کا تو مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ آپ دراصل عیات کے لئے آئی ہیں۔"

"بیٹا تم لوگوں کے والد کیا کام کرتے ہیں؟" احد کی امی نے خالص زنانہ قسم کا تعارف حاصل کرنا شروع کر دیا۔

"جی وہ نہیں ہیں۔" یسریٰ کے لہجے میں افسردگی در آئی۔ "وہ ہمارے بچپن میں
فوت ہو گئے تھے۔"

"اوہو بہت افسوس ہوا۔" وہ بولیں۔ "بہن بھائی کتنے ہیں؟"

"بس میں اور نمرہ ہی ہیں بھائی نہیں ہے کوئی۔" یسریٰ کو اس بات کا ہمیشہ افسوس رہا
کہ اس کا کوئی بھائی نہیں ہے۔

"کوئی بات نہیں، ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہوتی ہے۔" انہوں نے کہا۔

"بھائی تمہاری میڈیسن کا وقت ہو گیا ہے اور فرخ بھائی آپ کی بھی۔" عنبرین نے
کہا۔

"تم دیکھ ہی رہی ہو کہ میرا بازو چکنا چور ہو گیا ہے اس لئے دوا تمہیں ہی کھلانی ہوگی۔"
احد بولا۔

"یہ دوائیں ہیں؟" یسریٰ نے میز پر پڑی دوائیں اٹھائیں۔

"جی یہی ہیں۔" اس نے گلاس میں پانی انڈیلا۔ یسریٰ نے دوائیں عنبرین کو
پکڑائیں۔

آ گئی آپ کو مسیحائی
مرنے والوں کو مرحبا کہیے

احد نے آہستہ سے کہا۔

اس سے پہلے کہ یسریٰ اسے گھورتی دروازے پر دستک ہوئی۔ عنبرین نے دروازہ کھولا
احد کے ابو کمرے میں داخل ہوئے۔ پھلوں کے لفافے انہوں نے میز پر رکھے اور یسریٰ کی
طرف متوجہ ہوئے۔

"آپ اس کی کلاس فیلو ہیں، اسے کچھ سمجھایا کریں کہ کبھی کتاب بھی کھول لیا کرے۔"

"ابو جی! ظلم کے یہ ضابطے ہم نہیں مانتے۔" احد نے بستر پر لیٹے لیٹے احتجاج کیا۔

"یسریٰ انہیں بتاؤ کہ میں کیسا سٹوڈنٹ ہوں۔"

"انکل یہ تو بہت اچھا اور لائق سٹوڈنٹ ہے۔" اس نے کہا۔

"حیرت ہے سب یہی کہتے ہیں۔" ابو بولے۔ "پاکستان کے معیارِ تعلیم کو کیا ہو گیا

ہے۔"

"آپ کو تو اپنا بیٹا ہی نالائق نظر آتا ہے اور ساری دنیا بہت اچھی ہے ان کی نظر میں۔"
امی نے منہ بنایا۔

"پھر دیکھ لیا ابو جان آپ نے، ہمارے ٹیلنٹ کو تو دنیا تسلیم کرتی ہے۔" وہ اترایا۔

یسریٰ نے اسے گھورا، بجائے اس کا شکر گزار ہونے کے وہ سب کریڈٹ خود لے گیا
تھا۔ حالانکہ یسریٰ نے تو محض ازراہِ ہمدردی یہ بات کہہ دی تھی۔ اسے تھوڑی دیر پہلے تک اس
سے جو ہمدردی محسوس ہو رہی تھی وہ یکا یک اڑن چھو ہو گئی۔

"ٹھہرنا بچو ابھی دیکھتی ہوں تمہیں اتنا اترانا کس بات کا؟" اس نے دل میں سوچا۔

"انہیں نالائق نظر آتا ہے تو اپنا بیٹا، آوارہ گرد دکھائی دیتا ہے تو اپنا بیٹا۔ باقی ساری دنیا
اچھی ہے برا ہے تو بس یہی۔" احد کی امی اپنے بیٹے کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتی
تھیں۔

"تو اتنی دیر کہاں رہتا ہے باہر آوارہ گردی نہیں کرتا تو۔" اس کے ابو بولے۔

"ہاں بتاؤ تو کہاں رہتے ہو؟" یسریٰ نے شرارتی لہجے میں بھس میں چنگاری چھوڑی۔

"انکل اس کی یہ کوالٹی پہلی مرتبہ معلوم ہوئی ہے۔"

احد نے یسریٰ کو گھورا لیکن اس نے بالکل نظر انداز کر دیا۔

"صبح یونیورسٹی ہوتا ہے، دوپہر کو باڈی بلڈنگ کرنے کلب چلا جاتا ہے اور شام کو
باکسنگ کی پریکٹس کرتا ہے۔" اس کی امی نے جلدی سے بیٹے کی صفائی پیش کی۔ "آوارہ
گردی نہیں کرتا کام کرتا ہے۔"

"آنٹی اب ہم چلتے ہیں۔" نمرہ نے موضوع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اٹھ جانے
میں ہی بہتری سمجھی۔

"بہت شکریہ بیٹا کہ آپ لوگ آئے۔"

"نہیں آنٹی یہ تو ہمارا فرض تھا۔" یسریٰ نے سعادت مندی سے کہا۔ "یوں بھی ٹکر تو
ہماری گاڑی سے ہی ہوئی تھی نا، بے شک کھڑی ہوئی تھی لیکن تھی تو ہماری۔"

"شکر ہے یہ معاملہ بھی نمٹا۔" گھر پہنچ کر یسریٰ نے کہا۔

"ہاں ورنہ کل سے تمہاری حالت غیر ہی تھی۔"

"لگتا ہے اس کی امی بہت پیار کرتی ہیں اس سے' اگر انہیں صحیح بات پتا چل جاتی تو کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ مجھے کچا چبا ڈالتیں۔"

"اب بھی اگر میں اٹھ نہ جاتی تو شاید رات کو کھانے میں وہ تمہارا بھنا ہوا گوشت ہی کھاتیں۔" نمرہ بولی۔ "وہ اتنی حساس ہیں بیٹے کے معاملے میں' تمہیں کیا ضرورت تھی اس کے ابو کا ساتھ دینے کی۔"

"بس گول برابر کرنا تھا۔" یسریٰ بستر پر دراز ہوگئی۔

☆======☆======☆

دو ہفتے بعد احد اور فرخ اس طرح ڈیپارٹمنٹ آئے کہ ایک کے بازو پر پلاستر چڑھا ہوا تھا اور دوسرا لنگڑا رہا تھا۔

"بہت بے مروت ہو تم۔" یسریٰ لائبریری میں بیٹھی Hard Times پڑھ رہی تھی جب وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ "میں نے تمہیں بچایا اپنے امی اور ابو سے جھوٹ بولا اور تم صرف ایک مرتبہ کلینک میں ملنے آئیں۔"

یسریٰ کو ایک بار پھر اس سے ہمدردی محسوس ہونے لگی۔

"اور کچھ نہیں تو رسماً ہی آ جاتیں۔"

"اصل میں کام کچھ زیادہ تھا اس لئے نہیں آ سکی۔" اس نے اپنی صفائی پیش کی۔

"خیر چھوڑو یہ بتاؤ کہ اس دوران جو پڑھا ہے' وہ تو پڑھا دو گی نا۔"

"میری وجہ سے بیچارے کی اتنی پڑھائی ضائع ہوئی۔" اس نے سوچا پھر بولی۔

"نوٹس بنائے ہیں میں نے وہ لے لینا' پڑھانا مجھے بالکل نہیں آتا۔"

"وہی دے دو کچھ تو کرو۔"

یسریٰ نے اپنی فائل کھولی۔ "یہ Paradise lost (پیراڈائز لاسٹ) کی اسائنمنٹ ہے اور یہ King lear (کنگ لیئر) کی۔ باقی یہ تنقید کے نوٹس ہیں میرے پاس' لیکن رف لکھے تھے اور یہ نوٹس ہیں پوپ کے' یہ بھی رف ہیں۔"

احد نے نوٹس اٹھا کر دیکھے۔ "یہ کیا لکھا ہوا ہے میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"جلدی جلدی لکھے تھے نا۔"

"اسائنمنٹ تو میں فوٹو سٹیٹ کروا لونگا لیکن یہ نوٹس تم ہی کو صاف کر کے لکھ دینے ہوں گے۔ میرا تو بازو ہی کام نہیں کر رہا ورنہ خود ہی کچھ کر لیتا۔" اس نے پلاستر لگا دایاں بازو اوپر کیا۔

"اچھا میں کر دوں گی۔" وہ جلدی سے بولی۔ "اسے رہ رہ کر اپنی تیز ڈرائیونگ پر غصہ آ رہا تھا۔ نہ وہ نمرہ کی باتوں میں آ کر رفتار میں اضافہ کرتی اور نہ احد کا بازو فریکچر ہوتا۔

رات کو نیند آنے کے باوجود دیر تک وہ احد کے لئے نوٹس کرتی رہی۔ صبح وہ کلاس روم میں پہنچی تو احد اپنے بازو پر لگے پلاستر پر سب سے آٹوگراف لے رہا تھا۔

"آٹوگراف۔" اس نے بازو یسریٰ کے سامنے کر دیا۔

"سلو ڈاؤن فلائنگ ہارس۔" اس نے بال پین سے اس پر لکھ دیا۔

احد اس کا لکھا ہوا پڑھ کر مسکرا دیا۔ "میرے نوٹس لائی ہو؟"

"ہاں۔" اس نے بیگ سے کاغذوں کا پلندہ نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"سوری تمہیں تکلیف دی' میرا بازو ٹھیک ہوتا تو خود ہی لکھ لیتا۔"

"کوئی بات نہیں۔" وہ تو اس کی ہمدردی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

چھٹی سے کچھ پہلے کامن روم میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ احد' عظیم اور فرخ پر پڑی۔

"سب سے آٹوگراف لے لیا ہے تم نے' اب خود کو بھی کوئی آٹوگراف دو۔" فرخ اس سے کہہ رہا تھا۔

"لاؤ دو بال پوائنٹ۔" احد نے ہاتھ آگے بڑھایا تو عظیم نے اسے قمیص میں اٹکایا ہوا بال پین تھما دیا۔ احد نے بائیں ہاتھ سے قلم تھام کر بہت اطمینان سے اپنے پلاستر پر کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ اسے بائیں ہاتھ سے اس قدر تیزی کے ساتھ لکھتا دیکھ کر پہلے تو یسریٰ کو حیرت ہوئی لیکن جلد ہی حیرت کی جگہ غصے نے لے لی' وہ تیزی سے واپس مڑ گئی۔

"لیکن ایسا کیا کر دیا ٹام کروز بیچارے نے؟" اسماء نے اس کا بگڑا موڈ دیکھ کر پوچھا۔

"میں اس کے لئے آدھی سے زیادہ رات جاگ کر نوٹس بناتی رہی اور اسے دیکھو وہ

کتنے آرام سے بائیں ہاتھ سے لکھ رہا ہے۔'' یسریٰ کا پارہ چڑھا ہوا تھا۔

''تمہیں نہیں پتا کہ وہ کھبو ہے۔'' اسماء نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''مجھے کیسے پتا ہو سکتا تھا' میرا اس سے کون سا ایسا گہرا تعلق ہے کہ میں یہ بات نوٹ کرتی۔''

''تو فرق بھی کیا پڑتا ہے اگر تم نے اس کے لئے نوٹس بنا دیئے' ٹکر بھی تو تم نے ہی ماری تھی اسے۔ جس کی وجہ سے وہ کلاسیں بھی اٹینڈ نہیں کر سکا۔''

''بات یہ نہیں ہے' میں اسے نوٹس بنا دیتی لیکن اس وقت اس نے مجھے اپنا بازو دکھا کر کہا تھا کہ وہ اس کی وجہ سے نہیں لکھ سکتا۔ یہ تو بیوقوف بنانے والی بات ہوئی اور میں اس قسم کی فضول حرکت برداشت نہیں کر سکتی۔'' وہ منہ پھلا کر کلاس روم میں بیٹھ گئی۔

اس وقت وہاں اسماء اور یسریٰ ہی تھیں' کچھ دیر بعد احد نے کلاس روم میں جھانکا۔

''تمہیں ہر طرف تلاش کیا پھر نائلہ نے بتایا کہ تم دونوں یہاں ہو۔''

یسریٰ نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا۔

''یہ اسائنمنٹ میں نے فوٹو سٹیٹ کروائی تھی' وہ دوسری کنگ لیٹر والی دے دو۔''

''کیوں؟'' یسریٰ رکھائی سے بولی۔

''کیوں کا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ پینتالیس سٹوڈنٹس کی کلاس میں ایک میں ہی بیوقوف نظر آتی ہوں تمہیں؟'' اس نے اپنے لہجے پر قابو پانے کی کوشش کی۔ ''کوئی اسائنمنٹ نہیں ہے میرے پاس۔''

''ارے کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ خیریت تو ہے؟''

''مجھے صرف یہ ہوا ہے کہ میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ میں نے تمہیں نوٹس دینے کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ بہتر ہو گا کہ کسی اور سے لے لو اسائنمنٹ۔'' وہ غصے میں بھری کلاس روم سے باہر نکل گئی۔

☆======☆======☆

یسریٰ اور اسماء کامن روم میں بیٹھی ہوئی تھیں' جب نائلہ اور فروا ان کے لئے پیپسی کی

بوتلیں اور سموسے لے کر اندر داخل ہوئیں۔

''شکر ہے مرمر کے فائنل کو یہ خیال آ ہی گیا کہ پریویس کو ویلکم (Wel come) دینی ہے۔'' فروا ایک کرسی گھسیٹ کر ان کے قریب لے آئی۔

''کب دے رہی ہیں ویلکم؟'' یہ ساری پریویس کی دلچسپی کا موضوع تھا۔

''اگلے ہفتے۔''

''کہاں؟''

''آواری میں۔''

''چلو اسی بہانے کچھ تبدیلی تو ہوئی' ایک روٹین سے تو آدمی بور ہو جاتا ہے۔'' اسماء نے کہا۔

''اور یسریٰ ہم نے فائنل والوں کو تمہارا نام لکھوا دیا ہے۔''

''کس سلسلے میں؟''

''گانے کے لئے۔''

''کیا؟'' پیپسی اس کے حلق میں پھنس گئی۔ ''خواہ مخواہ لکھوا دیا نام مجھ سے پوچھا تو ہوتا۔''

''زیادہ بنا نہ کرو یسریٰ۔'' نائلہ نے منہ بنایا۔ ''تم نے پورے ایک سال تک گانا سیکھا تھا۔''

''وہ پرانی بات ہے اب کہاں یاد مجھے گانا وانا۔''

''اچھا بھلا تو گاتی ہو خرابی کیا ہے؟'' فروا نے اسے گھورا۔

''دیکھو باتھ روم سنگنگ اور چیز ہے اور اتنے لوگوں کے سامنے گانا اور بات۔''

''تم کرتی رہو یونہی آئیں بائیں شائیں۔ میں نے نمرہ کو فون کر دینا ہے وہ خود ہی ڈنڈے کے زور پر تمہیں راضی کر لے گی۔ لاتوں کے بھوت سچ مچ باتوں سے نہیں مانتے۔'' اسماء نے کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔'' فروا نے بھی اس کی تائید کی۔

''اگر نمرہ کو تم لوگوں نے کہہ دیا تو واقعی اسے ڈنڈے کے زور پر بھی مجھے تیار کرنا پڑا تو

وہ کرے گی۔" یسریٰ نے بیچارگی سے کہا۔" یہ تو بتا دو کہ میں گاؤں کیا؟"

"کوئی اچھی سی غزل۔" نائلہ نے تجویز پیش کی۔

"تم لوگوں نے بیٹھے بٹھائے میرے لئے مصیبت کھڑی کردی ہے۔ اب میں سوچ سوچ کر پاگل ہو جاؤں گی کہ کیا گاؤں۔"

"کلام داغ گالو۔" اسماء نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

یسریٰ نے اسے گھورا۔" اب تو ساری زندگی نہیں۔"

اور جب اس نے نمرہ کے سامنے اپنی مشکل رکھی تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"دیکھو یسریٰ گانا وانا تو میری فیلڈ نہیں ہے' اس لئے گانا تم سوچو۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ اس دن تمہیں کپڑے کون سے پہننے چاہئیں۔"

"نمرا میں نے کبھی اتنے لوگوں کے سامنے نہیں گایا۔" اس نے فکرمندی سے کہا۔

"تم جیسی خوبصورت لڑکی گا رہی ہو تو کوئی بھی تنقید نہیں کرتا' بس ذرا کپڑے اچھے ہوں۔ میک اَپ زبردست ہو اور ہر وقت کی ہوئی چٹیا سے نجات حاصل کرلو تم۔ تو تمہارے منہ سے نکلنے والی گالیاں بھی مخاطب کو پھول لگیں گی۔"

"بی بی گالیاں نہیں گانا ہے' لوگ بے سُرے کی گالیاں تو برداشت کرسکتے ہیں گانا نہیں۔"

"دیکھ یسریٰ تمہاری آواز اچھی ہے' تھوڑی سی پریکٹس کی ضرورت ہے تمہیں۔ اعتماد کی کمی نہیں ہے تم میں کہ اتنے لوگوں کو فیس نہ کرسکو اور لوگ بھی وہ جن سب کو تم جانتی ہو۔ اگر نے بہت اچھا نہ بھی گایا تب بھی کیا حرج ہے' تم پروفیشنل تو ہو نہیں لیکن اگر اچھا گایا تو ضرور تعریف ہوگی۔"

"میں سوچوں گی۔"

"یار! فلاسفی میں پڑھ رہی ہوں اور سوچو گی تم۔ بس میں نے سب سوچ لیا ہے اس سلسلے میں تمہیں سر کھپانے کی ضرورت نہیں' تم تو بس یہ کرو کہ آج سے پریکٹس شروع کردو۔"

☆======☆======☆

جمعرات کے دن جب وہ الیکٹرک بلیو رنگ کے سلک کے چوبیس کلیوں کے کر۔

پاجامے کے اوپر ساڑھے چار گز کا دوپٹہ اوڑھے آواری کے فنکشن رومز (Function rooms) میں داخل ہوئی تو بہت سی نگاہیں دور تک اس کا تعاقب کرتی رہیں۔ موتیے کے گہنوں کی خوشبو نے ہال میں مہکتے فرنچ پرفیومز کی خوشبو کو دبالیا۔ ناک میں پڑی ہیرے کی لونگ بار بار چمک کر اپنے وجود کا احساس دلا رہی تھی۔

رنگ و خوشبو کے حسن و خوبی کے

تم سے تھے جتنے استعارے تھے

اپنے قریب احد کی آواز سن کر بھی اس نے مڑنے کی زحمت نہیں کی' اسماء نے اسے ہال میں داخل ہوتے دیکھ کر اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

"آج کتنوں کو گرا کر آئی ہو؟" اس کے لہجے میں یسریٰ کے لئے تحسین تھی۔

"جسے گرانا تھا اس نے اسے تو گرا لیا۔" فروا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"مجھے کسی کو گرانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ بے نیازی سے بولی۔" اگر لوگوں نے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا چھوڑ دیا ہے تو انہیں گرنے سے کون بچا سکتا ہے۔"

"تم نے آج سب لڑکیوں کا سکوپ مار دیا ہے۔" نائلہ اسے دیکھ کر وہیں چلی آئی۔

"آج تو ہر نگاہ تمہارا ہی طواف کر رہی ہے۔"

"یہ لگ بھی تو بہت اچھی رہی ہے۔"

"تمہارے پیچھے آہیں بھرنے والے پہلے بھی کم نہیں تھے لیکن آج تو فائنل والے بالکل شہید ہوگئے ہیں۔"

"انکا کام ہی پونڈیاں مارنا ہے۔" یسریٰ بے نیازی سے بولی۔" کسی اچھی چیز کی توقع ان سے عبث ہے۔"

"اگر آج تم بال کھلے چھوڑ دیتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔" اسماء نے کہا۔

"اچھا ہی ہے کہ اس نے بال نہیں کھولے۔" احدان کے پاس چلا آیا۔

زلف ان کی اگر بکھر جائے!

احتراماً سحر نہیں ہوتی

یسریٰ کے چہرے پر ایک دم سختی کے تاثرات ابھر آئے اور وہ کچھ دور جا کر ایک کرسی پر

بیٹھ گئی۔ فنکشن میں پہلے کھانے کا انتظام تھا پھر ورائٹی پروگرام۔ چونکہ ورائٹی پروگرام لمبا تھا اس لئے کھانا جلد ہی پیش کر دیا گیا۔ اپنی پلیٹ میں چکن روسٹ ڈالتے ہوئے کسی کی آواز یسریٰ کی سماعت سے ٹکرائی۔

تیرے لونگ دا پیا اے لشکارا!
تے ٹریلیاں دے ٹریل رک گئے جند میریئے

"سنا کچھ۔" نائلہ جو ویسے بھی Gossip lover (گوسپ لور) تھی یسری کی جانب مڑی۔ "یہ خراجِ تحسین تمہیں پیش کیا جا رہا ہے۔"

اس کی بات سن کر یسریٰ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ فائنل ایئر کا ایک پورا گروپ کھڑا ہوا تھا اور یہ معلوم کرنا بہت مشکل تھا کہ یہ بات کس نے کہی تھی' اس لئے کچھ کہے سنے بغیر اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کھانے کے بعد ورائٹی پروگرام شروع ہوا' بہت سے سکٹس اور گانوں کے بعد یسریٰ کا نام پکارا گیا۔ اس نے ہارمونیم کے سُر چھیڑتے ہوئے ایک نظر سامنے کی نشستوں پر بیٹھے لوگوں پر ڈالی اور پھر غزل شروع کی۔

دلاں دیاں گلاں دلاں وِچ رہ گئیاں
نہ تُو سنیاں نہ دَسیاں
اَکھاں چھم چھم وَسیاں

اس کی خوبصورت آواز آواری کے فنکشن رومز میں پھیلی تو سب ہی سحر زدہ رہ گئے۔

کیہڑی گل ماہیا وے توں مُکھ ساکوں موڑیا
دل ساڈھا غماں دے سمندراں اچ موڑیا
ایسے دل چندرے دی اَکھ سانوں لگ کے
دُکھاں وِچ میں پھسیاں
اَکھاں چھم چھم وَسیاں

یسریٰ کی آواز کے سحر نے سب کو پوری طرح جکڑ لیا تھا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں کی نگاہیں اسی کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

تُو نہ جدوں پاس چناں' کیہہ ساڈھے پاس وے
دن وی اُداس ساڈھے' راتاں وی اُداس وے
لُٹ گیا چین ساڈھا' رُس گئے ہاسے وے
خوشیاں نیں دور نسیاں
اَکھاں چھم چھم وَسیاں

ہارمونیم کے سُروں کے اختتام کے ساتھ ہی یہ سحر جیسے ٹوٹ گیا اور سب اس دنیا میں واپس آ گئے۔ تالیوں کی گونج میں یسریٰ اپنی نشست کی طرف بڑھی' آج کا پروگرام اس نے لُوٹ لیا تھا۔ باقی پروگرام بھی اچھا تھا لیکن یسریٰ کے بعد کسی کا رنگ نہ جم سکا۔ بالآخر خدا خدا کر کے دس بجے فنکشن ختم ہوا تو وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگی۔ اسے رہ رہ کے امی جان کا خیال آ رہا تھا جواب تک پتا نہیں کس قدر پریشان ہو چکی ہوں گی۔ نکلتے نکلتے اسے بہت سے سٹوڈنٹس نے روک لیا۔

"آپ تو بہت اچھا گاتی ہیں۔"

"جی شکریہ۔" وہ جلدی سے جان چھڑا کر بھاگنے کے چکر میں تھی۔

"میرے انکل ٹی وی میں پروڈیوسر ہیں آپ کبھی ان سے ملیں۔ آپ کو تو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا گانے کے لئے۔" ایک اور نے فراخدلانہ پیشکش کی۔

"جی کبھی موقع ملا تو ضرور ملوں گی۔"

"آپ نے تو کبھی بتایا ہی نہیں کہ آپ اس قدر اچھا گاتی ہیں۔" یہ بھی گویا تعریف ہی کا ایک انداز تھا۔

بمشکل سب سے جان چھڑا کر وہ پارکنگ میں پہنچی تو تقریباً ساڑھے دس بجے چکے تھے۔

"اُف امی جان کی پریشانی اپنے عروج پر ہو گی یقیناً بلکہ اب تو وہ میری صحیح سلامت واپسی کے لئے نفل بھی مان چکی ہوں گی۔" اس نے دل میں سوچا اور اس وقت اس کا دل چاہا کہ وہ سر پیٹ لے' جب اس نے اپنی کار کو ڈھیر ساری کاروں کے درمیان گھرا ہوا پایا۔ جبکہ وہ اپنی کار یہاں چھوڑ کر گئی تھی تو پارکنگ میں اس قدر ہجوم نہیں تھا۔ اس نے اردگرد نگاہ

دوڑائی' فائنل کے کچھ لڑکے اس طرف آ رہے تھے لیکن ان سے مدد مانگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا' خواہ مخواہ فری ہو جاتے۔

''ہم آپ کی مدد کر سکتے ہیں؟'' ان میں سے ایک نے پوچھا۔

''جی نہیں' مجھے مدد کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے بے حد خشک لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی اپنی کلاس کے لڑکے دو' تین تین کی ٹولیوں میں نکلنا شروع ہوئے' لیکن ان سے بھی مدد مانگنا ممکن نہیں تھا کیونکہ یہ قومی انتہاء پسند گروپ کے تھے۔ اس نے بے بسی سے ہر سمت دیکھا' اتنی کاروں کے درمیان سے اپنی کار کو صحیح سلامت نکال لینا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا۔ اسے جس قدر جلدی تھی وہ اتنی ہی لیٹ ہو رہی تھی' اب یہی ایک طریقہ رہ گیا تھا کہ ارد گرد کی کاریں نکلیں تو وہ اپنی کار نکالے لیکن اس میں پتا نہیں اور کتنی دیر لگتی' اسے اپنی کزن سیما یاد آنے لگی جو ڈھیروں کاروں کے بیچ اپنی کار کے لئے جگہ بنا بھی سکتی تھی اور اسے نکال بھی سکتی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ سیما نہیں یسریٰ تھی جو ابھی پارکنگ کے معاملے میں سیما جتنی ایکسپرٹ نہیں تھی۔ اس کی نگاہ دروازے کی طرف اٹھی' احد' فرخ' عظیم اور نصرت باہر نکل رہے تھے۔ اس نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

''تھینک گاڈ (شکر خدا کا) یہ لوگ آ گئے۔'' اس نے دل میں کہا۔ ''لیکن مدد تو میں ان سے بھی نہیں مانگ سکتی۔ ہاں اگر یہ مدد کی پیشکش کریں گے تو میں رد نہیں کروں گی لیکن اب یہ میری مدد کیوں کرنے لگے' میری مدد کر کے انہوں نے نقصان ہی اٹھایا ہے پھر بھی شاید شرم آ جائے انہیں۔''

وہ متوقع نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

''خیریت تو ہے ناں یسریٰ؟'' عظیم نے اس کے قریب آ کر پوچھا۔

''میری گاڑی اتنی بہت سی کاروں کے درمیان پھنسی ہوئی ہے۔ میرے لئے بہت مشکل ہے نکالنا اور دیر بھی ہوتی جا رہی ہے۔'' اس نے بادلِ ناخواستہ اپنی مجبوری بتا دی تو احد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''چابی دو میں نکال دوں۔''

''لیکن تمہارا بازو تو۔'' اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

''ہڈی ہی ٹوٹی ہے ناں' اتنی معمولی سی چوٹوں سے کیا پریشان ہونا۔''

اس نے بغیر کوئی بات کہے چابی احد کو پکڑا دی۔

''تم اتنی رات گئے اکیلی جاؤ گی' تمہارے ساتھ کوئی نہیں ہے؟'' احد کو دروازہ کھولتے کھولتے خیال آیا۔

''نمرہ امی کے پاس تھی ورنہ وہ اکیلی رہ جاتیں اور ڈرائیور میں افورڈ نہیں کر سکتی۔''

''پھر بھی اس وقت تمہارا تنہا جانا ٹھیک نہیں ہے۔'' فرخ بولا۔

''ہاں یہ امریکہ تو ہے نہیں۔'' نصرت نے ہمیشہ کی طرح امریکہ کی ٹانگ اڑائی جو ہر وقت اس کے دماغ پر سوار رہتا تھا۔

''ایسا کرتے ہیں۔'' احد نے پُرخیال انداز میں کہا۔ ''تم اپنی کار پر آگے آگے جاؤ ہم پیچھے آتے ہیں۔ اس طرح تمہارا مسئلہ بھی ختم ہو جائے گا اور ہمیں بھی تسلی ہو جائے گی۔''

''ٹھیک ہے۔'' وہ بلا چوں چرا یہ تجویز مان گئی۔

پھر ایسا ہی ہوا' شملہ پہاڑی سے ڈیوس روڈ پر مڑتے ہوئے اس نے بیک ویو مرر میں دیکھا۔ مناسب فاصلے کے ساتھ عظیم کی سیاہ سوزوکی سوئفٹ اس کے پیچھے آ رہی تھی' سڑک تقریباً سنسان ہی تھی اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس نے حسبِ عادت اور حسبِ معمول اس مرتبہ محض احد کی بات کی نفی کرنے کی خاطر اس کی تجویز سے اختلاف نہیں کیا۔ ان کی موجودگی میں اسے خاصا اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔ امی اور نمرہ اس کی توقع کے مطابق گیٹ پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھیں' گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے پھر پیچھے دیکھا۔ سیاہ سوئفٹ کی رفتار قدرے ہلکی ہو گئی تھی' یسریٰ کو گیٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کی رفتار میں اضافہ ہو گیا اور سیاہ کولتار کی سڑک پر پھسلتی ہوئی آگے نکل گئی۔

''پھر مجموعی طور پر آج کی پارٹی اچھی رہی اور تمہارے لئے تو بہت اچھی۔'' نمرہ نے اس سے پارٹی کا تفصیلی حال سن کر تبصرہ کیا۔

''ہاں!'' یسریٰ نے تکیے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

''لگتا ہے ٹام کروز تم پر لٹو ہو گیا تھا۔''

نمرہ کی بات سن کر اس نے آنکھیں کھولیں۔ ''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟''

"آج تک تمہارے اور اس کے درمیان جو کچھ گزرا وہ کسی افسانوی اتفاق سے کم تو نہیں ہے اور یہ سب باتیں پکار پکار کر ایک ہی سمت اشارہ کر رہی ہیں۔"

"یعنی وہ مجھ پر لٹو ہو گیا ہے۔" یسریٰ نے سر ہلایا۔ "ملز اینڈ بون کم پڑھا کرو۔"

"کیوں کیا تم یہ نہیں سمجھتیں؟" اس نے تیکھے انداز میں پوچھا۔

"نہیں دراصل لڑکوں کو پونڈیاں مارنے کا موقع چاہئے۔ احد بھی کم پونڈ نہیں ہے انہی جیسا ہے۔"

"کسی پر اعتبار بھی کر لیا کرو۔"

"ہاں اگر کوئی اعتبار کے قابل ہو تو اعتبار کر لینا چاہئے' لیکن اس جیسے کسی شخص کا کیا اعتبار۔" یسریٰ بولی۔ "اور اب اس دن والی حرکت کے بعد تو میرے اس کے تعلقات کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ وہ مجھے بیوقوف بنانا چاہتا ہے لیکن میں اب اتنی بھی گئی گزری نہیں ہوں۔"

"اور آج جو اس نے تمہاری مدد کی تھی؟"

"میں نے نہیں بنا کر دیئے تھے اتنے سارے نوٹس اپنی نیند کی قربانی دے کر' بس گول برابر۔"

☆======☆======☆

اور یونہی ہوا۔ احد نے اس سے دوستی کی پوری کوشش کر ڈالی لیکن یسریٰ نے ذرہ برابر بھی توجہ نہیں دی' اس کی تمام تر توجہ پڑھائی کی طرف تھی۔

"چلو جی کلاسوں کے بائیکاٹ کے لئے تیار ہو جاؤ۔" فروا نے کامن روم میں آ کر ہیڈ لائن (Head line) لگائی۔

"کیوں' بائیکاٹ کیوں؟" اسماء نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آج نوٹس بورڈ نہیں دیکھا صبح؟"

"نہیں۔"

"اور نہ ہی آج کا پیپر اخبار پڑھا ہے؟"

"ابھی تک تو نہیں۔"

"کسی نے قومی انتہاء پسند گروپ کی طلباء تنظیم کے خلاف آرٹیکل لکھا ہے اخبار میں اور مستزاد یہ کہ اسے نوٹس بورڈ پر بھی چپکا دیا ہے۔" فروا نے ان کے قریب بیٹھتے ہوئے بتایا۔

"اس پر تم لوگ سمجھ ہی سکتے ہو کہ کیا ہنگامہ برپا ہو سکتا ہے۔ اس وقت نیو کیمپس میں یونین کا اجلاس ہو رہا ہے۔"

"لکھا کس نے ہے؟" یسریٰ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"پتا نہیں قلمی نام استعمال کیا گیا ہے۔" فروا نے کہا۔ "اسکائی واچر۔ (Sky watcher)"

"کون لکھ سکتا ہے؟" نائلہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"کوئی بھی پروگریسو۔ لاہور کے دانشوروں کے حلقے کی اکثریت پروگریسو (Progressive) ہے ان میں سے کوئی بھی لکھ سکتا ہے۔" یسریٰ نے خیال ظاہر کیا۔

"لیکن پھر اسے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے نوٹس بورڈ پر کیوں لگایا گیا؟" یہ وہ پوائنٹ ہے جس نے سب کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ کارستانی کسی گھر کے بھیدی کی ہے۔

"کوئی پروفیسر بھی لکھ سکتے ہیں کیونکہ سب پروگریسو ہیں۔" اسماء نے کہا۔

"آؤ نوٹس بورڈ دیکھتے ہیں۔" یسریٰ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نوٹس بورڈ پر اب کچھ نہیں ہے۔" فروا نے کہا۔ "تمہارے خیال میں انتہاء پسند گروپ اتنی دیر تک اس کی بغیر ٹکٹ نمائش برداشت کر سکتا تھا۔"

"یعنی کسی نے اتار لیا ہے۔" نائلہ بولی۔

"اتارا نہیں پھاڑ کر پھینک دیا۔"

"ٹولنٹن سے اخبار خرید لاتے ہیں' دیکھیں تو کیا لکھا ہے۔"

اسماء کی اس تجویز سے سبھی نے اتفاق کیا۔ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے ان کی نگاہ احد اور عظیم پر پڑی۔

"یہ پیپر کہاں سے لے آئے تم لوگ؟" عظیم نے پوچھا۔

"ابھی ٹولنٹن سے لائے ہیں۔"

"ڈیپارٹمنٹ میں مت لے جانا۔"

"کیوں؟"

"اتنا غلط قسم کا اشتہار کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔"

"یعنی؟"

"یعنی تم لوگوں سے درخواست کی جائے گی کہ اخبار کی کاپیاں جلانے کے لئے یا ان کے حوالے کر دیا جائے۔"

"کوئی زبردستی ہے یہ؟" نائلہ نے منہ بنایا۔

"آمریت میں تو یہی کچھ ہوتا ہے۔"

"تم نے پڑھا ہے یہ آرٹیکل؟" فروا نے احد سے پوچھا۔

"آرٹیکل نہیں کالم' ہاں میں نے پڑھا ہے۔"

"تمہارا تو پروگریسوز کے درمیان اٹھنا بیٹھنا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے یہ کس نے لکھا ہے؟" فروا نے پھر احد سے سوال کیا۔

"کوئی بھی ایسا شخص لکھ سکتا ہے جس کا دل ان کی طرف سے جلا بھنا ہوا ہو۔"

"کیا بہت سخت کالم لکھا ہے؟"

"پڑھ کر دیکھ لو۔" احد نے کہا۔ "ویسے میرے خیال میں تو نہیں' وہی سب کچھ ہے جو ہم تم پہلے سے جانتے ہیں۔"

وہ گراؤنڈ ہی میں بیٹھ کر پڑھنے لگیں۔

"اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔" نائلہ نے کندھے اچکائے۔ "یہ تو وہی باتیں ہیں جو ہر ایک کو معلوم ہیں۔ کون طالب علم کن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ ہوسٹل اسلحہ ڈپو بنے ہوئے ہیں' اس کے علاوہ کیا ہے اس میں۔"

"زبانی کلامی معلوم ہونے اور اخبار میں آجانے میں بہت فرق ہوتا ہے۔" یسریٰ نے اخبار کو تہہ کیا۔ "لکھی ہوئی بات ریکارڈ پر آجاتی ہے۔"

ابھی وہ گراؤنڈ میں بیٹھے اس کالم کو ڈسکس کر رہے تھے کہ کیمپس کے گیٹ سے ایک ایک کر کے پانچ بسیں اندر داخل ہوئیں۔ سب بسیں چھتوں تک طالب علموں سے بھری ہوئی تھیں۔

"گرتی ہوئی دیواروں کو۔" کسی نے بس پر کھڑے ہو کر نعرہ لگایا تو سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ "ایک دھکا اور دو۔"

"ظلم کے ضابطے ہم نہیں مانتے۔"

طالب علم بسوں سے اترنے لگے تھے اور نعروں کے شور میں کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔

"تم لڑکیاں فوراً کیمپس سے نکلنے کی کرو۔" فرخ دوڑ کر ان کے قریب آ گیا۔ "اب یہاں کسی ڈیپارٹمنٹ کی کھڑکی اور پارکنگ میں موجود کسی کار کے شیشے محفوظ نہیں رہیں گے۔"

"انہیں ہنگامہ کرنا ہی ہے تو اخبار کے آفس میں جا کر کریں' جنہوں نے یہ کالم چھاپا ہے یہاں کیا کر رہے ہیں یہ۔" نائلہ اس اچانک افتاد سے گھبرا گئی۔

"وہاں بھی جائیں گے پہلے یہاں تو حساب برابر کریں۔" فرخ بولا۔

"یہ تو کوئی جمہوریت نہ ہوئی کہ آپ میں مخالف کی بات برداشت کرنے کا حوصلہ نہ ہو۔" یسریٰ نے بیگ اپنے کندھے پر لٹکایا۔

"افوہ تم لڑکیاں اظہار خیال ہی کرتی رہو گی یا نکلو گی بھی یہاں سے۔" فرخ نے کہا۔

"جلدی کرو۔"

"کیا خیال ہے کل ڈیپارٹمنٹ کھلا ہو گا یا چھٹی ہو گی؟" واپس جاتے ہوئے اسماء نے یسریٰ نے پوچھا۔

"کیا کہہ سکتے ہیں۔" وہ بولی۔ "شام تک سچویشن شاید واضح ہو جائے۔"

"چلو چھٹی ہوئی' لگتا تو نہیں ہے کہ یہ لوگ جلدی باز آجائیں گے۔" اس نے خیال ظاہر کیا۔

"اچھا بھلا سیشن چل رہا تھا' اب پتا نہیں کتنا عرصہ لگ جائے گا اس جھگڑے میں۔"

"کبھی پڑھائی کے علاوہ بھی کچھ سوچ لیا کرو۔" اسماء نے کہا۔

"پڑھائی کے علاوہ کیا ہے سوچنے کو؟"

"ٹام کروز کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"اچھا ہے Top gun (ٹاپ گن) میں بہت اچھا لگ رہا تھا اور Born on

the 4th july (بورن آن دی فورتھ آف جولائی) میں تو ڈسٹن ہاف مین کے ساتھ کمال کا لگ رہا تھا۔'' یسریٰ نے گاڑی لاہور کالج کے سامنے روکی۔ ''ابھی کل ہی اس کی ایک اور مووی دیکھی ہے نام یاد نہیں آ رہا' اس میں بھی بہت اچھا لگ رہا تھا لیکن مسئلہ وہی ہے اس کے قد کا۔''

''اچھی خاصی خبیث ہو تم میں یہاں والے ٹام کروز کی بات کر رہی تھی۔''

''اچھا ٹام کروز کے دیسی ورژن کی' اس کے متعلق تم میرے خیالات سے اچھی طرف واقف ہو۔''

نمرہ نے دروازہ کھول کر بیگ اور کتابیں پچھلی نشست پر پھینکیں اور خود اندر بیٹھ گئی۔

''کیسی ہو اسماء؟ How are you''

''فائن۔'' اسماء مسکرائی۔ لیکن باقی باتیں بعد میں ہونگی پہلے یہ تو بتاؤ کہ کیا سچ مچ یسریٰ کو ٹام کروز پسند نہیں ہے یا ایسے ہی بنتی ہے۔''

''اسے دونوں ہی ناپسند ہیں' امریکی بھی اور پاکستانی بھی۔'' وہ بولی۔

''امریکی کا تو گزارا چل ہی جاتا ہے کیونکہ اسے اور کچھ نہیں تب بھی ایکٹنگ تو آتی ہی ہے۔'' یسریٰ نے کار گیئر میں ڈالی۔

''تم بتاؤ نمرہ کہ کیا احد برا ہے؟'' اسماء نے اسے ثالث بناتے ہوئے کہا۔

''بظاہر تو نہیں۔''

''تم ہر چیز کے ظاہر پر نہ جایا کرو' یہ دنیا بہت Painted ہے۔''

''اصل میں اسماء پاپا کی ڈیتھ کا اس پر بہت اثر ہے۔'' نمرہ نے کہا۔ ''یہ سمجھتی ہے کہ گھر کی تمام ذمہ داری اس کے اوپر ہے۔ اس لئے اس کا رویہ سبھی سے بہت محتاط ہے' بات بات پر لڑ جھگڑ کر یہ خود کو محفوظ محسوس کرتی ہے' اعتبار نہیں کرتی کسی پر۔''

''یہ تمہارا تجزیہ ہے جس سے میرا متفق ہونا ضروری نہیں۔'' یسریٰ نے کہا۔

''ہاں پتا ہے اسماء احد کی بہن بھی لاہور کالج میں پڑھ رہی ہے۔'' نمرہ نے بتایا۔

''اچھا'' اس نے دلچسپی سے کہا۔

''ہاں تھرڈ ایئر میں ہے' انگلش لٹریچر اور جرنلزم پڑھ رہی ہے۔'' وہ بولی۔ ''اس دن بھی

مجھے لگ رہا تھا کہ اسے کہیں دیکھا ہوا ہے پھر بات آئی گئی ہو گی۔ آج مجھے اتفاق سے لٹریچر کی کلاسوں میں جانا پڑا تو وہاں اسے دیکھا۔''

''اسما تمہارا گھر؟'' یسریٰ نے گاڑی روکی۔

''آؤ بیٹھو کچھ دیر۔''

''نہیں تھینکس مجھے ذرا دیر ہو جائے تو امی پریشانی ہو جاتی ہیں' پھر کسی دن سہی۔''

☆======☆======☆

شام کو فروا نے فون پر یسریٰ کو تازہ صورتِ حال کی اطلاع دی۔

''ہمارے نکلنے کے بعد بہت ہنگامہ ہوا ہے وہاں۔ ڈیپارٹمنٹ کا ایک بھی شیشہ سلامت نہیں ہے' ہم اچھے وقت پر نکل گئے وہاں سے۔''

''اب بھلا بتاؤ کوئی تک ہے اس بات کی۔'' یسریٰ جھنجھلا اٹھی۔ ''غصہ کسی اور پر اور نکل کہیں اور رہا ہے۔ اول تو اس میں کوئی غلط بات نہیں تھی' پھر بھی اگر انہیں اختلاف تھا تو یوں ایڈیٹر کے نام خطوط میں اس کا جواب لکھ دیتے۔''

''ایسا کرنے سے اس قومی پارٹی کی سیاست کی دکان کیسے چمکتی۔'' فروا بولی۔ ''ویسے انہوں نے اخبار کو دو دن بعد کی ڈیڈ لائن دی ہے غیر مشروط معافی مانگنے کے لئے۔ آج انہوں نے چیئرنگ کراس پر کاپیاں جلائی ہیں اخبار کی' کل ان کا ارادہ اخبار کے آفس کے سامنے مظاہرہ کرنے کا ہے۔''

''جب معافی کے لئے ڈیڈ لائن دے دی تو اس کا انتظار کریں۔ کل مظاہرہ کس خوشی میں کر رہے ہیں۔''

اس کے بغیر کھانا پینا ہضم ہونا مشکل ہے اس لئے۔'' فروا بولی۔ ''انہیں تو یوں بھی سڑکوں پر نکل آنے کے لئے بہانا چاہئے۔''

''فی الحال تو چپ ہیں لیکن زیادہ دیر تک چپ نہیں رہیں گے۔''

''تمہیں یہ خبریں کس نے پہنچائی ہیں؟''

''میں نے احد کو فون کیا تھا۔''

''احد کو؟'' یسریٰ نے گویا خود سے کہا۔

"ہاں احد کو۔" فروا نے بناوٹی بے نیازی سے کہا' جسے یسریٰ نے فوراً نوٹ کرلیا۔ آ
ان دونوں کا بچپن کا ساتھ تھا۔

"اچھا پھر کچھ معلوم ہو تو مجھے ضرور رِنگ کرنا۔" یسریٰ نے فون کریڈل پر رکھ دیا۔

شام کو اسماء اس کی طرف آگئی۔

"تم لوگوں کے تو عیش ہوگئے۔" نمرہ چائے کی ٹرالی لے آئی۔ "کچھ دن بیٹھ کر آرا
کرنا۔"

"میں تو بہت خوش ہوں چلو جان چھوٹی' لیکن یہ تمہاری بہن ہے نا بالکل پڑھائی ک
کیڑا ہے۔" اس نے چائے کا کپ پکڑا۔

"یہ ایسی ہی ہے اس کی تو بات ہی چھوڑ دو ویسے اسماء تمہارے خیال میں وہ کالم کس ک
ہوگا؟"

"پتا نہیں بہت سے پروگریسوز ہیں ڈیپارٹمنٹ میں' اس لئے کچھ ٹھیک سے کہا نہیں جا سکتا۔"

"ابھی فروا کا فون آیا تھا۔" یسریٰ نے اسے اپنے اور فروا کے درمیان ہونے والی گفتگو سنا دی۔

"اس کا مطلب ہے کل سارا زور سڑک پر ہی ہوگا۔ کیمپس میں سکون ہوگا۔" اسماء نے خیال ظاہر کیا۔ "کیا خیال ہے کل چلیں یونیورسٹی؟ ابتدائی معلومات کے لئے۔"

"ہاں!"

"چلو تھوڑی دیر چکر لگا ہی آئیں۔"

ڈیپارٹمنٹ پہچانا نہیں جا رہا تھا' ہر طرف پتھر اور شیشے بکھرے ہوئے تھے۔ پچھلے سیشن کے گروپ فوٹوز گیلری میں بکھرے پڑے تھے۔ فرنیچر پتا نہیں کیسے محفوظ رہا گیا تھا' لیکن بری طرح بکھرا ہوا تھا۔ باہر گراؤنڈ میں انتہا پسند قومیت کے دعویدار جمع ہو رہے تھے۔ پھر یونیورسٹی کی بسیں کھڑی ہوئی تھیں جن میں انہیں اخبار کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کرنے جانا تھا۔ بشیر احمد جو اولڈ کیمپس میں قومی پارٹی انتہاء پسند گروپ کا ناظم تھا' ایک بس کی چھت پر چڑھ کر سب کو اپنی جانب متوجہ کرنے لگا۔

"پیارے بھائیو!" اس نے اسی مخصوص لب و لہجے میں ایک ایک لفظ پر زور دیا جو ان کی پوری پارٹی کا خاصا تھا۔ "آج ہم تاریخ کے اس موڑ پر کھڑے ہوئے ہیں جہاں ہماری قوم کے خلاف ساری دنیا متحد ہو کر سازش کے جال بُن رہی ہے۔ افسوس تو اس وقت ہوتا ہے جب ہمارے اندر کی صفوں سے کچھ لوگ دولت کی خیرہ کن روشنیوں کی چمک سے متاثر ہو کر خود بھی اس سازش میں شریک ہو جاتے ہیں' لیکن ہم ان تمام مفاد پرست عناصر کو خبردار کر دینا چاہتے ہیں کہ ان کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے اگر ہمیں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہانا پڑا تو ہم اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے' آخری فتح ہماری ہوگی۔" اس کی مختصر سی تقریر پُر فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں سب طلباء بسوں میں بھر کر کیمپس کی حدود سے باہر نکل گئے۔

"مزدوروں کے خون سے ایشیا سرخ ہے۔"

"سرخ ہے سرخ ہے ایشیا سرخ ہے۔"

"بھئی فیصلہ کروا ایشیا سرخ ہے یا سبز؟" فروا نے بیگ کرسی پر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"سرخ ہے نہ سبز ہے ایشیا کو قبض ہے۔" کامن روم میں ایک کورس کی صورت میں راگ الاپتے ہوئے وہ طلباء داخل ہوئے جو نہ سبزوں میں تھے اور نہ سرخوں میں۔

"شکر ہے آج اندر کوئی ہنگامہ نہیں ہوا' مجھے تو اپنی کار کی فکر تھی۔" یسریٰ نے کہا۔

"سنا ہے کل بھی دو کاریں جلائی تھیں انہوں نے اور شیشے تو کسی کے بھی محفوظ نہیں تھے۔" نائلہ نے کہا۔

"ہاں سنا تو ہے اسی لئے میں پریشان تھی۔"

"اب کم از کم ہفتہ بھر اسی ہنگامے کی نذر ہو جائے گا۔" فروا نے کہا۔

"اگر اخبار نے معافی نہ مانگی تو؟" نائلہ بولی۔

"اخبار نے معافی مانگنی بھی نہیں ہے اور پھر وہ معافی کاہے کی مانگیں۔" فروا نے ماتھے پر آئے بال سر کی جنبش سے پیچھے کئے۔ "احد کہہ رہا تھا کہ اخبار کی آزاد پالیسی ہے' اس لئے معافی کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ وہ چاہیں تو اپنا نقطہ نظر بھی اسی اخبار میں پیش کر سکتے ہیں۔"

"احد کب کہہ رہا تھا تم سے؟" اسماء نے مسکرا کر یسریٰ کو آنکھ ماری' حالانکہ وہ کل ہی

اسے بتا چکی تھی کہ فروا کی احد کے ساتھ بات چیت ہوئی تھی۔

''اس نے رنگ کیا تھا مجھے۔'' فروا نے ادائے بے نیازی سے کہا۔

''اس نے کیا تھا یا تم نے؟'' اسماء نے پوچھا کیونکہ کل یسریٰ کو فون پر اس نے کچھ اور بتایا تھا۔

''پہلے میں نے صورتِ حال کا پتا کرنے کے لئے فون کیا تھا' پھر رات کے کھانے کے بعد اس کا فون آ گیا۔'' فروا نے کرسی پر پہلو بدلا۔

''اچھا!'' اسماء نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی۔

''میں چلتی ہوں اب۔'' فروا اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''یوں بھی اب یہاں ٹوٹے شیشوں کے علاوہ ہے ہی کیا' جس کا دیدار کیا جائے۔''

''یہ فروا مجھے کچھ گڑبڑ کرتی لگ رہی ہے۔'' نائلہ نے اس کے جانے کے بعد اپنی گوسپ کی عادت سے مجبور ہو کر کہا۔

''کیسی گڑبڑ؟'' یسریٰ نے ناخنوں پر لگی نیل پالش کھرچتے ہوئے کہا۔

''یہ پہلے دن سے ٹام کروز کے چکر میں تھی۔'' اس نے رازداری سے کہا۔

''جب سے تمہاری منگنی ہوئی ہے نا' تب سے تمہیں چکر زیادہ ہی نظر آنے لگے ہیں۔'' یسریٰ بولی۔

''میں شرط لگانے کو تیار ہوں۔'' نائلہ کے لہجے میں چیلنج تھا۔ ''آخر اب ہم اتنے گئے گزرے بھی نہیں کہ کسی کی نظر بھی نہ پہچان سکیں۔''

''اب تم فرینڈ شپ کو چکر کے ساتھ تو مکس نہ کرو نا۔'' یسریٰ کو اب بھی اس سے اختلاف تھا۔

''تم بہت بھولی ہو۔'' نائلہ بولی۔ ''کیوں اسماء تم نے نہیں نوٹ کیا؟''

''یہ تو سامنے کی بات ہے۔''

''بس کرو اسماء! کل تک تم مجھے اور اسے بھی نتھی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔''

''یہ تکون تو بن ہی رہی ہے۔''

''اگر ایسا ہے تو میری طرف سے بے شک فروا اسے گھیر لے۔''

''میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اس حد تک ٹام کروز کے خلاف ہو۔'' نائلہ کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

اسی وقت احد اور فرخ کامن روم میں داخل ہوئے۔

''کوئی بھی یونہی کسی کے خلاف نہیں ہوتا' آدمی کی حرکتیں ہی بری ہوں تو بندہ کیا کرے۔''

یسریٰ کی بات سن کر احد انہی کی طرف چلا آیا۔

''کل میں کلامِ داغ پڑھ رہا تھا۔'' وہ بظاہر مخاطب تو اسماء اور نائلہ ہی سے تھا لیکن اس کے لہجے میں شوخی سے یسریٰ کے کان کھڑے ہو گئے۔

''کیا پڑھا پھر؟'' اسماء نے مسکرا کر یسریٰ کی طرف دیکھا۔

چاہ کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
وہ طریقہ تو بتاؤ تمہیں چاہیں کیونکر؟

وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ ''کیسا شعر ہے؟''

''بہت اچھا۔'' نائلہ نے معنی خیز انداز میں کہا۔

''داغ اسی لئے پسند ہے مجھے' بہت حسبِ حال شعر کہتا ہے لگتا ہے میرے لئے ہی کہے تھے۔''

یسریٰ نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا اور بیگ کندھوں پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کہاں چل دیں؟'' اسماء نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

''گھر جانا ہے۔''

''اتنی جلدی کیا ہے بیٹھو۔'' نائلہ بولی۔

''نہیں امی انتظار کر رہی ہونگی۔''

''اچھا تو پھر مجھے بھی ڈراپ کر دینا۔'' اسماء بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نائلہ تم کیسے جاؤ گی؟'' یسریٰ نے پوچھا۔

''مجھے محسن لینے آ جائیں گے تھوڑی دیر میں۔''

☆======☆======☆

اخبار ابھی تک اپنے مؤقف پر قائم تھا لیکن نہ جانے کس کڑی نے کہاں سے ٹوٹی ہوئی زنجیر کو جوڑا تھا کہ اب یوں لگتا تھا جیسے چند دن پہلے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ ہر چیز معمول کے مطابق جاری تھی' اگلے ہفتے اسکائی واچ کا ایک اور کالم بھی چھپا لیکن اس کا ردِعمل بھی صرف اتنا ہوا کہ کامن روم میں کھڑے ہو کر انتہا پسند رہنما بشیر احمد نے دھمکی دی کہ جیسے ہی اسے علم ہوا کہ اسکائی واچ کون ہے' وہ اس کی ایسی کی تیسی کر کے رکھ دے گا۔

''تم میرے ساتھ لبرٹی جا سکتی ہو؟'' نمرہ نے یسریٰ کے کمرے میں آ کر پوچھا۔

''بہت ضروری ہے جانا؟''

''ہاں عالیہ کی شادی کے لئے کپڑے لینے ہیں' ابھی لے کر دوں گی ٹیلر کو تو وہ بمشکل شادی کے قریب سی کر دے گا۔''

''اچھا چلو۔'' یسریٰ نے کتاب بند کی۔

''اور تمہیں کتابوں کے علاوہ بھی کہیں دھیان دینا چاہئے۔''

''مثلاً کس طرف؟'' وہ بالوں میں برش کرتے ہوئے بولی۔

''تم نے تو سب مصروفیات ہی ترک کر دی ہیں' سوشل تو خیر تم پہلے بھی زیادہ نہیں تھیں لیکن اب تو بالکل ہی کم ہو گئی ہو۔''

''دیکھو نمرہ نہ تو ہمارے پاپا ہیں نہ بھائی جو کچھ کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔ ''ٹھیک ہے اب تک ماموں جان نے بہت اچھی طرح ہماری دیکھ بھال کی ہے لیکن کب تک؟ کب تک کرتے رہیں گے وہ؟ اپنی ماں کو بہن کو سنبھالنا میری ذمہ داری ہے۔''

''تم نے خواہ مخواہ کی پریشانیاں اپنے اوپر مسلط کر رکھی ہیں' آخری شادی بھی تو ہو گی تمہاری۔''

''شادی میں اسی صورت میں کروں گی جب مجھے یقین ہو گا کہ اس کے باوجود بھی اپنی ذمہ داری پوری کر سکوں گی۔ میں امی کو کسی پر تو نہیں چھوڑ سکتی نا۔'' اس نے برش بیگ میں ڈالا اور پھر شگفتہ لہجے میں بولی۔ ''ویسے اس وقت میں اس لئے پڑھ رہی تھی کہ اب امتحانوں میں دن ہی کتنے رہ گئے ہیں۔''

''ابھی تو پورا مہینہ پڑا ہے۔'' نمرہ نے یوں کہا جیسے مہینہ نہیں سال پڑا ہو۔

''ویسے نمرہ ایک بات صحیح صحیح بات بتاؤ؟''

''کیا؟''

''کتابوں نے بھی مجھے بور تو نہیں ہونے دیا نا؟'' وہ مسکرائی۔

''بالکل نہیں۔ اس بات کا کریڈٹ تمہیں یقیناً جاتا ہے کہ بقول ممتاز مفتی تم سے کتابوں کی بو نہیں آتی۔''

''یسریٰ کھلکھلا کر ہنسی۔ ''چلو پھر اتنی اچھی بات پر میری طرف سے Yummy میں Pineapple Delight ہو جائے۔''

''اگر تم روز اسی فراخدلی کا مظاہرہ کرو تو میں تمہارے لئے سو شعروں کا قصیدہ لکھ سکتی ہوں۔'' نمرہ ہنسی۔

''امی ہم لبرٹی جا رہے ہیں۔'' یسریٰ نے کچن میں جھانکا۔

''بیٹا جلدی آ جانا۔''

''او کے امی۔'' وہ دونوں باہر نکل آئیں۔

''اسماء بتا رہی تھی کہ فردا کے ٹام کروز کے گرد چکر بڑھتے جا رہے ہیں۔'' نمرہ نے کہا۔

''میں نے کبھی غور نہیں کیا لیکن یہ تو محض فرینڈشپ بھی ہو سکتی ہے۔''

''تم نے تو لاہور کالج میں پڑھ کر ڈبو یا' اسماء بتا رہی تھی کہ تم اسے بھی یہی کہہ رہی تھیں لیکن اسماء کا خیال ہے کہ محض فرینڈشپ میں کسی کو دیکھ کر آنکھوں میں چمک نہیں آ جاتی۔ بات بے بات مسکراہٹ بھی لبوں کو نہیں چھوتی اور محض فرینڈ کا نام سن کر کان بھی کھڑے نہیں ہوتے۔''

''پھر بھی اس میں فردا کا کیا قصور اگر وہ احد کو پسند کرتی ہے۔'' یسریٰ نے گیئر تبدیل کیا۔

''فردا کا قصور یہ ہے کہ وہ تمہارا پتا کاٹنے کے چکروں میں ہے۔''

''بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔'' یسریٰ نے اسے گھورا۔ ''اس سارے میں میں کہاں سے آ گئی۔''

''کیوں کیا ثام کروز تمہیں پسند نہیں کرتا اور اب یہ نہ کہنا کہ نہیں وہ تمہیں پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ بات اب بہت واضح ہے۔''

یسریٰ نے ایک نظر اسے دیکھا۔ ''او کے مان لیا کہ وہ پسند کرتا ہے لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں اسے پسند نہ کروں۔''

''بالکل نہیں، وہ اتنا اچھا ہے تمہیں اسے پسند کرنا چاہیے۔'' نمرہ نے ایک ہاتھ کا م بنا کر دوسرے ہاتھ پر مارا۔

''ہرگز نہیں وہ بہت خبیث ہے اور میں اسے کبھی پسند نہیں کر سکتی۔'' یسریٰ نے بھی ا طرح کہا۔

''تمہیں اسے پسند کرنا ہوگا بلکہ تم اسے پسند کرتی ہو۔''

''ہرگز نہیں اور میں تمہاری ڈکٹیٹر شپ کو تسلیم نہیں کر سکتی۔''

''تم جھوٹ بول رہی ہو۔''

''میں بالکل جھوٹ نہیں بول رہی کیونکہ میں جب بھی جھوٹ بولتی ہوں کوئی کام غا ہو جاتا ہے۔ اگر اس وقت میں نے جھوٹ بولا ہوتا تو یقیناً کوئی گڑبڑ ہوتی۔''

ابھی یسریٰ نے اپنی بات بمشکل ختم کی تھی کہ کار گھر رگھر رکر کے ایک جھٹکے سے رک گئی۔ یسریٰ نے اسے سٹارٹ کرنا چاہا لیکن بے سود اس نے چلنے سے صاف انکار کر دیا۔

''اب بتاؤ جھوٹ کیوں بولا تھا؟'' نمرہ شرارت سے ہنسی۔

''کار کے ٹیکنیکل فالٹ کو جھوٹ کے ساتھ مکس نہ کرو۔''

''تم اسے ٹیکنیکل فالٹ ثابت کر کے خود کو بچانا چاہتی ہو، حالانکہ کار جھوٹ کی وجہ سے رکی ہے۔''

''اگر کار جھوٹ کی وجہ سے رکی ہے تو اسے سچ سے سٹارٹ کر دو میں تمہاری بات مان جاؤں گی۔''

''تمہارے جھوٹ سے رکی ہے سچ بھی تم ہی بولو۔'' نمرہ نے بے بسی دکھائی۔

یسریٰ نے کار سے نکل کر بونٹ اٹھایا۔ ''اُف خدایا! اس کے انجن میں اتنا کچھ ہے۔ مجھے تو کچھ بھی سمجھ میں ہی نہیں آ رہا۔''

''اسی لئے کہتی ہوں کہ ڈرائیونگ کا مطلب صرف سٹیئرنگ کے پیچھے بیٹھ جانا نہیں ہوتا، انجن کا بھی پتا ہونا چاہئے بندے کو۔''

''میں ادبی بندہ ہوں شعر و شاعری سے دلچسپی رکھنے والا۔'' وہ بولی۔ ''اگر مجھے انجن اور تاروں سے لڑنے کا شوق ہوتا تو میں فزکس کیوں نہ پڑھ لیتی۔''

''تمہاری انگریزی نے آج ہمیں ڈبو دیا، یہ بتاؤ کہ اب کیا کریں؟''

''اب!'' یسریٰ چند لمحے تک سوچتی رہی۔ ''اب ایسا کرتے ہیں کہ کوئی ٹیکسی لے کر لبرٹی جاتے ہیں وہاں سے آنٹی بٹ کو فون کرتے ہیں کہ وہ اپنا ڈرائیور بھیجیں تاکہ وہ کار ٹھیک کروا سکے۔ کوئی چھوٹی موٹی خرابی ہوئی تو کار پر ہی گھر چلے جائیں گے لیکن لمبا مسئلہ ہوا تو ٹیکسی کر لیں گے۔''

''ہوں، یہ ٹھیک ہے۔''

''تم کوئی ٹیکسی روکو میں کار لاک کر دوں اور بیگ نکالوں۔'' وہ کار کے اندر سے ضروری کاغذات اور چیزیں نکال رہی تھی کہ ایک ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔

''لبرٹی'' نمرہ نے کہا۔

''بیٹھیں۔''

''یسریٰ آؤ جلدی کرو۔'' نمرہ نے اسے پکارا۔

''آ رہی ہوں بس یہ لو'' اس نے اپنی طرف کا دروازہ لاک کیا اور جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

''En Em چلنا ہے۔'' نمرہ نے ٹیکسی ڈرائیور کو بتایا۔

''بہتر۔'' وہ بولا اور ڈیش بورڈ میں ہاتھ ڈال کر ایک کیسٹ نکال لی۔

I Love You. You Pay My Rent

ان کے پیچھے لگے سپیکرز سے آواز ابھری۔ یسریٰ اور نمرہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیں۔

''کوئی شوقین مزاج بندہ لگتا ہے۔'' یسریٰ نے آہستہ سے کہا۔ ''آج کل تو یوں بھی خبط ہے انگریزی گانے سننے کا چاہے پلے کچھ بھی نہ پڑے۔''

"لیکن اس نے تو انگریز ٹیکسی ڈرائیوروں والا گانا لگایا ہوا ہے۔" نمرہ نے بھی آہستہ سے کہا۔

"دفع کرو ہمیں کیا؟ یوں بھی اب لبرٹی کتنی دور ہے؟ ویسے ہے بہت Punk قسم کا ڈرائیور۔" نمرہ مسکرائی۔ "اس ٹیکسی کا نمبر نوٹ کر لینا میں اپنی فرینڈز کو بتاؤں گی تو وہ سارے شہر میں یہ ٹیکسی تلاش کرتی پھریں گی۔"

"لگتا ہے تمہاری فرینڈز کو اور کوئی کام نہیں ہے۔"

"ہم بے فکرے بندے ہیں ہم نے تمہاری طرح ساری دنیا کو اپنے سر پر نہیں اٹھا رکھا۔" نمرہ بولی۔ "ویسے یسریٰ میرا بہت دل کر رہا ہے کہ اس کی شکل تو دیکھوں۔"

"ٹیکسی تم نے رکوائی تھی تو کیا ڈرائیور کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی؟"

"اس وقت اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی' ٹیکسی ڈرائیور اور ہوٹل کے ویٹر کی شکل کون دیکھتا اور یاد رکھتا ہے۔"

"آئندہ جب بھی رکشہ ٹیکسی میں بیٹھو تو ڈرائیور کی شکل ضرور دیکھ لیا کرو۔"

"اس سے کیا ہوگا؟ ہر ٹیکسی ڈرائیور انگریزی گانے تو نہیں لگاتا ہے کہ اس کی شکل ضرور دیکھیں۔"

"بیوقوف ہو بالکل۔" یسریٰ نے گھورا۔ "میں تو اس لئے کہہ رہی ہوں کہ صرف اسی رکشے یا ٹیکسی میں بیٹھنا چاہئے جس کا ڈرائیور شکل سے شریف دکھائی دے۔"

"کسی کی صورت پر اعمال نامہ درج نہیں ہوتا۔"

"ہوتا ہے بالکل ہوتا ہے لیکن اس کے لئے دیکھنے والی آنکھ چاہئے۔"

ڈرائیور نے ٹیکسی En-Em کے سامنے پارک کر دی۔ نمرہ اور یسریٰ دونوں ٹیکسی سے برآمد ہوئیں۔

"کتنے پیسے؟" یسریٰ نے بیگ میں پڑے ٹوٹے ہوئے روپوں کو اکٹھا کرتے ہوئے پوچھا۔

"پچیس روپے۔"

"کیا! پچیس روپے؟" اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف دیکھا اور یہ دیکھ کر اس کی

حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ڈرائیونگ سیٹ پر احد بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ یسریٰ نے فوراً حیرت کے تاثرات چھپا لئے' لیکن نمرہ سے یہ نہ ہو سکا۔

"احد بھائی آپ؟"

"ہاں میں۔"

"خیر یہ کوئی بھی ہو ہمیں اس سے کیا؟" اس نے نمرہ کو گھورا پھر احد سے مخاطب ہوئی۔

"تمہاری ٹیکسی کا میٹر ہے یا ایف سولہ؟"

"میں ذرا تیز اُڑنے کا قائل ہوں۔" اس نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"تو اڑا کرو' اپنے اُڑنے کی سزا ہمارے کھاتے میں کیوں ڈالتے ہو؟"

"یہ سب تمہارا کھاتا ہے چاہو تو الگ الگ بتا دیتا ہوں کہ کس چیز کا کیا ریٹ ہے؟"

"خواہ مخواہ کی فضول باتوں میں میرا وقت نہ برباد کرو۔"

"یہ فضول باتیں کب ہیں یہ تو حساب کتاب کی بات ہے اور اس میں کوئی گڑبڑ برداشت نہیں ہو سکتی' نمبر ایک۔" اس نے انگلیوں پر گننا شروع کیا۔

"تم لوگوں کی کار خراب ہوئی اور میں نے بروقت مدد کی اس کے ہو گئے بارہ روپے' دو فیصد رعایت کے ساتھ دس روپے۔ تم لوگوں کو مفت Pet Shop Boys کا اتنا اچھا گانا سنایا تا کہ تم بور نہ ہو' گانا سنوانے اور لوگوں کو بوریت سے بچانے کے ہوئے آٹھ روپے رعایت کے ساتھ پانچ روپے۔ Last but not he least تم لوگوں کو صحیح سلامت یہاں تک پہنچانے کے ہوئے بارہ روپے' رعایت کے ساتھ دس روپے۔ یہ ہو گئے پچیس روپے ابھی اس میں پٹرول کا خرچا شامل نہیں ہے۔ وہ میں نے اپنی اور تمہاری بے مثال دوستی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔"

"ختم کرو اب یہ فضول باتیں۔" یسریٰ نے اپنا غصہ دبایا۔

"یہ آٹھ روپے رکھنے ہیں تو رکھو ورنہ اپنا راستہ ناپو۔"

نمرہ نے ہونٹ کاٹ کر مسکراہٹ دبانے کی کوشش کی۔

"پہلے ہی میں نے بہت زیادہ ری بیٹ دے دیا ہے پچیس روپے سے ایک پیسہ کم نہیں ہوگا۔"

"دے دو یسریٰ۔" نمرہ نے سفارش کی۔

"میرے پاس ان کے نخرے اٹھانے کے لئے فالتو پیسے نہیں ہیں۔"

"اچھا چلو چھوڑو نہ پچیس روپے نہ آٹھ روپے یہ بتاؤ گاڑی کو کیا ہوا ہے؟"

"ہم مفت خورے نہیں ہیں پکڑو یہ آٹھ روپے۔" یسریٰ نے اسے گھورا۔ "اور گاڑی تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔" پھر وہ نمرہ کی جانب مڑی۔ "چلو نمرہ ورنہ دیر ہو جائے گی۔"

"بہت برا کیا تم نے۔" نمرہ نے مختلف دکانوں سے خریدی ہوئی چیزوں کے پیکٹ سنبھالے۔

"میں نے جو کیا درست کیا اور تمہیں اس کی سفارش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے سختی سے کہا۔

"مجھ سے کیوں لڑتی ہو؟" نمرہ نے منہ بنایا۔ "پہلے ہی اچھی بھلی چلتی ہوئی گاڑی جھوٹ بول کر رکوا دی' اب اس ٹیکسی سے بھی ہاتھ نہ دھونا پڑیں۔"

یسریٰ صرف اسے گھور کر رہ گئی۔

وہ پیکٹ اٹھا کر باہر نکلیں تو احد ٹیکسی کے بونٹ پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا' انہیں دیکھ کر وہ ان ہی کی طرف چلا آیا۔

"یہ پیکٹ مجھے پکڑا دو۔" اس نے کہا۔

یسریٰ کا دل چاہا کہ انکار کر دے لیکن پیکٹوں کا وزن اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ احد کی بات مان لے۔ نمرہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پیکٹ اسے تھما دیئے۔

"تم بھی دو۔"

یسریٰ نے کچھ اس انداز سے پیکٹ اسے تھمائے جیسے اس پر احسانِ عظیم کر رہی ہو۔

احد نے پیکٹ ڈگی میں رکھ دیئے۔

"اب بتاؤ کچھ اور شاپنگ کرنی ہے یا گھر چلنا ہے؟" وہ سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔

"ابھی ہمیں شیزان جانا ہے۔"

"شیزان کاہے کو؟" نمرہ اس کی طرف مڑی۔

"آنٹی بٹ کو فون کرنا ہے۔"

"اب کیا ضرورت ہے اس کی؟"

"یہ میں تم سے بہتر جانتی ہوں۔" یسریٰ نے قدرے سختی سے کہا۔

"کوئی پرابلم ہے تو مجھے بتاؤ۔" احد بولا۔

"میں اپنے مسائل حل کر سکتی ہوں' شیزان چلو اور میٹر چلا دو ٹیکسی کا۔"

"تم سمجھتی کیا ہو خود کو۔" احد جھنجلا گیا۔ "دنیا سے الگ تھلگ ہو کر بھی کوئی زندہ رہ سکتا ہے؟ کیا حرج ہے اگر میں تمہارا مسئلہ حل کر دوں؟"

"میں الگ تھلگ نہیں ہوں اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جن سے میں اپنے پرابلمز شیئر کرتی ہوں۔" اس نے آخری فقرے کے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔

احد نے ایک لمحے کو گہری نظروں سے اسے دیکھا اور پھر سر ہلا دیا۔

"خیر بیٹھو تم۔" وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

آنٹی بٹ کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے یسریٰ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ گڑیا اسے یہ بدخبری سنائے گی۔

"امی تو پھپھو کی طرف گئی ہوئی ہیں ڈرائیور سمیت۔"

"کب تک آئیں گی؟" اس نے ڈوبتے دل سے پوچھا۔

"شاید رات کا کھانا کھا کر ہی آئیں۔"

یسریٰ نے ساتھ کھڑے احد کی طرف کن اکھیوں سے دیکھا جو نمرہ سے باتوں میں مصروف تھا۔

"ساری مصیبتیں مجھ پر ہی کیوں ٹوٹتی ہیں۔" وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔ "اب اس سے کیسے ریکویسٹ کروں جبکہ ابھی میں نے اس کی آفر کو بری طرح رد کیا ہے۔ خیر یہاں ٹیکسیوں کی کوئی کمی تو ہے نہیں میں کوئی اور ٹیکسی لے لوں گی۔"

اس کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا وہ ان کی طرف مڑی۔

"کیا ہوا؟ تمہاری شکل پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟" نمرہ نے اس کا جائزہ لیا۔

"کچھ نہیں آنٹی گھر پر نہیں ہیں۔" اس نے بادلِ ناخواستہ کہا۔

"چلو میں گھر چھوڑ آؤں تم لوگوں کو۔" احد نے کہا۔

"ہم چلے جائیں گے۔" یسریٰ نے کمزور سا احتجاج کیا۔

نمرہ نے ملامت بھری نظروں سے اسے گھورا۔

"اب وقت آ گیا ہے کہ تم انسان بن جاؤ۔" احد کے لہجے میں قدرے سختی تھی۔ "چلو بیٹھو ٹیکسی میں۔"

واپسی میں سارا راستہ وہ چپ بیٹھی رہی جبکہ نمرہ اور احد نے اتنی دیر میں دنیا جہاں کی باتیں کر ڈالیں لیکن یسریٰ کا دھیان ان کی باتوں کی طرف نہیں تھا' وہ تو خالی الذہنی کی کیفیت میں بیٹھی ہوئی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ ٹیکسی گھر کے ڈرائیو وے میں داخل ہوئی تو اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا۔

"احد بھائی چائے پی کر جائیں۔" نمرہ نے پیکٹ سنبھالے۔

"بعد میں پہلے تمہاری کار ٹھیک کروا لوں۔" پھر وہ یسریٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ "چابی دو۔"

اس نے چپ چاپ چابی بیگ سے نکال کر اس کے حوالے کر دی۔

"پرامس کریں گے بعد میں چائے پی کر جائیں گے۔" نمرہ اس سے کہہ رہی تھی۔

"اوکے پرامس۔"

"ٹیکسی پر کیوں آئیں' کار خراب ہو گئی کیا؟" امی نے پوچھا تو جواب میں نمرہ نے انہیں احد کے متعلق بتایا۔

"بہت اچھا بچہ ہے ورنہ آج کے دور میں کون کسی کی مدد کرتا ہے۔" امی بولیں۔ "خاص کر دو اکیلی لڑکیوں کے ساتھ۔"

"امی دو اکیلی کب ہوتی ہیں؟" نمرہ نے صوفے پر آلتی پالتی ماری۔

"یہ مذاق کی بات نہیں ہے میں ہولتی رہتی ہوں' جب تک تم لوگ واپس نہ آ جاتیں۔" پھر وہ قدرے توقف سے بولیں۔ "لیکن وہ ٹیکسی کیوں چلا رہا تھا؟"

"امی ایک ٹیکسی ڈرائیور ہے وہ کسی زمانے میں ان کا دوست بن گیا تھا۔ آج وہ بیمار اور اسے پیسوں کی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے اس کی ٹیکسی چلا لی۔"

"تو بیٹا روکا تو ہوتا کھانے پر۔"

"مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا کہ کھانے کا وقت ہو گیا ہے' بہرحال کار ٹھیک کروا کے آئیں گے پھر چائے بھی پئیں گے۔" پھر وہ یسریٰ سے مخاطب ہوئی۔ "اور چائے تم اپنے ہاتھ کی پلاؤ گی انہیں۔"

"مجھے کیا تکلیف ہے روکا تم نے ہے تو پلانا بھی تم ہی۔" وہ بے رخی سے کہہ کر ریمور سے نیل پالش صاف کرنے لگی۔

"حد کرتی ہو تم۔" نمرہ جھنجھلا اٹھی۔ "تم سے بات کرنا تو ایسا ہے جیسے دیوار سے سر ٹکرانا۔"

اس کے بعد وہ امی کی طرف متوجہ ہو گئی اور ان کے ساتھ احد کے متعلق باتیں کرنے لگی۔ یسریٰ کی تمام تر توجہ اپنے ناخنوں کی طرف تھی جنہیں فائل کرنے کے بعد اب وہ ان پر نیل پالش لگا کر سکھا رہی تھی' اچانک باہر کار کا ہارن سنائی دیا۔

"احد بھائی آ گئے۔" نمرہ یوں صوفے سے اٹھی جیسے اس پر سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔

"تم بھی جاؤ ناں یسریٰ اسے اندر بلاؤ۔" امی نے اسے دیکھا۔ "یوں برا لگتا ہے اتنی مدد کی ہے اس نے تمہاری۔"

وہ چپ چاپ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی' جب تک وہ دروازے تک پہنچی نمرہ اسے لے کر اندر آ رہی تھی۔

"یہ لو چابی۔" اس نے کی چین یسریٰ کی جانب بڑھائی۔ "اب اے ون کنڈیشن میں ہے تمہاری گاڑی' صرف فیول فلٹر خراب ہو گیا تھا ورنہ کار تو تم نے بہت زبردست کنڈیشن میں رکھی ہوئی تھی۔"

"تھینک یو۔" اس نے کی چین تھام لی۔

امی نے اسے بہت دعائیں دیں۔

"آنٹی آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں یہ تو میرا فرض تھا۔"

"آج کل کون کسی کے کام آتا ہے زمانہ ہی نہیں رہا اچھے لوگوں کا۔"

"امی اس وقت میں نے انہیں چائے پلانے کے لئے روکا ہے۔" نمرہ نے کہا۔

"چائے کیوں اب تو کھانے کا وقت ہے۔"

"آنٹی کھانا نہیں البتہ چائے کی طلب اس وقت بہت ہو رہی ہے۔" وہ عادت کے مطابق فوراً ہی فرینک ہو گیا۔

"ہمارے گھر میں یسریٰ بہترین چائے بناتی ہے۔" نمرہ نے یسریٰ کی جانب دیکھا جو ٹانگیں صوفے کے اوپر رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

"چلو بیٹے چائے بناؤ۔" امی نے اس سے کہا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کچھ دیر بعد جب وہ ٹرالی میں چائے کے علاوہ پائن ایپل کیک، کباب اور ویجیٹیبل سینڈوچ رکھے ہوئے اندر داخل ہوئی تو امی، نمرہ اور احد کو باتوں میں مصروف پایا۔

"کتنی چینی؟" اس نے چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے پوچھا۔

"اب چینی کی ضرورت نہیں رہی۔" اس نے رسان سے یسریٰ کی طرف دیکھا، پھر امی کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی ایک دم سیدھے سادے لہجے میں بولا۔ "میں چینی لیتا ہی نہیں ہوں۔"

چائے کے دوران بھی وہی تینوں مصروف گفتگو رہے، یسریٰ ابھی ابھی لگائی ہوئی نیل پالش کو کھرچتی رہی۔

"اچھا آنٹی اب میں چلتا ہوں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر کبھی کبھار آتے رہا کرو۔" امی بولیں۔

"جی آنٹی ضرور۔" پھر وہ یسریٰ کی جانب مڑا۔ "اور چائے کے لئے شکریہ بہت اچھی چائے تھی۔"

"شکریہ کی ضرورت نہیں، میں امی کی بات ٹالا نہیں کرتی۔"

"چلو کسی بہانے سہی ہمیں چائے تو پلا دی۔"

"احد بھائی آپ واپس کیسے جائیں گے؟" نمرہ کو اچانک خیال آیا کیونکہ وہ تو ان کی کار پر آیا تھا اور واپسی کے لئے اس کے پاس اپنی کوئی ٹرانسپورٹ نہیں تھی۔

"یہاں قریب ہی عظیم کا گھر ہے، پہلے اس کے پاس جاؤں گا۔" وہ بولا۔ "پھر وہ ڈراپ کر دے گا۔"

"شرم تم کو مگر نہیں آتی۔" احد کو گیٹ تک چھوڑ کے آنے کے بعد نمرہ نے یسریٰ سے

کہا۔

یسریٰ نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر ایک بار پھر اپنی نیل پالش صاف کرنا شروع کر دی۔ امی اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں دیواروں سے نہیں۔" نمرہ جھنجھلا اٹھی۔

"میں سن رہی ہوں۔" وہ بدستور ناخنوں میں مگن تھی۔

"آخر وجہ کیا تھی اس بدتمیزی کی؟" نمرہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"یہ کیا دیوار چین کی طرح تن کر سامنے کھڑی ہو گئی ہو۔ پرے ہٹو مجھے روشنی نہیں آ رہی۔" یسریٰ نے اسے ہاتھ سے دھکیلا۔

"آج میں ایسے ٹلنے والی نہیں ہوں۔" وہ بھی ضد کی پکی تھی۔ "آج تو میں تم سے اگلوا کر رہوں گی تم اس سے آخر اس قدر الرجک کیوں ہو؟"

"میرے پاس فضول باتوں کو ڈسکس کرنے کا وقت نہیں ہے اور اب تم بھی چپ کرو۔ یوں بھی مجھ سے بائیں ہاتھ سے نیل پالش نہیں لگتی اور جب یہ ذکر شروع ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی کام مجھ سے اُلٹا ہو جاتا ہے۔"

"یہ نیل پالش بعد میں بھی لگ سکتی ہے۔" نمرہ نے ریولان کی شیشی اٹھائی۔

"اب بکو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" یسریٰ نے طوعاً و کرہاً کہا۔

"کیا یہ بات غلط ہے کہ احد بھائی نے جگہ جگہ تمہاری مدد کی، مجھے جواب صرف ہاں یا نہیں میں چاہئے۔" اس نے ساتھ ہی اضافہ کیا۔

"او کے اس نے میری مدد کی پھر؟"

"کیا یہ بات درست نہیں کہ تم نے ہر جگہ ان سے بدتمیزی کی؟"

"میں نے بدتمیزی نہیں کی یہ تو اس کی حرکتیں تھیں جو مجھے اس کا دماغ ٹھکانے لگانے پر مجبور کرتی تھیں۔"

"میں نے کہا تھا کہ میری بات کا جواب ہاں یا نہیں میں دو۔" نمرہ بولی۔ "ویسے بھی جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کے مطابق احد بھائی نے کوئی ایسی بری حرکت بھی نہیں کی۔ پہلے دن ساری غلطی تمہاری تھی کہ تم ٹھیک سے موڑ نہ کاٹ سکیں اور گاڑی کا بھی ستیاناس ہوا۔ اگر

تم اسی وقت احد بھائی کی بات مان لیتیں تو کیا تمہارے پیٹ میں درد ہو جاتا۔"

مجھے خواہ مخواہ ہر ایرے غیرے سے مدد لینے کی عادت نہیں ہے' چاہے وہ گاڑی لے کر ہی چمپت ہو جاتا۔"

"مجھے تو بہت فیس ریڈنگ کے سبق دیتی ہو اور خود تمہیں ذرا بھی فیس ریڈنگ نہیں آتی۔ کیا وہ تمہیں شکل سے ایسے ہی لگتے ہیں؟"

"شکل اچھی ہونے سے کیا ہوتا ہے۔" یسریٰ نے اپنا دفاع کیا۔ "اور پھر وہ ہنسا بھی تو تھا میری ڈرائیونگ پر۔"

"تم نے جو کرتب دکھائے تھے ان پر کیا ہنستے بھی ناں؟" نمرہ فوراً بول اٹھی۔ "اور پھر تمہاری تمام تر بدتمیزی کے باوجود انہوں نے تمہاری مدد کی لیکن شکریہ ادا کرنا تو درکنار تم نے انہیں خواہ مخواہ ہی جھاڑ دیا اور پھر تمہاری غلطی کی وجہ سے ان کا ایکسیڈنٹ ہوا لیکن انہوں نے تمہیں صاف بچالیا۔ جبکہ اسی دن تم نے ان کی بائیک کا ٹائر فلیٹ کیا تھا' پھر ویلکم والی رات کو انہوں نے تمہیں اکیلے گھر نہیں آنے دیا بلکہ خود یہاں تک چھوڑ کر گئے۔ پھر آج ہی کو لے لو' تم نے آج تو کم از کم کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ وہ تو احد بھائی ہی اتنے اچھے ہیں کہ انہوں نے تمہاری تمام تر باتیں سن کر بھی تمہیں کچھ نہیں کہا ورنہ کون کس کی اتنی باتیں سنتا ہے؟"

"بس بس کافی ہے۔" یسریٰ نے ہونٹ کاٹے۔ "میں جانتی ہوں سب غلطی میری ہے' لیکن میں اپنی غلطی کی تلافی نہیں کرنا چاہتی۔"

"یہی تو میں جاننا چاہتی ہوں کہ کیوں؟"

"نمرہ میں اپنا سب کچھ نہیں ہارنا چاہتی' اس لئے میں اس کے قریب نہیں جانا چاہتی۔ کیونکہ پھر میں کوشش کے باوجود بھی واپس نہیں پلٹ سکوں گی اس لئے۔" اس نے وہ سب اعتراف نمرہ کے سامنے کر لئے جو وہ اپنے کمرے کی تاریکی میں خود سے بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"اس لئے نمرہ میں اپنی کسی غلطی کی تلافی نہیں کرنا چاہتی۔"

نمرہ چند ثانیے اس کی جانب دیکھتی رہی پھر سر ہلاتے ہوئے بولی۔ "پاگل ہو تم بالکل تمہیں ان کے قریب جانے کے بعد واپس آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کہ ڈرتی ہو اور اس ہار سے کیوں ڈرتی ہو جس میں تمہاری جیت چھپی ہوئی ہے۔ پگلی اگر یہ ہار ہی ہے تو احد بھائی تم

سے بھی پہلے ہار چکے ہیں' یہ کیوں نہیں سوچتیں تم۔"

"میں جب تک اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کر لوں' اس وقت تک کسی اور سمت دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔"

"تم تو واقعی پاگل ہو۔ کیا وہ لڑکیاں محبت یا شادی نہیں کرتیں جن کے باپ اور بھائی نہیں ہوتے؟ اور پھر احد بھائی اتنے تنگ نظر بھی نہیں ہیں کہ تم پر پابندیاں عائد کر دیں۔" نمرہ نے اسے سمجھایا۔ "لیکن تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تم ہر چیز کو خود پر مسلط کر لیتی ہو۔"

"میں نے بہت سوچا ہے نمرہ میں اپنے قدم اس راستے پر آگے نہیں بڑھا سکتی۔" وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

"لیکن کچھ راستے ایسے ہوتے ہیں جن پر نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں چلنا پڑتا ہے۔" اس نے لیمپ بند کر کے لیٹتے ہوئے سوچا۔ "اور ایسے ہی راستے پر میرے قدم بھی اٹھ چکے ہیں۔ بھلا اعتراف کرنے یا نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ جیسے وجود سے انکار ممکن نہیں اسی طرح وجود میں سرایت کرتی ہوئی دنیا کی سب سے بڑی حقیقت محبت کا انکار کیسے ممکن ہے۔"

اس نے اپنے اوپر بہت سے پہرے بٹھائے ہوئے تھے' لیکن ایکسیڈنٹ کے بعد سے نہ جانے کیسے احد کا وجود آہستہ آہستہ اپنے قریب آتا لگنے لگا۔ اس نے لاکھ آنکھیں بند کیں بار بار اس حقیقت کی نفی کی' لیکن اس سے کیا ہوتا ہے' احد اس کے دل میں اترتا چلا گیا اور وہ کچھ نہ کر سکی۔ اسے رات کی تاریکی سے ڈر لگنے لگا' تنہائی سے خوف آنے لگا۔ جس کے آتے ساتھ وہ اور بھی اس کے خیالوں میں آنے لگتا' پھر وہ سر جھٹکتی خود کو یقین دلاتی کہ ایسا نہیں ہے۔ بھلا یوں کیسے ہو سکتا ہے' لیکن آج وہ نمرہ کے سامنے خود پر قابو نہ رکھ سکی' وہ ہر ایک سے غلط بیانی کر سکتی تھی لیکن نمرہ سے وہ دل کی ہر بات کہہ دیتی تھی۔

اس کی نگاہوں میں احد کے مختلف روپ گھوم گئے۔ بائیک پر بیٹھ کر چاک بار کھاتے ہوئے' شعر پڑھ کر بائیک صاف کرتے ہوئے' میڈم فریحہ سے بحث کرتے ہوئے۔ ہنستے ہوئے پھر زخمی حالت میں پٹیوں میں جکڑے ہوئے' ٹیکسی ڈرائیو کرتے ہوئے اور امی سے باتیں کرتے ہوئے' لمحوں میں اس کا ہر انداز ذہن کے دریچوں پر دستک دے چکا تھا۔

"تو کیا میری بے خواب راتیں شروع ہو چکی ہیں؟" اس نے آنکھیں موندتے ہوئے

سوچا' جن میں نیند کا نام و نشان تک نہ تھا۔

صبح ڈائننگ ٹیبل پر بھی وہ بے آرام اور تھکی تھکی لگ رہی تھی۔

''خیریت تو ہے یسریٰ تھکی تھکی سی لگ رہی ہو۔ کیا نیند نہیں آئی رات کو؟'' امی نے تشویش سے پوچھا۔

''بس امی سر میں درد ہے' ناشتے کے بعد دوا لے لوں گی آرام آ جائے گا۔''

نمرہ نے سلائس پر مکھن لگاتے ہوئے اس کی طرف کچھ یوں دیکھا گویا کہنا چاہ رہی ہو کہ جھوٹ کیوں بولتی ہو۔ ہمت ہے تو حقیقت کا سامنا کرو' یسریٰ نے نگاہیں چرا لیں۔

''دو گولیاں ڈسپرین کی۔'' امی نے حسبِ عادت ہدایت دی۔

''جی اچھا'' اس نے اسی قدر کہا۔

''اگر تمہاری طبیعت اتنی ٹھیک نہیں ہے تو آرام کرو میں چلی جاؤں گی خود ہی۔''

''نہیں اب اتنی خراب بھی نہیں ہے طبیعت' چلو اٹھو اگر ناشتہ کر لیا ہے ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔'' اس نے گھڑی دیکھی۔

''چلو'' نمرہ نے جلدی جلدی چائے حلق میں انڈیلی اور بیگ لے کر نکل آئی۔

ڈیپارٹمنٹ میں بھی تقریباً سبھی نے اس کی تھکن محسوس کر لی۔

''بیمار بیمار سی لگ رہی ہو آج؟'' اسماء نے کہا۔

''نہیں بیمار تو نہیں ہوں بس سر میں درد ہے۔''

''دوا لی ہے کوئی؟'' نائلہ نے پوچھا۔

''ہاں لے لی ہے۔''

''پورے ڈیپارٹمنٹ میں ڈھونڈا ہے احد کو پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے۔'' فروا ان کے قریب چلی آئی۔ ''کہیں دیکھا ہے اسے؟''

''یہاں لائبریری میں تو نہیں آیا' شاید کامن روم میں ہو۔'' اسماء نے کہا۔ ''کوئی خاص کام ہے کیا؟''

''ایک کتاب لینی تھی اس سے۔''

''یہاں لائبریری سے لے لو یہاں بھی تو ہو گی۔'' یسریٰ کو پہلی مرتبہ پتا چلا کہ محبت میں

جیلسی کیا ہوتی ہے۔ ''کوئی خاص کتاب ہے کیا؟''

''خاص تو خیر نہیں ہے لیکن احد سائیڈ نوٹس بنا لیتا ہے پڑھتے ہوئے آسانی ہو جاتی ہے ایسے۔'' فروا کو محسوس بھی نہ ہو سکا کہ یسریٰ کی عام لہجے میں کی ہوئی بات کا مطلب وہ نہیں جو فروا سمجھی تھی۔

''میں اسے نیچے دیکھتی ہوں اگر وہ اوپر آئے تو اسے بتا دینا کہ میں اسے تلاش کر رہی تھی۔'' فروا بیگ جھلاتی ہوئی چلی گئی۔

''یہ مجھے لمبے ہی چکر میں لگتی ہے۔'' نائلہ آگے ہوتے ہوئے بولی۔

''ہو سکتا ہے احد بھی اسی چکر میں شامل ہو۔'' یسریٰ نے دل پر جبر کر کے کہا۔ ''یوں بھی اتنی اچھی سی تو ہے فروا۔''

''قطعاً نہیں۔ فروا بے شک اچھی اور کیوٹ ہے لیکن احد اس کے چکر میں نہیں ہے۔''

اسماء کے پُریقین لہجے سے یسریٰ کو کچھ ڈھارس بندھی لیکن دوسرے ہی لمحے اندیشے پھر سر اٹھانے لگے۔

''تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟''

''عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔'' اسماء نے ایسے کہا جیسے بہت پتے کی بات بتائی ہو۔

''احد نے دل فروا کو نہیں تمہیں دیا ہے مان جاؤ۔'' نائلہ ہنس کر بولی و یسریٰ کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

''مجھے اس کا دل لے کر کیا کرنا ہے۔'' وہ بے نیازی سے نوٹس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

دل لے کے مفت کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا

احد نہ جانے کب وہاں آ گیا تھا۔

یسریٰ نے چونک کر اوپر دیکھا احد مسکرا کر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''تمہارا ارادہ مجھے دوبارہ بازو تڑوانے کا لگتا ہے۔'' اسماء اس کی بات سن کر ہنس پڑی۔

''ایک بازو کیا دل و جان تک حاضر ہے۔'' وہ کرسی ان کے قریب گھسیٹ لایا۔ ''اور

داغ نے درحقیقت میرے ہی حالات کو سامنے رکھ کر کہا تھا۔"

"کیا؟" نائلہ مسکرائی۔

احد نے پہلے کن اکھیوں سے نوٹس سے الجھتی یسریٰ کو دیکھا اور پھر بولا۔

ہم نے ان کے سامنے اول تو خنجر رکھ دیا

پھر کلیجہ رکھ دیا دل رکھ دیا سر رکھ دیا

یسریٰ نے نوٹس فائل میں رکھے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم کہاں چل دیں؟" نائلہ نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

"لائبریری پڑھنے کی جگہ ہے لیکن جب یہاں اُلٹی سیدھی باتیں شروع ہو جائیں تو یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے۔"

"ہم کوئی اُلٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں اسماء؟" اس نے معصومیت سے کہا تو اسماء اور نائلہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

تم ہی انصاف سے اے حضرت ناصح کہہ دو

لطف اِن باتوں میں آتا ہے کہ اُن باتوں میں

یسریٰ سنی ان سنی کر کے لائبریری سے کامن روم میں آ گئی۔

☆======☆======☆

"اس اسکائی واچ کا اب علاج کرنا ہی پڑے گا۔" کامن روم میں غالباً انتہا پسند پارٹی گروپ کے طلباء کا غیر رسمی اجلاس ہو رہا تھا۔ "ایک دفعہ پتا چل جائے بس۔" بشیر احمد نے پادر کو ہاتھ سے تھپتھپایا جس کے نیچے حسبِ معمول AK47 رکھی ہوئی تھی۔

"اب ہائی کمان کا صبر بھی جواب دیتا جا رہا ہے۔" نصیر نے کہا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اسے کھلی چھٹی دینا ہماری پارٹی کے لئے خطرناک وگا۔"

یسریٰ وہاں سے بھی چلی آئی' اس قسم کی باتوں کے درمیان وہ سکون سے نہیں بیٹھ سکتی می۔ کلاس روم خالی تھا وہ وہیں جا کر بیٹھ گئی۔ تنہائی میں ایک بار پھر وہی خیال اُمڈ آئے جن ے وہ چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اپنا اور فروا کا موازنہ کرنے لگی۔ باب ائل میں کٹے سرخ بالوں والی فروا جس سے یسریٰ کی برسوں پرانی دوستی تھی۔ وہ دونوں یک سکول کالج میں پڑھتی تھیں اور اب تک ساتھ تھیں۔ ان تمام سالوں میں فروا نے اپنے ں کو بہت سنبھال کر رکھا ہوا تھا اور قسمت کی ستم ظریفی کہ اس نے دل دیا بھی تو کس کو۔ اب وا کی بڑی بڑی ہلکی براؤن متلاشی نگاہوں کو جیسے قرار آ گیا تھا۔

ہنستی تو وہ پہلے بھی بہت تھی لیکن اب اس کی ہنسی میں کھنک آ گئی تھی۔ دوسری طرف ی تھی جسے ہر وقت گھر کی فکر رہتی تھی' اس کا سارا زور اسی بات پر تھا کہ امی کو خوش رکھنا ہے راس کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔ لمبے سیاہ بالوں کو ہمیشہ چٹیا کی قید میں رکھنے والی یسریٰ ب اپنی سیاہ خوابناک آنکھوں سے کسی کو دیکھتی تھی تو سامنے والا ایک لمحے کے لئے جیسے ان

میں ڈوب کر رہ جاتا تھا لیکن فروا کی طرح اس نے بھی دل کو بہت سنبھال کر رکھا :
اب اسے یقین نہیں تھا کہ وہ دونوں متصادم نہیں ہونگی ۔ وہ احد کی مقناطیسی شخصیت
کھنچی جا رہی تھی' لیکن اعتراف یا اظہار نہیں کر سکتی تھی ۔

''مجھ میں ایسی کوئی خاص بات تو نہیں ہے جو فروا میں نہ ہو۔'' یسریٰ ۔
سوچا۔ ''بلکہ وہ تو بہت سوشل ہے احد کی طرح اور ہے بھی بہت پیاری ۔ پھر یہ کیسے
کہ احد اسے نظر انداز کر دے؟''

''کلاس روم میں تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں۔'' نصرت کی آواز اسے خیا
سے کھینچ لائی ۔

''نہیں۔'' اس نے کہا۔ ''کلاس آدھے گھنٹے بعد ہوگی۔''

''کچھ پتا چلا تمہیں؟'' نصرت وہیں براجمان ہو گیا۔ ''میں سب کو یہ خبر
لئے بے چین ہوں۔''

''کون سی خبر؟'' یسریٰ نے دلچسپی سے پوچھا۔

''میڈم فریحہ امریکہ جا رہی ہیں ہائر اسٹڈیز کے لئے۔''

''تو تم امریکہ کے نام پر اس قدر پُر جوش تھے۔'' یسریٰ بولی۔ ''امریکہ وہ ج
نہیں کہ اتنے خوش ہو۔''

''انہوں نے کہا ہے کہ وہ پوری کوشش کریں گی مجھے بلوانے کی۔''

''تم کرو گے کیا وہاں جا کر؟'' یسریٰ اس کے امریکہ امریکہ کرنے سے
''پڑھنا لکھنا تمہارے بس کا روگ ہے نہیں' انگریزی تمہیں نہیں آتی ۔ کیا کسی پٹرو
نوکری کرو گے یا ہوٹل میں بیرا گیری کرنے کا ارادہ ہے۔''

''تم تو اچھی خاصی ظالم ہو' ابھی تو میں لانگ آئی لینڈ کی سیر کر رہا تھا خوابو
نے الفاظ کے پتھر مارنے شروع کر دیئے۔''

''یہ پتھر امریکہ جا کر پڑے تو سمجھ میں تب آئے گی میری بات۔'' وہ بولی۔
واہیات ملک ہے' یہ تم جیسے لوگ ہیں جنہوں نے اسے خوابوں کی دنیا یا ہالی وڈ ؟
وہاں ڈالرز درختوں پر نہیں لگتے' کمانے پڑتے ہیں اور اس سے کہیں زیادہ محنت

جتنی محنت یہاں کرنی پڑتی ہے۔ دو دن میں ہوش ٹھکانے آ جائیں گے تمہارے وہاں پہنچ
کر۔''

''میں بیرا گیری کر سکتا ہوں ہوٹل میں لیکن یہاں نہیں امریکہ میں۔ بوٹ بھی پالش
کر سکتا ہوں لیکن امریکہ میں۔ پٹرول بھی بھر سکتا ہوں لیکن یہاں نہیں۔'' وہ بولا۔ ''یہاں
ہے ہی کیا' کام کی عظمت کا جو شور ہم مچاتے ہیں وہ کہاں ہے؟ عزت کون کرتا ہے ایسے پیشے
اختیار کرنے والوں کی؟ یہاں میں یہ سب کچھ اس لئے نہیں کر سکتا کہ کل کو دوست رشتہ دار
سب کہیں گے کہ اس کے ماں باپ اسے کھلا نہیں سکتے۔ اس لئے گھٹیا کام کر رہا ہے وہاں کوئی
جاننے والا تو نہیں ہوگا کہ شرمندگی ہو۔''

''تو راہ فرار اختیار کر رہے ہو؟'' یسریٰ نے کہا۔ ''حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

''تم کچھ بھی کہو یا کچھ بھی سمجھو لیکن امریکہ امریکہ ہے باقی سب کو بھی یہ اطلاع دے
دوں۔'' وہ باہر نکل گیا۔

''پاگل۔'' یسریٰ نے دل میں سوچا۔

''تم یہاں چھپی بیٹھی ہو اور ہم نے تمہاری تلاش میں ڈیپارٹمنٹ کا کونا کونا چھان مارا
ہے۔'' نائلہ اور اسماء کلاس میں داخل ہوئیں۔ ''یہ کیسا بور کیا ہوا ہے تم نے۔''

''تم لوگوں کو اتنی اچھی کمپنی مل گئی تھی پھر بوریت کیسی؟'' اس کے لہجے میں بے نیازی
تھی۔

''ہر ایک کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔'' وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

''فروا کا بتا دیا تھا اسے؟'' اس نے سرسری لہجے میں پوچھا۔

''ہاں وہ سیڑھیوں پر ہی مل گئی تھی اسے ہمارے بتانے سے پہلے۔'' نائلہ بولی۔

''ویسے لگتا ہے داغ نے آج تک جو لکھا ہے وہ احد بیچارے کے لئے ہی لکھا ہے۔''
ما ہنسی۔ ''تمہارے جانے کے بعد بھی وہ ہجر و فراق کے شعر ہی گنگناتا رہا۔''

''تو پھر ثابت ہو گیا ناں کہ خالی دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔''

''یسریٰ تم نے Super natural beings in rap والی اسائنمنٹ کی
؟'' نائلہ نے یسریٰ کی فائل میں موجود نوٹس کا جائزہ لیا۔

"وہ گھر میں پڑی ہے۔"

"اور کنگ لیئر والی اسائنمنٹ کب تک چیک ہو کر ملے گی؟"

"شاید کل۔" یسریٰ بولی۔ "کل کلاس ہے ناں لیئر کی۔"

"ہاں۔" اسماء نے جواب دیا۔

"ویسے تمہاری لیئر والی اسائنمنٹ تھی بہت زبردست۔" نائلہ نے کہا۔ "
ہونے کے بعد مجھے دینا میں نے اس کی فوٹو سٹیٹ کروانی ہے۔"

اور واقعی یسریٰ نے اس اسائنمنٹ پر بہت محنت کی تھی اور اسے یقین تھا کہ کا
کسی اور کی اسائنمنٹ اس سے بہتر نہیں ہوگی لیکن اس وقت اسے بہت مایوسی ہو
پروفیسر ملک نے احد کی اسائنمنٹ کی تعریفیں شروع کر دیں۔

"تو کیا احد کی اسائنمنٹ تم سے بھی بہتر ہے؟" اسماء کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں نہیں ہو سکتی اس کی بہتر۔" فروا احد کے دفاع کے لئے فوراً میدان
پڑی۔ "سب جانتے ہیں کہ وہ اتنا لائق ہے پھر حیرت کس بات کی۔"

"یسریٰ آپ کا کام بھی بہت اچھا ہے۔" سر ملک کہہ رہے تھے۔ "لیکن آپ
پوائنٹس کو بالکل ٹچ نہیں کیا۔ آپ ایسا کریں کہ ایک مرتبہ احد کی اسائنمنٹ کو پڑھ لیں،
اندازہ ہو جائے گا کہ آپ نے کیا کیا مس کیا ہے۔"

اب وہ اپنے منہ سے احد سے کیسے اس کی اسائنمنٹ مانگ سکتی تھی، لیکن اس
اسے آگ ہی لگ گئی جب کلاس کے اختتام پر فروا فوراً ہی احد کے پاس پہنچ گئی۔

"ذرا دکھانا اپنا کام ہم بھی دیکھیں کیا لکھا ہے جس کی تعریف ہو رہی ہے۔" ا
نزاکت سے سر کے بالوں کو جھٹکا دیا۔

یسریٰ غصے میں کلاس سے باہر نکل گئی۔ اسے احد پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے خود ی
اپنی اسائنمنٹ کیوں نہیں دی۔ فروا پر غصہ تھا کہ وہ خوامخواہ ہی احد کے ساتھ لس ہوئی
تھی اور اپنے اوپر غصہ تھا کہ آخر وہ احد سے خود اس کی اسائنمنٹ کیوں نہیں مانگ لیتی
وہ کامن روم میں کرسی پر اپنی کتابیں اور بیگ پٹخ ہی رہی تھی کہ احد اس کے پیچھے پیچ
آیا۔

"یہ لو۔" اس نے ٹائپ شدہ کاغذوں کا ایک دستہ اس کی جانب بڑھایا۔ یہ یقیناً کنگ
لیئر والی اسائنمنٹ تھی۔

"فروا کو نہیں دی؟" حالانکہ وہ جانتی تھی کہ وہ احد پر کسی بھی برتے پر رعب نہیں جما
سکتی لیکن پھر بھی اس کا لہجہ تیکھا تھا۔

احد نے ایک لمحے کو قدرے حیرت سے اسے دیکھا پھر ہنس پڑا۔

"دے دوں؟"

"میری بلا سے۔" اس نے ایک مرتبہ پھر بے نیازی کا خول خود پر چڑھا لیا۔

"اب زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے، جو کچھ میں جاننا چاہتا تھا وہ مجھے پتا چل گیا ہے
یہ لے لو اب۔"

یسریٰ نے نگاہیں چرا لیں۔

"پکڑو بھی۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر کاغذوں کا دستہ تھام لیا۔ "تھینک یو۔"

"یہ میں کیا سن رہا ہوں، کہیں میرے کان تو نہیں بج رہے؟" احد نے مصنوعی بے یقینی
سے کہا۔

"غلطی ہو گئی۔" وہ بے رخی سے بولی۔ "یہ ادب آداب والے فقرے تم جیسوں کے
لئے ہیں ہی نہیں۔"

ہائے آدابِ محبت کے تقاضے ساغر
لب ہلے اور شکایات نے دم توڑ دیا

اس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"تم باز نہیں آؤ گے؟" یسریٰ جھنجھلائی۔

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

احد نے ٹھنڈی آہ بھری۔

"اب تم میرے ہاتھوں پٹ جاؤ گے۔ ایک شکایت کی دیر ہے بشیر احمد سے۔" ہا کی

جماعت کے لڑکوں نے ڈنڈا ڈولی کرا کے مال روڈ پر لٹا دینا ہے تمہیں۔"

"کیوں اتنی ڈراؤنی ڈراؤنی باتیں کرتی ہو چلا جاتا ہوں میں۔" پھر دروازے سے نکلتے نکلتے واپس پلٹا۔ "اور ہاں یہ پڑھ کر فروا کو بھی دے دینا۔" اس کے لہجے میں شرارت تھی۔ بات ختم کر کے وہ ایک دم پلٹا اور وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔

یسریٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' احد کی اسائنمنٹ واقعی بہت اچھی تھی' لیکن یسریٰ تو اسے Between The Line پڑھ رہی تھی۔ اسے کچھ عجیب سا احساس ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ مس کر رہی ہے۔ اور پھر سوچ سوچ کر اس کے ذہن میں جیسے جھماکہ سا ہوا' وہ تیزی سے کمرے سے نکلی۔

"احد کہاں ہے؟" اس نے سامنے سے آتی ہوئی فروا سے پوچھا۔

"کیوں؟ کوئی خاص کام ہے اس سے؟" اس سے پھر تیکھے لہجے میں "خاص" پر کچھ زیادہ ہی زور دیا۔

"ہاں!" یسریٰ نے مستحکم لہجے میں کہا۔

"مجھے بتا دو مجھے مل گیا تو میں اسے تمہارا پیغام دے دوں گی۔"

"میں نے کہا ناں کہ مجھے خاص کام ہے اس سے پھر تمہیں کیسے بتا سکتی ہوں؟" یسریٰ نے جلانے والے لہجے میں کہا اور فروا کو بات کرنے کا موقع دیئے بغیر ہی آگے چل دی۔

"احد لائبریری میں ہے۔" سامنے کھڑے عظیم نے بتایا۔

"تھینک یو۔" وہ جلدی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچی' دروازے سے جھانک کر دیکھا تو احد کچھ اور کلاس فیلوز کے ساتھ ایک ہی میز پر بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔

"احد!" یسریٰ نے قریب جا کر آہستہ سے اسے پکارا تو احد نے کتاب سے سر اٹھایا۔

یسریٰ کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر چند ثانیے کے لئے اس کی آنکھوں میں حیرت کے دیئے جل اٹھے۔

"ایک منٹ میری بات سن سکتے ہو؟" یسریٰ کی آواز اب تک مدہم تھی۔

احد کوئی بات کئے بغیر اٹھ کھڑا ہوا۔ لائبریری سے نکل کر اس نے یسریٰ سے پوچھا۔

"ویسے تو جب آم مل رہے ہوں تو صرف انہی کو کھانا چاہئے پیڑ گننے کو بیکار سی بات

ہے' لیکن میں اتنا حیران ہوں کہ اس عنایت کی وجہ جانے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"یہ تم نے خود لکھا ہے؟" یسریٰ نے کاغذوں کا دستہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"اتنا اچھا کوئی اور لکھ سکتا ہے؟"

"ایک اور شخص بھی اتنا ہی اچھا لکھتا ہے اور کم و بیش اسی انداز میں۔" اس نے بغور احد کے چہرے کا جائزہ لیا۔

"یہ میرا رقیب روسیاہ کون ہے؟"

"اسکائی واچر۔" یسریٰ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"تو تم نے محسوس کر لیا۔"

"ہاں۔" اور وہ ایسا کیسے نہ محسوس کرتی۔ اسکائی واچر کے ایک ایک آرٹیکل کو اس نے کئی کئی مرتبہ پڑھا تھا۔ اسے اس کا انداز تحریر اس قدر پسند تھا کہ وہ غیر محسوس طور پر اس کا انداز اپنانے کی کوشش بھی کرتی تھی۔ "وہ تم ہی ہو ناں؟"

"ہاں میں ہی ہوں۔"

"تمہیں کچھ اندازہ ہے کہ تم نے خود کو کس مشکل میں مبتلا کر دیا ہے۔" یسریٰ کو ایک دم غصہ آ گیا۔ "انتہاء پسند تمہارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں' دنیا کے اور موضوعات ختم ہو گئے ہیں کہ تم ہر کالم میں انہیں گھسیٹ لاتے ہو۔"

"کیا یہ بھی موضوع نہیں ہے؟" اس نے اُلٹا سوال کیا۔

"ٹھیک ہے یہ بھی موضوع ہے لیکن تم بات کوئی بھی کرو' انہیں خواہ مخواہ ہی گھسیٹ لاتے ہو۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا' دو مرتبہ تین مرتبہ بس اب ختم کرو۔"

"کیا تمہیں میرا لکھا ہوا یکسانیت کا شکار نظر آتا ہے؟"

"نہیں۔" یسریٰ نے اعتراف کیا۔ "لیکن کیا تم ہی رہ گئے ہو یہ لکھنے کے لئے؟ اور پروگریسوز بھی تو ہیں۔ ان میں سے کوئی کیوں نہیں لکھتا اتنا سخت۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ حالات سازگار نہیں ہیں' وہ چپ چاپ آنے والے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"تو کون کرے گا یہ کام؟"

"تمہاری کھال زیادہ ہی سخت ہے کہ تم یہ کام کر رہے ہو۔ جانتے ہو اگر انتہاء پسندوں

کو بھنک بھی پڑ گئی تو کیا ہوگا تمہارے ساتھ۔'' اس نے اپنے ہونٹ کاٹے۔ ''بشیر احمد اس دن بھی اپنی AK47 کی نمائش کر رہا تھا۔''

''تو تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔'' اس کی آنکھوں میں پھر شوخی تھی۔ ''میرے جانے سے تمہیں سکون ہو جائے گا' کچھ فکر ہوگی تو فروا کو ہوگی میری۔''

''تم احد!'' اور اس کا فقرہ منہ میں ہی رہ گیا۔ احد کے پیچھے جیسے کوئی سایہ سا لائبریری میں گھسا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں احد بھی پیچھے مڑا لیکن وہ جو کوئی بھی تھا تب تک جا چکا تھا۔

''کیا ہوا؟'' اس نے پوچھا۔

''کوئی تھا یہاں' ابھی ابھی اندر گیا ہے۔'' یسریٰ نے اضطراب میں احد کا ہاتھ تھام لیا۔ ''اس نے یقیناً ہماری باتیں سن لی ہیں۔''

''ایزی ایزی۔'' احد نے آہستگی سے اس کا ہاتھ دبایا تو اسے احساس ہوا۔ اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ ''اگر کسی نے سن لیا تب بھی کیا فرق پڑتا ہے۔''

''اگر وہ کوئی انتہاء پسند ہوا یا اس نے بشیر احمد کو بتا دیا تو؟'' یسریٰ کو یہ سوچ کر ہی جھرجھری آ گئی۔

''تو کچھ نہیں ہوگا۔'' احد اگر پریشان تھا تب بھی اس نے اپنی پریشانی یسریٰ پر ظاہر نہیں ہونے دی۔ ''چلو نیچے چل کر چائے پیتے ہیں۔''

وہ دونوں نیچے چلے آئے لیکن یسریٰ اب بھی الجھی ہوئی تھی۔

''تم سمجھ سکتے ہو کہ اس کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں؟'' یسریٰ نے بے چینی سے پوچھا۔

''جو کچھ ہونا ہے اسے کون روک سکتا ہے اور جو نہیں ہونا اس کے لئے پریشانی کیسی۔''

''بہت بہادر ہو گے تم لیکن میں اس قدر بہادر نہیں ہوں۔'' اس کا دل چاہا کر چیخ کر کہے لیکن اردگرد موجود لوگوں کا خیال کر کے اس نے آہستہ سے کہا۔

احد نے اس کی سیاہ خوابناک آنکھوں میں جھانکا۔ اس نے کس قدر اچانک اعتراف کیا تھا' شاید آج لیزر والی اسائنمنٹ اس نے نہ لی ہوتی تو احد کی زندگی میں یہ خوبصورت لمحہ کبھی نہ آتا۔ یسریٰ نے اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر پلکیں جھکا لیں اور نیل پالش کھرچنے لگی۔

''اچھا ہے مجھے بھی ڈرپورک لڑکیاں پسند ہیں۔'' احد کی آنکھوں میں شوخیاں اتر آئیں۔

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اسے میل شاونسٹ کہہ کر وہاں سے اٹھ جاتی لیکن اب اس کے لئے ایسا ممکن نہیں تھا۔

''میں سیریس ہوں اور تم مذاق کر رہے ہو۔''

''دیکھو یسریٰ اس بات کے بارے میں کیا پریشان ہونا جواب ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔'' وہ سنجیدگی سے بولا۔ ''آؤ ہم اسی جادو کو جاوداں کر لیں' ہتھیلیوں میں چھپا کر بھٹکتے رنگوں کو اسی وصال کے لمحے کو یکراں کر لیں۔'' اس نے آگے ہو کر آہستگی سے کہا۔

یسریٰ نے گھبرا کر اردگرد دیکھا۔ فرخ' عظیم' اسماء اور نائلہ کامن روم میں داخل ہو رہے تھے۔

''پلیز اب کوئی اُلٹی سیدھی بات نہ ہانکنا۔'' وہ جلدی سے بولی۔

''یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔'' فرخ ان کے قریب بیٹھ گیا۔ ''آگ اور پانی اکٹھے کیسے؟''

''تمہیں برا لگ رہا ہے تو میں اٹھ جاتی ہوں۔''

''خبردار جو اٹھنے کی بات کی۔'' نائلہ نے اسے ڈپٹا۔

''یعنی تم دونوں کی صلح ہو گئی بالآخر۔'' عظیم بولا۔

''ہاں اسی خوشی میں یہ دونوں ہمیں چائے اور سموسے کھلائیں گے۔'' فرخ بولا۔ ''چائے کی بہت طلب ہو رہی ہے۔''

احد نے چائے اور سموسے منگوائے۔

''احد نے جیب ہلکی کی' اس لئے اب میزبانی تم کرو گے تاکہ ٹریٹ تم دونوں کی طرف سے ہو جائے۔'' اسماء نے کہا۔

سب کو چائے دینے کے بعد اس نے احد کو پیالی تھمائی۔

''یعنی ابھی تک حالات اتنے زیادہ نہیں سدھرے۔'' فرخ بولا۔

یسریٰ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"بغیر چینی کے احد کو چائے دے کر اب کس بات کا بدلہ لینا ہے۔"

"لیکن یہ تو چینی نہیں پیتا کیوں احد؟"

"ہاں جب تم چائے دو۔" وہ ہنسا۔ "تمہارے ہاتھوں کی مٹھاس تین چمچ چینی سے کہیں زیادہ ہے۔"

"تم تین چمچ لیتے ہو؟" یسریٰ نے حیرت سے کہا۔ "اور اس دن پھیکی چائے پی تھی تم نے۔"

یسریٰ کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"یہ تو پوری مردان شوگر مل ڈالتا ہے چائے میں۔" عظیم بولا۔

"خیر زیادہ چینی لینا اچھا نہیں ہوتا' اس سے تو بہتر ہے تم شربت پی لیا کرو۔"

"تم اپنے ہاتھ سے پلاؤ گی تو زہر بھی پی لونگا۔" وہ بقول شاعر

بادہ تو بادہ ہے میں زہر بھی پی جاؤں قتیل
شرط یہ ہے کوئی بانہوں میں سنبھالے مجھ کو

"زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں۔" یسریٰ نے آنکھیں نکالیں۔

"میں حیرت کے سمندر میں ڈوب رہی ہوں۔" اسماء نے کپ میز پر رکھا۔ "یہ انقلاب کیسے؟"

"اس میں انقلاب کی کیا بات ہے۔" یسریٰ نے بے نیازی سے کپ ہونٹوں سے لگا لیا۔

"یہ بڑی ڈونگی لڑکی ہے اس کے اندر کا پتا ہی نہیں چلتا۔" نائلہ نے کہا۔

"اندر کا پتا لگانے کے لئے آنکھ ہونی چاہئے اور باہر نکالنے کے لئے ہمت۔" احد نے کہا۔

"ویسے تمہاری ہی ہمت تھی کہ تم یہاں سر پھوڑتے رہے۔" فرخ نے احد کی ہمت کی داد دی۔

گھر جا کر اس نے نمرہ کو پورے دن کی روداد تفصیل سے سنا دی۔ نمرہ سے وہ کچھ نہیں چھپا سکتی تھی' چاہے باقی ساری دنیا سے چھپا لے۔

"تو پھر تم دونوں کو ملانے کا سہرا اکنگ لیئر کے سر ہے۔" نمرہ ہنسی۔

"بات یہ نہیں ہے۔" یسریٰ نے قالین پر بیٹھ کر کشن اپنی گود میں رکھ لیا۔

"پھر کیا ہے؟"

"مسئلہ تو یہ ہے کہ کسی نے ہماری باتیں سن لی ہیں۔"

"تو کیا وہ جو بھی ہے یہ باتیں انتہاء پسندوں کو بتا دے گا؟"

"وہ بذات خود ان میں سے بھی ہو سکتا ہے' پہلے ہی میرے لئے کم نہیں تھا کہ یہ حرکت احد کی ہے اوپر سے یہ بات باہر بھی نکل گئی۔"

"اب ایسی بھی سکھا شاہی نہیں ہے کہ وہ علی اعلان اسے کچھ نقصان پہنچا سکیں۔" نمرہ نے اسے تسلی دی۔

"اس کے لئے انہیں اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس دن بھی بشیر احمد اپنی AK47 تھپتھپا رہا تھا۔" یسریٰ کو وہ منظر یاد کر کے جھرجھری آ گئی۔

"کچھ نہیں ہوگا بس تم پریشان نہ ہو۔" نمرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔" وہ بولی۔ "لیکن اب میں اسے اس قسم کی حماقت نہیں کرنے دوں گی' لکھنے کے لئے موضوعات کی کمی تو نہیں ہے۔"

"فروا کا کیا ردِعمل تھا تم دونوں کو ساتھ دیکھ کر؟"

"اتفاق سے وہ جلدی چلی گئی تھی' اس لئے کل اس کے لئے یہ ایٹم بم کے دھماکے سے کم دھماکہ نہیں ہوگا۔"

"اچھی بھلی دوستی تھی تم دونوں کی۔" نمرہ نے کہا۔

"لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے' آج جس انداز سے اس نے مجھ سے بات کی ہے اس نے تو مجھے بالکل ہی تپا دیا تھا۔"

اور واقعی یہ فروا کے لئے کسی دھماکے سے کم نہیں تھا' صبح کامن روم میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹک گئی۔ احد' عظیم' فرخ اور نصرت کے ساتھ یسریٰ، نائلہ اور اسماء بیٹھی ہوئی تھیں۔ اسماء اور نائلہ کا ان کے ساتھ بیٹھنا تو اس کے لئے حیرت کا باعث نہیں تھا لیکن احد اور یسریٰ کا اکٹھے ہونا اس کے لئے بہت حیران کن تھا۔ چند ثانیے تو وہ حیرت سے انہیں دیکھتی رہی پھر

ان کے قریب ہی چلی آئی۔

''اچھا کل یہ خاص بات تھی۔'' وہ مسکرائی۔

''کون سی؟'' یسریٰ نے معصومیت سے یوں پوچھا جیسے اسے کچھ خبر ہی نہ ہو۔

''یہی آگ اور پانی کا ملاپ۔'' وہ فرخ کی کرسی کی پشت سے ہاتھ ٹکا کر کھڑی تھی۔

''ارے نہیں وہ اور تھی۔'' یسریٰ نے کہا۔

''بہت خاص باتیں ہو رہی ہیں آج کل۔''

''یہ سب تو چلتا ہی رہتا ہے۔'' یسریٰ بولی۔ ''ویسے تمہارے پاس بھی کوئی خاص بات ہے کیا؟''

''ہے تو لیکن پھر بتاؤں گی۔''

''چلو یونہی سہی۔''

''میں چلتی ہوں مجھے لائبریری میں کچھ کام ہے۔'' وہ مڑ گئی۔

یسریٰ نے احد کی جانب دیکھا اور اس نے یسریٰ کی طرف اور دونوں ہنس پڑے۔

''جب دوران گفتگو بامعنی وقفے آنے لگیں تو یہ اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ باقی لوگ کباب میں ہڈی بن رہے ہیں۔'' عظیم اٹھ کھڑا ہوا۔ ''اس لئے ہم چلتے ہیں تم دونوں گپیں لگاؤ۔''

''بیٹھو تو ہم نے ایسی کون سی باتیں کرنی ہیں۔'' یسریٰ اس کی بات سن کر سرخ پڑ گئی۔

''اوپر اوپر سے یہی کہو گی لیکن اندر سے گالیاں نکالو گی۔'' اسماء نے بھی بیگ کندھے پر ڈال لیا۔

''مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی۔'' اس نے سب کے جانے کے بعد احد سے کہا۔

''میں ہمہ تن گوش ہوں۔'' وہ کرسی پر آگے ہو کر بیٹھ گیا۔

''تم اب مزید کوئی حماقت نہیں کرو گے۔''

''یعنی تم میرے عشق کو حماقت کہہ رہی ہو' میں یہ قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔''

''خدا کے لئے احد کبھی تو سیریس ہوا کرو۔'' اس کا دل چاہا کہ اپنا سر پیٹ لے۔

''لیکن اس کے علاوہ تو میں نے کہیں بھی کوئی حماقت نہیں کی۔''

''احمق تو میں ہوں' حماقت تو میں نے کی ہے کہ.....'' یسریٰ اپنی بات کے لئے موزوں الفاظ سوچنے لگی۔

''کہ کیا؟'' وہ فوراً بولا۔

''کہ تم جیسے احمق کے ساتھ سر پھوڑ رہی ہوں۔'' اس نے جلدی سے اپنی بات مکمل کی۔

''تو طے ہوا کہ ہم دونوں ہی احمق ہیں۔''

''تم باز نہیں آؤ گے تو میں اٹھ کر چلی جاؤں گی۔''

''ارے یہ غضب نہ کرنا بولو کیا کہنا ہے؟''

''تم آئندہ وہ فضول قسم کے کالم نہیں لکھو گے۔''

''تو تم نے بھی رعب ڈالنا شروع کر دیا۔''

''تم یہ رعب برداشت نہیں کر سکتے تو نہیں ڈالتی۔''

''یار اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے۔'' وہ جلدی سے بولا۔ ''تم نے کیا سوچا ہے کہ وہ جہاں مجھے دیکھیں گے دھائیں سے گولی مار دیں گے۔''

''ان کے تیور اچھے نہیں ہیں اور وہ یہ کر بھی سکتے ہیں۔''

''اگر انہیں یہ کرنا ہوتا تو اب تک کر چکے ہوتے' جبکہ کل کوئی ہماری گفتگو بھی سن چکا ہے۔'' اس نے سگریٹ سلگایا۔ ''ایک چیز ہوتی ہے رائے عامہ اور ہر پارٹی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کے متعلق رائے عامہ خراب نہ ہو۔''

''باہر کوئی نہیں جانتا کہ اسکائی واچ تم ہو اور نہ ہی جان سکے گا کہ گولی کہاں سے آئی۔ یہ بات ایسی نہیں ہے جیسے دو جمع دو چار کر کے کوئی نتیجہ اخذ کیا جا سکے اور جب کسی کو وجہ ہی معلوم نہیں ہو گی تو رائے عامہ کے خراب ہونے کا کیا سوال' تم اتنی چھوٹی سی بات کیوں نہیں سمجھتے۔''

''او کے اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔'' اس نے صلح کا جھنڈا بلند کیا۔

''تمہارا آج شام کہیں جانے کا پروگرام تو نہیں ہے؟''

''نہیں۔'' اس کا موڈ آف تھا۔

''آج عمیر جعفری کے گھر دانشوروں کی ایک غیر رسمی نشست ہے' کیا خیال ہے چلوگی؟''

''مجھے تمہارے ان پروگریسوز سے چڑ ہوگئی ہے کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے جانے کی۔'' وہ اچھی خاصی ناراض تھی احد سے' جسے ایک چھوٹی سی بات سمجھ نہیں آرہی تھی۔

''پڑھے لکھے لوگوں کو یہ جاہلوں والی باتیں۔ [illegible] ہیں کرتیں۔''

''اس کے لئے اگر تم مجھے جاہل بھی کہو تو کوئی حرج نہیں۔''

''اچھا میرے لئے سہی' تم ایک مرتبہ چلو تو۔'' احد نے اصرار کیا۔ ''ہو تو تم جاہل لیکن شاید تمہارے پلے بھی کچھ پڑ ہی جائے۔''

☆======☆======☆

شام کو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ تیار ہوگئی صرف احد کی خاطر۔

ابھی وہ سرخ کُرتے' آف وائٹ شلوار اور بڑے سے آف وائٹ دوپٹے میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑی اپنے سراپے کا تنقیدی نظر سے جائزہ لے رہی تھی کہ باہر سے کار کا ہارن سنائی دیا۔ وہ جلدی سے شولڈر بیگ میں برش ڈال کر باہر نکلی۔

''نمرہ امی سے کہنا پریشان نہ ہوں میں جلدی آنے کی کوشش کروں گی۔''

''تم فکر نہ کرو انجوائے یور سیلف۔''

رنگ پیراہن کا خوشبو زُلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے کار میں آنے کا نام

احد نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔

''اُف فیض کی روح تڑپ اُٹھی ہوگی' کیا کلام داغ ختم ہوگیا ہے؟''

''وہ بھی ہے۔'' اس نے یسریٰ کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا۔

داغ کہتے ہیں جنہیں دیکھئے وہ بیٹھے ہیں
آپ کی جان سے دور آپ پہ مرنے والے

اور غالب نے کہا ہے۔

بے پردہ سوئے وادی مجنوں گزر نہ کر
ہر ذرے کے نقاب میں دل بے قرار ہے

اور ساغر کے مطابق۔

یہ زُلف بردوش کون آیا' یہ کس کی آہٹ سے گل کھلے ہیں
مہک رہی ہے فضائے ہستی' تمام عالم بہار سا ہے

''اور۔''

''بس بس کافی ہے۔'' یسریٰ ہنس دی۔ ''مجھے پتا چل گیا ہے کہ کس نے کیا کہا ہے۔''

''شکر ہے اب تمہارا موڈ بہتر ہے' میں تو جل تُو جلال تُو کا ورد کرتے ہوئے آرہا تھا۔''

''ویسے سب کام اپنی مرضی سے کرنے ہوتے ہیں' صرف دل خوش کرنے کو ایسی باتیں کردیا کرتے ہو لیکن میں اتنی بیوقوف نہیں ہوں کہ تمہاری ان باتوں میں آجاؤں۔''

''پھر کتنی بیوقوف ہو بتا دو تا کہ اسی لحاظ سے بات کروں۔''

''احد تم مجھے جانتے ہو اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم سے ساری زندگی بات نہیں کروں گی۔'' وہ سنجیدہ تھی۔

''اب ایسی کڑی سزا بھی نہ دو' مشکلوں سے تو تمہیں یہاں تک لایا ہوں۔ تم پھر زیرو پوائنٹ پر جانے کی بات کر رہی ہو۔''

اس نے کار فیروز پور روڈ سے ماڈل ٹاؤن کی طرف موڑی۔ ''یہاں کچھ لو اور کچھ دو والا اصول نہیں چل سکتا۔''

''چل سکتا ہے یعنی تم جو کچھ لکھو وہ چھپوانے سے پہلے مجھے پڑھنے کے لئے دو۔ اگر تم نے کچھ گڑ بڑ کی تو وہ میں ٹھیک کردوں گی۔''

''او کے منظور ہے لیکن یہ بھی ایک حد تک ہوگا' ایسا نہ ہو کہ میں نے لکھا چنا ہوا اور اگلے دن باجرہ چھپ جائے۔''

''چنا اکثر لوگوں کے پیٹ میں ہلچل مچا دیتا ہے اس لئے احتیاط سے پکانا پڑتا ہے' اگر تم یہ احتیاط نہ کر سکے تو مجبوراً مجھے کرنی پڑے گی۔''

ان کی کار ایک بہت بڑے سے پرانے مکان میں داخل ہوئی جہاں نئے ماڈلز کی بہت سی لمبی لمبی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کی آلٹو بھی ان سب کے درمیان ایک کونے میں ٹک گئی' دائیں طرف کچھ موٹر سائیکلیں بھی موجود تھیں۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے' وسیع و

عریض ڈرائنگ روم ایک نفیس سی بے ترتیبی کا شکار تھا۔ وہاں بہت سے لوگ جمع تھے' مرد بھی اور عورتیں بھی اور یہ سب اپنے اپنے میدان میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ ملک کے مشہور مصور' شاعر' لکھاری' صحافی' ماہرین نفسیات' آرٹ تھیٹر کے فنکار' ٹی وی پروڈیوسرز اور ان کے علاوہ کچھ طلباء بھی موجود تھے۔

ان میں سے کوئی قالین پر بیٹھا ہوا تھا اور کوئی کشنز زمین پر رکھ کر اس پر براجمان تھا۔ میز پر قالین اور تپائیوں پر چائے کے خالی اور استعمال شدہ برتن پڑے ہوئے تھے۔ سگریٹ کے دھوئیں اور پرفیوم کی ملی جلی خوشبو نے فضا کو کچھ بوجھل سا بنا دیا تھا۔ یسریٰ کی نگاہ میڈم فریحہ پر پڑی جو مصوروں کے درمیان گھری ہوئی تھیں' احد سب کے ساتھ ہیلو ہائے کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"تمہیں جس سے ملنا ہو' باتیں کرنی ہوں تم اس سے ملو میں میڈم کے پاس ہوں۔" وہ ان کے قریب رک گئی۔

"بس میں ابھی ابھی یہیں آتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ وہیں کشن پر بیٹھ گئی۔

"بہت اچھا ہوا تم بھی آ گئیں۔" میڈم نے مسکرا کر کہا' پھر سب سے اس کا تعارف کروانے لگیں۔ "یہ میری بہت اچھی سٹوڈنٹ ہے یسریٰ۔"

"بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" سب ہی نے اسے خوش آمدید کہا۔

وہ چپ چاپ ان کی باتیں سننے لگی۔ اسے ان لوگوں سے اور ان کی باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اسے دلچسپی تھی تو صرف احد کی ذات سے' اس کے تحفظ اور اس کی سلامتی سے۔

"آپ پچھلے دنوں انڈیا گئی تھیں۔" آرٹ کے ایک طالب علم نے مشہور مصورہ سمیعہ اعزاز سے کہا۔ "وہاں کیا صورتِ حال ہے مصوری کی؟"

"آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ گو مذہبی نقطہ نظر سے وہاں کسی بھی آرٹ پر کوئی پابندی نہیں ہے جبکہ ہمارا آرٹ تو آج تک پابندیوں میں ہی پروان چڑھا ہے۔ پھر بھی ہم ان سے کہیں آگے ہیں' یہاں تک کہ مجسمہ سازی میں بھی۔" وہ کہہ رہی تھیں۔ "ویسے تو یہاں

مجسمہ سازی کی طرف رجحان کم ہے لیکن جس قدر بھی کام ہوا ہے وہ ان سے کہیں بہتر ہے۔"

"یہاں تو ہر چیز پر پابندی ہے۔" ایک طالب علم نے کہا۔ "فلاں چیز مت لکھو' فلاں چیز مت بناؤ' فلاں موضوع پر بات نہ کرو۔ یہ تو ہماری زندگی ہے' اب عالیہ کرمانی کو ہی لے لیں۔ وہ اچھا بھلا تھیسس کر رہی تھیں اسے اس قدر دھمکیاں ملیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر لندن چلی گئیں۔ چلو اس کے لئے اچھا ہوا آج کل Slade School Of Art میں ہے۔ پاکستان میں اس کے لئے رکھا ہی کیا تھا' لیکن صالح کے ساتھ تو کچھ اچھا نہیں ہوا۔ اس بیچارے نے Incset کو موضوع بنایا تو اس کی گاڑی پر پتھراؤ شروع ہو گیا۔ یہاں ہر قسم کا گند under the carpet کر دیا جاتا ہے۔ ہر چیز پر مذہب کے ٹھیکیداروں نے قبضہ جمایا ہوا ہے' دنیا کہاں کی کہاں پہنچ چکی ہے۔ اکیسویں صدی میں کیا داخل ہوں گے' ہم تو ابھی بیسویں صدی میں بھی داخل نہیں ہوئے۔"

"ہے تو یہ سب غلط سارا سسٹم ہی غلط ہے۔" ماہر نفسیات علیم زبیر نے کشن اپنی گود میں رکھ لیا لیکن کیا کیا جائے صنفی آزادی تو دور کی بات محض اس کا ڈسکشن بھی سوشل ٹیبو ہے۔ حالانکہ میں تو صنفی آزادی کو بھی برائی نہیں سمجھتا کیونکہ یہ انسان کے ذہنی اور روحانی ارتقاء کے لئے ضروری ہے۔ مغرب کو دیکھ لو مولویوں کے مطابق تو اب تک ان پر خدا کا قہر نازل ہو جانا چاہئے تھا لیکن ہوا کیا کہ ہم ہر چیز میں انہی کے محتاج ہیں۔ یہاں صرف سجدے ہیں کام ایک پائی کا بھی نہیں ہے۔"

علیم زبیر کا رکنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن یسریٰ کو اس سے گھن آنے لگی۔ وہ ادھیڑ عمر کا لمبا چوڑا شخص جو نہ جانے کتنی بڑی بڑی ڈگریوں کا مالک تھا کس قدر گھٹیا سوچ رکھتا تھا۔

"کیا آپ کے خیال میں مغرب نے محض اس آزادی کی وجہ سے ترقی کی ہے؟" یسریٰ نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

علیم زبیر کی نگاہیں چند ثانیے کے لئے اس کے سراپے سے الجھ کر رہ گئیں۔

"یہ چند بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے۔" بالآخر اس نے کہا۔ "یہ انسان کے اندر کی کثافتوں کو دھو ڈالتی ہے' انسان کو ہلکا کر دیتی ہے۔"

"گندگی' گندگی سے بھی صاف ہو سکتی ہے یہ مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا ہے۔" اس کا لہجہ

اب بھی ویسا تھا۔

''بات اصل میں یہ ہے کہ۔'' علیم زبیر اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ ''انسان بندشوں میں رہ کر اپنی صلاحیتوں کا خاطر خواہ استعمال نہیں کرسکتا' اس کے ذہن کو گھن لگ جاتا ہے۔''

''لیکن تاریخ تو کچھ اور کہتی ہے۔'' یسریٰ نے اس کی بات کاٹی۔ ''دنیا کا ہر بڑا ادب اور آرٹ بندشوں کے دور میں پیدا ہوا ہے۔ ہر بڑے انقلاب کا محرک بندشیں اور پابندیاں تھیں۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پابندیاں اور بندشیں انسان کی صلاحیتوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ جس مقام پر مغرب آج ہے وہ اس مقام پر اس آزادی سے نہیں محنت سے پہنچے ہیں۔ اور یہ قدرت کا اصول ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال شروع ہوتا ہے اور اس کا پہلا اثر سوشل اور ہیومن بی ہیویئر پر پڑتا ہے۔ مغرب کی اس آزادی کی وجہ بھی یہی ہے کہ اب جب ان کے پاس کرنے کو کچھ نہیں رہا تو وہ اپنی تمام صلاحیتیں قدرت کے اصولوں کو توڑنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ امریکہ کے سٹریٹ مگرز کو ہی لے لیں' کیا کرتے ہیں وہ سوائے توڑ پھوڑ کے اور اس آزادی کے، تو کیا آپ کے خیال میں بحیثیت انسان وہ ترقی یافتہ ہیں؟ ان کی نئی نسل اپنے لئے نئی راہیں ڈھونڈ رہی ہے اور کوئی گائیڈ لائن نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس راستے پر بڑھ رہے ہیں' جس پر چل کر بالآخر وہ خود اپنے ہاتھوں سے ہر چیز کو ختم کر دیں گے۔ گو کہ ابھی اس میں بھی ایک مدت لگے گی۔'' بولتے بولتے وہ اچانک رک گئی' پھر ایکسکیوز کر کے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس نے ڈرائنگ روم کا طائرانہ نظر سے جائزہ لیا۔ احد مشہور شاعرہ نگہت امام سے مصروف گفتگو تھا' وہ ان کے پاس چلی آئی۔

''یہ پیاری سی لڑکی کون ہے؟'' نگہت امام نے پوچھا۔

''یہ یسریٰ ہے میری کلاس فیلو اور فرینڈ۔'' پھر وہ یسریٰ کی طرف مڑا۔ ''اور انہیں تو تم پہچانتی ہو گی' یہ نگہت امام ہیں مشہور شاعرہ۔''

''بہت خوشی ہوئی تم سے مل کر۔'' اس نے دوستانہ لہجے میں یسریٰ سے کہا۔

''مجھے بھی۔'' اس نے رسماً کہا۔

''تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا یہاں آتے ہوئے۔''

''جی میں پہلی مرتبہ آئی ہوں۔''

''اب آ گئی ہو تو آتی رہنا۔'' نگہت امام نے شگفتگی سے کہا۔

''تم بور تو نہیں ہوئیں؟'' احد نے اس سے پوچھا۔

''نہیں۔'' یسریٰ نے دل پر جبر کر کے کہا۔ ''لیکن میرا خیال ہے کہ اب چلنا چاہئے امی انتظار کر رہی ہوں گی۔''

''چلو چلتے ہیں۔'' احد سب کو بائے کر کے اس کے ہمراہ باہر نکل آیا۔ گیٹ سے نکلتے ہی یسریٰ نے سکون کا سانس لیا۔

''کہہ تو رہی تھیں کہ تم بور نہیں ہوئیں لیکن لگتا اس کے اُلٹ ہے۔'' اس نے یسریٰ کی جانب دیکھا۔

''تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟''

''جیلسی؟'' وہ ہنسا۔ ''یقین کرو میں تمام وقت نگہت امام کے ساتھ نہیں تھا اور پھر تمہارے سامنے نگہت امام کی حیثیت ہی ہے کیا۔''

''میں یہ بات نہیں کر رہی' مجھے تم سے بھی زیادہ خود پر اعتماد ہے۔'' اس کا لہجہ واقعی پُراعتماد تھا۔

''علیم زبیر کو جانتے ہو؟''

''اسے میں کیا پورا پاکستان جانتا ہے۔''

''میرا مطلب ہے پرسنلی۔''

''بس ہیلو ہائے ہے' کبھی مل بیٹھ کر تفصیل سے گفتگو نہیں ہوئی۔'' وہ بولا۔ ''کیوں تمہاری اس سے کوئی بات چیت ہوئی ہے۔''

''زہر لگا ہے وہ بندہ مجھے۔'' یسریٰ کے لہجے سے بھی اس کے تاثرات کا اظہار ہو رہا تھا۔

''کیوں؟ کچھ کہا اس نے تمہیں؟'' احد کے لہجے سے اس کے تاثرات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا' وہ یسریٰ کے لئے بے حد حساس تھا۔

''نہیں کہا تو کچھ نہیں لیکن احد اس کے خیالات کس قدر گھٹیا ہیں۔''

"کسی کے خیالات سے متفق نہ ہونے کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ گھٹیا ہیں۔" اب احد مطمئن تھا۔

"اس کے خیالات کے لئے میرے پاس اس سے بہتر لفظ کوئی نہیں ہے۔"

"کیا خیالات ہیں اس کے؟" اب کے احد نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اس کے خیال میں مغرب کی ترقی کا راز صنفی آزادی میں مضمر ہے' ان لوگوں کو وہاں اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ راسپوتین کے وقت روس نے کتنی ترقی کر لی تھی آخر، پاگل ہیں یہ لوگ۔"

"اس کے پاس اپنے خیالات کے ثبوت کے طور پر کوئی دلیل تو ہوگی۔"

"شاید ہو بھی۔" یسریٰ نے اپنی مخصوص بے نیازی سے کہا۔

"تو کیا تم نے اس کی کوئی دلیل نہیں سنی؟"

"نہیں میں نے اسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا۔"

"یہ تو تمہاری پرانی عادت ہے۔" احد ہنس دیا۔ "کسی کی بات سنے بغیر ہی کیوں لڑنے لگتی ہو؟"

"یہ بات قدرت کے اصولوں کے ہی خلاف ہے۔ اس لئے کوئی کچھ بھی کہہ لے اس سے فرق نہیں پڑتا' میں بھی قدامت پسند نہیں ہوں لیکن اب اس قدر لبرل بھی نہیں ہوں' ہر چیز میں حدود بہر حال ضروری ہیں۔"

"لیکن ان کا تعین کرنا بہت مشکل ہے۔" احد نے کہا۔ "ہر ایک کے لئے حدود جدا جدا ہیں' جس چیز کو کوئی اور ناجائز سمجھتا ہے وہ تمہارے نزدیک جائز ہے اور کئی ایسی چیزیں بھی ہیں جو تمہارے نزدیک ناجائز ہیں لیکن ہو سکتا ہے وہ کسی اور کے لئے جائز ہوں۔"

"میں تمہاری بات کے جواب میں خود کو ایکسپریشن نہیں کر سکتی۔ لیکن اب اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ میں علیم زبیر کو درست سمجھنے لگی ہوں' میرے نزدیک وہ اب بھی غلط ہے۔"

"تمہیں اسے غلط سمجھنے کا حق ہے' تم سے نہ تو سوچنے کی آزادی واپس لی جا سکتی ہے اور نہ تحریر و تقریر کی آزادی۔" وہ بولا۔ "یہ تمہارا حق ہے۔"

یسریٰ کئی دن تک اس موضوع پر سوچتی رہی لیکن یہ اسے کسی بھی پہلو سے درست معلوم نہ ہوا۔ پھر بالآخر اس نے اسے اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ یوں بھی ساری کلاس امتحانوں میں مصروف تھی۔ نمرہ کے بی اے کے امتحان ہو چکے تھے اور وہ ان دنوں بالکل فارغ تھی' احد کا فون روزانہ آجاتا تھا۔

"امتحانوں کے قریب میرا پڑھائی سے بالکل ہی دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔" وہ فون پر یسریٰ سے کہہ رہا تھا۔

"تمہارے ابو تم سے غلط ناراض تو نہیں ہوتے۔" یسریٰ بولی۔ "تم واقعی ان کے سامنے کتابوں کو چھوتے بھی نہیں ہو۔"

"مجھے کسی کے نظریات پڑھ کر کیا کرنا ہے' میرے پاس اپنا دماغ بھی ہے جس سے میں سوچ سکتا ہوں۔"

"ابھی کیا کر رہے تھے؟"

"فکشن پڑھ رہا تھا۔" وہ ہنسا۔ "عنبرین کے کمرے میں سڈنی شیلڈن کا ناول پڑا ہوا تھا۔ امتحانوں کے دنوں میں مجھے اچانک ہی کریز ہو جاتا ہے فکشن پڑھنے کا۔"

"یہی حرکتیں کرتے رہے تو تم نے فیل ہو جانا ہے' تمہیں تو خیر کچھ نہیں ہوگا لیکن مجھے خاصی شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔"

"مجھے تو واقعی کچھ نہیں ہوگا۔" احد نے قہقہہ لگایا۔ "تم جو پاس ہو جاؤ گی۔"

"پلیز اب پڑھو بھی تمہیں ذرا فکر نہیں ہے۔"

"فکر کرنے کے لئے ابو موجود ہیں اور ان سے بچانے کے لئے امی اور عنبرین' ویسے مائیں اور بہنیں بہت کام آتی ہیں ہم جیسوں کے۔" وہ بولا۔ "ابھی کل رات کی بات ہے ابو سے ڈانٹ پڑ گئی مجھے کہ یہ لڑکا پڑھتا وڑھتا کچھ نہیں ہے۔ میں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ اپنے کمرے میں گھس جاؤں۔ ناول تو تھا ہی میرے پاس سوچا کہ وہی پڑھ لوں گا لیکن ہوا یہ کہ کچھ دیر بعد فرخ کا رنگ آ گیا وہ عظیم کی طرف تھا۔ وہیں ہم نے لکشمی چوک جا کر کھانے کا پروگرام بنا لیا۔"

"پھر؟"

"پھر وہ دونوں مجھے لینے آ گئے، عنبرین کو بتا کر اور ابو امی کی آنکھ بچا کر میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ ہماری واپسی تقریباً رات بارہ بجے ہوئی۔"

"اتنی لیٹ؟ تم کھانا کھانے ہی گئے تھے ناں؟"

احد نے ایک اور قہقہہ لگایا۔ "سو فیصد کھانا کھانے ہی گئے تھے لیکن ہم گھر سے نکلے ہی دس بجے تک تھے۔"

"اچھا پھر؟"

"میرا خیال تھا کہ امی ابو سو گئے ہوں گے، اس لئے میں نے احتیاط سے گیٹ پھلانگا۔ ابھی میں آدھے راستے میں ہی تھا کہ میری نظر سامنے لان چیئرز پر پڑی جہاں ابو اور امی بیٹھے ہوئے تھے۔ حالت یہ تھی کہ میں نیچے چھلانگ لگا چکا تھا اور واپسی کے تمام راستے مسدود تھے۔ زمین پر میرے قدم پڑنے کی آواز سن کر امی تو دہل ہی گئیں اور ابو نے جو مجھے دیکھا تو نہ پوچھو، غصے سے ان کا کیا حال ہوا۔"

یسریٰ اس کی بات سن کر ہنسے جا رہی تھی۔ "میں تصور کر رہی ہوں کہ یہ سب کس طرح ہوا ہوگا۔ اب یہ بتاؤ کہ ہڈیاں دو سو چھ کی بجائے چار سو بارہ تو نہیں ہو گئیں؟"

"جب تک امی دی گریٹ موجود ہیں تب تک ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔" وہ ہنس رہا تھا۔

"میں نے تو اترتے ہی اندر دوڑ لگا دی تھی اور کل سے اب تک کمرے سے نہیں نکلا۔"

"مجھے انکل سے کہنا ہے کہ وہ ایک ڈنڈا لے کر تمہارے سر پر کھڑے رہیں تاکہ تم سدھر سکو۔"

"اب تم بروٹس والا رول تو ادا نہ کرو۔ آگے امی سے ڈانٹ کھا چکا ہوں، ابو سے تو وہ بچا لیتی ہیں لیکن بعد میں خود ڈانٹ لیتی ہیں۔"

تمام پرچوں کے دوران احد کی حالت یہی تھی اور پرچے بھی بقول اس کے سو سو ہی ہوئے تھے۔ خدا خدا کر کے امتحان ختم ہوئے اور باقاعدہ پڑھائی شروع ہوئی۔ امتحانوں کی وجہ سے احد نے اخبار میں لکھنے کا سلسلہ بھی موقوف کر دیا تھا۔ حالانکہ وہ ان دنوں فکشن پڑھنے کے علاوہ کر بھی کیا رہا تھا لیکن بقول اس کے امتحانوں میں اسے ہر قسم کے لکھنے لکھانے سے وحشت ہو جاتی تھی، امتحانوں سے فارغ ہوتے ہی اس نے یہ سلسلہ پھر شروع کر دیا۔

"یہ دیکھو۔" ایک دن اس نے یسریٰ کے ہاتھ میں چند ٹائپ شدہ کاغذات پکڑائے۔

"یہ کیا؟" اس نے کاغذات کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"یہ کالم سنسر بورڈ کے سامنے دست بستہ پیش خدمت ہے۔"

"اچھا میں دیکھ لیتی ہوں۔" اس نے کاغذ بیگ میں رکھ لئے۔ "ویسے احد اس بات کی کس کس کو خبر ہے؟"

"فرخ اور عظیم دونوں کو۔ ان کے علاوہ اخبار کے چند لوگوں کو۔ عمیر جعفری کو بھی معلوم ہے لیکن اب پلیز اس بات کو اپنے ذہن پر مسلط نہ کر لینا، یہ سب قابلِ اعتماد لوگ ہیں اور بات باہر نہیں نکالیں گے۔"

"تمہیں یقین ہے؟" یسریٰ کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

"فرخ اور عظیم کو تو تم جانتی ہو، ویسے بھی وہ تو جگر ہیں اپنے۔ عمیر جعفری کے توسط سے میں نے اخبار میں لکھنا شروع کیا اور رہ گئے اخبار والے تو یہ ان کا ضابطہ اخلاق ہے، وہ کبھی بھی کسی بھی صورت میں ایسی کوئی بات آؤٹ نہیں کرتے۔"

"لیکن وہ جو اس دن کسی نے ہماری گفتگو سنی تھی۔"

"بھول جاؤ اسے وہ تمہارا وہم ہوگا، ورنہ جو کچھ ہونا ہوتا اب تک ہو جاتا۔ تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے اتنے دن انتظار کرنا تھا۔"

"سنا ہے میڈم فریحہ کل کی فلائٹ سے نیویارک جا رہی ہیں؟"

"ہاں اور نصرت بہت خوش ہے کیونکہ میڈم نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے بھی امریکہ بلوانے کی کوشش کریں گی۔"

"پیسے کہاں سے آئیں گے اس کے پاس، میں نے سنا ہے اس کے ابو کسی محکمے میں کلرک ہیں۔"

"ہاں ابو جی کے انڈر ہی ہیں اور ہیں بھی بہت ایماندار۔" وہ بولا۔ "کالج پہنچتے ہی اس کے دماغ میں امریکہ جانے کا بھوت ایسا سمایا کہ اب تک ہم تمام کوششیں کر چکے ہیں لیکن اس کا یہ بھوت نہیں اترا۔"

"پاگل ہو گیا ہے بالکل۔" یسریٰ نے کہا۔ "یہاں رہ کر اپنے ماں باپ کی خدمت

کرے۔"

"ماں باپ سے یاد آیا' شام کو تیار رہنا میں نے تمہیں امی ابو سے ملوانے لے جانا ہے۔"

"مجھے؟" اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"اور کسے؟"

"تم نے آنٹی انکل کو کچھ بتایا تو نہیں؟"

"عنبرین اور امی کو بتایا تھا بلکہ انہیں تو بہت پہلے کا علم ہے۔ تمہارے ہجر وفراق کے شعر میں انہی کے سامنے تو پڑھا کرتا تھا۔"

"کیا؟"

"جی ہاں۔" وہ مسکرایا۔ "اور اب امی نے ابو کو بھی بتا دیا ہے۔"

"اُف پھر؟"

"پھر یہ کہ ابو کو تمہاری حالت پر بہت رحم آیا۔ کہنے لگے کہ اگر یسریٰ میری بیٹی ہوتی تو میں احد کو اس کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیتا۔"

"کہتے تو ٹھیک ہیں۔" یسریٰ ہنس پڑی۔

"اس قسم کی بات میں بالکل برداشت نہیں کروں گا۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔ "اور تم نے شام کو کاسنی رنگ کے کپڑے پہننے ہیں' کاسنی رنگ تم پر بہت سوٹ کرتا ہے۔"

"میں نہیں جا رہی کہیں بھی۔" وہ ہنستے ہوئے ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"کیوں؟"

"بس مجھے نہیں جانا' اگر تم نے ابھی کچھ نہ بتایا ہوتا تو اور بات تھی لیکن اب نہیں۔"

"لڑکیاں تو پریس کرتی ہیں لڑکوں کو کہ اب گھر والوں کو بتاؤ' میں نے تمہارے کہے بغیر ہی بتا دیا تو تم نخرے کر رہی ہو۔"

"نخرے نہیں کر رہی مجھے شرم آئے گی۔"

"آئے گی۔" احد نے "آئے گی" کو لمبا کیا۔ "جو چیز آنے والی ہے اس کا تمہیں پہلے سے کیسے پتا چل گیا؟"

"بس چل گیا ناں تم زیادہ بحث نہ کرو' ویسے بھی تمہارے امی ابو مل چکے ہیں مجھ سے۔"

"اس وقت ملنا اور بات تھی اب اور بات ہے' میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا اب۔"

"اور تمہارے ابو سے ڈانٹ تو نہیں پڑے گی؟"

"ڈانٹ کیسی۔" وہ ہنسا۔ "وہ مجھے ہی پڑتی ہے' بیٹیاں تو ابو کو بہت پیاری ہیں۔ مجال ہے جو عنبرین کو کبھی کچھ کہتے ہوں اس لئے تم تو محفوظ ہو بالکل۔ ویسے ایک راز کی بات ہے پیار ابو مجھ سے بھی بہت کرتے ہیں لیکن اظہار کبھی نہیں کرتے۔ مجھے ذرا سی تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں' لیکن مجال ہے جو منہ سے کچھ بول جائیں' بہت نوابانہ قسم کا پیار کرتے ہیں مجھ سے۔"

"لیکن پھر بھی میں کیسے جاؤں؟" وہ واپس وہیں پہنچ گئی۔

"میں کار پر لے جاؤں گا۔"

"میں کار کی بات نہیں کرتی' شرم کی بات کر رہی ہوں۔"

"وہ تمہارا مسئلہ ہے۔"

یسریٰ نے گھر پہنچ کر نمرہ سے بھی اس مسئلے کا حل پوچھا۔ "اب بتاؤ میں کیا کروں' مجھ سے فیس نہیں کیا جائے گا انہیں بہت شرم آ رہی ہے مجھے۔"

"تم یہ کرو کہ سیدھے سادے تیار ہو جاؤ احد بھائی تمہیں لینے آتے ہی ہوں گے۔"

"اس کے امی ابو کیا سوچیں گے؟"

"جو کچھ سوچیں گے تمہارے حق میں ہی سوچیں گے۔ اب اٹھو اور تیار ہو جاؤ' میں تمہارے کپڑے پریس کر رہی ہوں تم گھسو باتھ روم میں۔"

"اس نے کہا تھا کاسنی رنگ کے کپڑے اور میرے کاسنی کپڑے بہت فارمل ہیں۔"

"وہی کاسنی ٹشو کی پشواز اور سفید کاٹن کا پاجامہ؟" نمرہ نے پوچھا۔

"ہاں اس کے علاوہ تو کاسنی رنگ کا کوئی سوٹ نہیں ہے میرے پاس۔"

"تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"اچھا نہیں لگتا۔"

"بہت اچھا لگتا ہے تم پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ تم گھسو

باتھ روم میں۔'' نمرہ نے اسے باتھ روم میں دھکیلا اور خود اس کے کپڑے استری کرنے
یسریٰ جب تیار ہو کر باہر نکلی تو ایک لمحے کے لئے نمرہ بھی اسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔

''واہ!'' اس نے داد دی۔ ''ویسے بال کھول لیتیں تو زیادہ اچھی لگتیں۔''

''نہیں اس کے امی ابو کیا سوچیں گے۔''

ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ کار کا ہارن سنائی دیا۔

''تم جاؤ۔'' نمرہ نے مسکرا کر دھنک لگا سفید ٹشو کا بڑا سا دوپٹہ اس کے کندھے پر ڈ

''ایسے ہی موقع کے لئے داغ نے کہا تھا۔'' یسریٰ کار میں بیٹھی تو احد بولا۔

کہتے ہیں جس کو حور وہ انسان تم ہی تو ہو
جاتی ہے جس پہ جان میری جاں تم ہی تو ہو

''پلیز احد اس وقت نہیں۔''

''کیوں؟ اس وقت کیا ہے؟''

''میں بہت نروس ہو رہی ہوں' میرا دل زور زور سے دھڑک رہا ہے اور ہاتھ پا
ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔''

احد اسے دیکھ کر ہنسا۔ ''تم کون سا جنگ پر جا رہی ہو۔''

''جنگ تو میں بہت آرام سے لڑ سکتی ہوں لیکن اس قسم کا امتحان دینے کا میرا پہلا تج
ہے۔''

''چلو تب تک تم ریلیکس ہو جاؤ گی۔''

''کب تک؟''

''امی' ابو اور عنبرین کو اچانک کسی رشتہ دار کی عیادت کو جانا پڑ گیا۔ وہ سات ساڑ
سات بجے تک واپس آئیں گے۔''

''تب تک ہم کیا کریں گے؟''

''میں کافی دن سے جعفری کی طرف نہیں گیا' تھوڑی دیر وہاں سے ہو آتے ہیں۔''

''میرا موڈ بگڑ جائے گا وہاں جا کر۔''

''واپسی پر ٹھیک بھی ہو جائے گا۔'' احد نے کار ماڈل ٹاؤن کی جانب موڑ لی۔

''اگر علیم زبیر وہاں پر ہوا تو میں نے فوراً واپس آ جانا ہے' ایک منٹ کے لئے بھی نہیں بیٹھنا وہاں پر۔''

''تم اس سے اس کا نقطہ نظر کلیئر تو کروا لو۔''

''مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے غلط بات کی کیا وضاحت ہو گی۔''

''ایم اے انگلش فائنل ایئر میں پہنچ کر بھی تم جاہل ہی رہیں۔''

''علیم زبیر جیسا عالم ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ انسان جاہل ہی رہ جائے۔'' وہ بولی۔ ''ویسے تم کیوں اس کی سائیڈ لے رہے ہو' کیا تم اس کے نظریات پر یقین رکھتے ہو؟''

''پاگل ہو تم۔'' وہ ہنسا۔ ''اتنے واہیات اور بیہودہ قسم کے نظریات پر میں یقین کر سکتا ہوں؟ اور میں اس کی سائیڈ نہیں لے رہا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم کسی اور کو بھی بات کرنے کا موقع دے دیا کرو اور اسکا نقطہ نظر بھی صبر اور سکون سے سنا کرو۔ اس کے بعد تمہیں واقعی تنقید کا حق ہے لیکن بغیر جانے بوجھے نہیں۔''

کار عمیر جعفری کے گھر کے گیٹ میں داخل ہوئی اور اکارڈز' پجیرو اور نسان پٹرول کے درمیان چھوٹی سی جگہ دیکھ کر احد نے بھی اپنی آلٹو پارک کر دی۔ آج بھی اندر کا ماحول کم و بیش ویسا ہی تھا' بس افراد اس دن کی نسبت کچھ کم تھے۔

''اوئے یار تم کدھر رہ گئے تھے؟'' عمیر جعفری نے احد سے ہاتھ ملایا۔

''کچھ مصروفیت رہی جس کی وجہ سے' اور اب بھی زیادہ دیر نہیں بیٹھوں گا۔''

یسریٰ کمرے کا جائزہ لے رہی تھی' اس کے خدشات اس حد تک درست ثابت ہوئے تھے کہ علیم زبیر وہاں موجود تھا۔

وہ احد کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ علیم زبیر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ یسریٰ نے بے نیازی سے منہ پھیر لیا۔

''میرا خیال تھا یہاں میڈم فریحہ سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔'' احد نے کہا۔ ''کل وہ بھی جا رہی ہیں۔''

''آنا ہے فریحہ نے۔'' عمیر جعفری بولا۔ ''لیکن ابھی نہیں رات کو سبھی سے ملنا ملانا ہے نا، جانے سے پہلے۔''

"ہاں یہ تو ہے۔" احد نے سر ہلایا۔

"فریحہ سے نہ ملنا اپنی جگہ لیکن پھر بھی تم اچھے وقت پر آئے۔ ہم بات کر ر
بھٹہ مزدوروں کی۔" عمیر جعفری نے گویا انہیں بھی گفتگو میں شرکت کی دعوت دی۔ "
کس قدر استحصال ہو رہا ہے' یہ دیکھو۔"

اس نے ایک اخبار احد کے سامنے میز پر پھیلا دیا۔ جس کی ایک خبر کے گر
روشنائی سے حاشیہ لگایا گیا تھا۔ احد اور یُسریٰ اس خبر پر جھک گئے' خبر ایک بھٹہ مزدور ا
کے گھرانے کے متعلق تھی جنہوں نے مالکان سے قرض لے کر وقت پر واپس نہیں ک
نتیجے کے طور پر مالکان نے مزدور کو کئی دنوں سے قید کر رکھا تھا اور اسے بری طرح زد
کرتے رہے تھے۔ یہی نہیں وہ اس کے گھر والوں سے بھی مفت کی بیگار لے رہے تھے

"اس ملک کا بنے گا کیا؟" نگہت امام کہہ رہی تھی۔ "لوگوں کے احساس م
ہیں۔ قلم کو پابند کر کے رکھ دیا گیا ہے' اخبار میں اندر کے صفحے پر چھوٹی سی خبر لگا کر یہ سمجھ
ہے کہ صحافی نے اس دھرتی کا قرض چکا دیا۔ پڑھنے والے چند جملے بول کر سمجھنے لگتے
ان کا فرض پورا ہو گیا۔ ایسا کب تک چلے گا؟"

"ان کے لیے عملی طور پر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔" علیم زبیر نے یسریٰ
نگاہیں ہٹا کر خوبصورت سنہرے سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ منتخب کیا اور ا
خوبصورت لائٹر سے اسے سلگا کر ایک طویل کش لیا۔ "زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہو گا'

"سب سے پہلے تو ہمیں کسی وکیل کی خدمات لینی چاہئیں۔" احد نے مشورہ دیا
ایک مربوط مہم شروع کرنی چاہیے' قانونی محاذ پر بھی اور سماجی محاذ پر بھی۔ قانونی مدد تو
صاحب سے لی جا سکتی ہے۔ دوسری طرف ہم ہیں' نگہت جی کی شاعری' سمیعہ جی کی م
اور ہم لوگوں کی صحافت' یہ ایک مربوط اور مؤثر مہم کے لیے بنیاد ثابت ہو سکتی ہے۔"

"you are right" سمیعہ اعزاز نے کہا۔ "ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کے تو
سکتے ناں۔"

"تو پھر ایسا کرتے ہیں۔" عمیر جعفری بولا۔ "کوئی ایک دن منتخب کر لیتے ہیں ج
لاہور کے اردگرد کے بھٹوں کا سروے کر کے وہاں کے مزدوروں کے مسائل معلوم کر سکیں

وہ لوگ دن اور طریقہ کار کا تعین کرنے لگے اور یسریٰ اٹھ کر ڈرائنگ روم کا جائزہ لینے
لگی' جس کی خوبصورت سجاوٹ نے اسے مسحور کر کے رکھ دیا تھا۔ دیواروں پر آویزاں پینٹنگز
زیادہ تر سمیعہ اعزاز کا ہی شاہکار تھیں۔ بلاشبہ وہ اپنے فن کے عروج پر تھی' اس کی ان تخلیقات
کا مقابلہ شاید ہی پاکستان کا کوئی مصور کر سکتا۔ وہیں ایک جانب فرنچ کرسٹل کا بے حد قیمتی اور
خوبصورت ذخیرہ تھا۔ فرنچ کرسٹلز یسریٰ کی کمزوری تھے۔ وہ انہیں دیکھنے میں محو تھی کہ اسے
اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا' اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا علیم زبیر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"اس دن آپ میری بات سنے بغیر ہی چلی گئی تھیں؟"

"کس دن؟" یسریٰ نے رُکھائی سے کہا۔

"ہم دونوں صرف ایک مرتبہ پہلے ملے ہیں۔" اس نے سگریٹ ہونٹوں تلے دبائے
دبائے کہا۔ "اور آپ نے تو اس دن جو کہنا تھا کہہ دیا لیکن مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔"

یسریٰ نے اس کے پیچھے احد کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن علیم زبیر کے لمبے قد اور چوڑے
چکلے وجود کی وجہ سے وہ پیچھے دیکھنے سے قاصر تھی۔

"کیا ہم اب اپنی ڈسکشن وہیں سے شروع کر سکتے ہیں جہاں سے اس دن ہم نے
چھوڑی تھی؟"

"بے فائدہ ہے۔" یسریٰ نے خشک انداز میں کہا۔ "میں قائل نہیں ہوں گی۔"

"تو آپ مجھے قائل کر لیں۔" اس کے لہجے میں ہلکی سی شوخی اتر آئی۔

"میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔" یسریٰ نے اب بھی ویسے ہی انداز میں کہا۔

"تو ہم کچھ اور بات تو کر سکتے ہیں جس میں ہم دونوں کے درمیان کوئی اختلاف نہ
ہو۔"

"جب اختلاف بنیادی ہو تو اتفاق کہیں نہیں ہو سکتا۔"

یسریٰ کی بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی کہ احد بھی وہاں چلا آیا۔ "چلیں یسریٰ؟"
اس نے علیم زبیر کو بالکل نظرانداز کر کے کہا۔

"چلو۔" وہ اسے وِش کیے بغیر مڑ گئی۔

"جب میں نے تم سے کہا تھا کہ میں علیم زبیر کو ایک پل بھی برداشت نہیں کر سکتی تو تم

وہاں سے جلدی کیوں نہیں اٹھ آئے۔" واپسی پر یسریٰ کا منہ پھولا ہوا تھا۔

"اس نے تمہیں کچھ نہیں کہا؟ اور کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر میں بھی تھا وہاں تو پریشان کاہے کو ہوتی ہو۔"

"کچھ کہنے کے لئے کسی لائسنس کی ضرورت نہیں ہوتی۔" اس کا موڈ آف تھا۔ "زہر لگتا ہے یہ شخص مجھے عجیب الجھن ہوتی ہے مجھے اس کی موجودگی میں۔"

"پہلی بات یہ کلیئر کرالوں کہ مجھ جیسے زبردست باکسر کا تو ایک پنچ ہی کافی ہوگا' اس کی بتیسی باہر کرنے کے لئے۔ اس لئے اس کی تو تم فکر نہ کرو۔ رہ گئی الجھن کی بات تو وہ اس لئے ہے کہ تم زیادہ سوشل نہیں ہو۔ گنی چنی فرینڈز ہیں تمہاری' اسما' نائلہ اور فروا سے بھی اس لئے دوستی ہے کہ تم لوگ بچپن سے اکٹھے کانونٹ میں پڑھیں' پھر اکٹھے کالج اور اب یونیورسٹی جوائن کی ورنہ شاید تمہاری کوئی سہیلی بھی نہ ہوتی۔" پھر وہ ہنسا۔ "اور اب تو فروا کو بھی آؤٹ کردو۔"

"فروا کا مجھے افسوس ہے ویسے اب فرینڈ شپ بالکل ہی ختم بھی نہیں ہوئی اس سے منہ دکھاوا تو ہے ہی۔"

"اس کا کیا فائدہ؟"

"اب برسوں پرانی دوستی کو پل بھر میں چھوڑا بھی تو نہیں جاسکتا۔ جب تک بہت بڑی بات نہ ہوجائے۔"

کیولری گراؤنڈ کی طرف مڑتے ہوئے یسریٰ ایک بار پھر کنفیوز ہوگئی۔

"اب اگر کنفیوژن میں مجھ سے کچھ گڑبڑ ہوگئی تو تمہاری امی میرے نمبر تو نہیں کاٹیں گی؟"

"بالکل نہیں تم پہلے ہی سنٹ پرسنٹ نمبر لے چکی ہو' ویسے کس گڑبڑ کا اندیشہ ہے؟"

"اگر چمچ یا کانٹا پلیٹ سے گر جائے یا پھر پلیٹ ہی زمین بوس ہوجائے اور چائے پیتے ہوئے زبان جل جائے یا پھر ایسی ہی کوئی اور بات۔"

"کچھ نہیں ہوگا تم خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہی ہو۔" احد نے کار گیٹ سے اندر داخل کی۔

"دیکھو احد بس صرف پندرہ بیس منٹ رکنا ہے' مجھے اس سے زیادہ کسی بھی صورت قبول نہیں۔"

"کیوں؟"

"کیوں سے صرف جھگڑا ہوتا ہے' میں جو تم سے کہہ رہی ہوں کہ پندرہ بیس منٹ سے اوپر ایک منٹ بھی نہیں۔ دیکھو میرے ہاتھ کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔" اس نے ہاتھ ملے۔

"دکھاؤ۔" اس نے شوخی سے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"پرے ہٹو۔" اس نے آنکھیں دکھائیں۔

"اچھا تم اترو تو سہی پھر یہ بھی دیکھ لیں گے کہ کتنی دیر بیٹھنا ہے۔"

وہ دونوں اتر آئے' عنبرین نے کھڑکی سے جھانکا پھر انہیں اندر لے گئی۔ احد کی امی ابو ڈرائننگ روم میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ یسریٰ سلام کرکے ایک صوفے پر بیٹھ گئی' سب سے زیادہ وہ عنبرین کی مسکراہٹ سے کنفیوز ہو رہی تھی۔ اس کی امی نے پہلے تو اس کا' نمرہ اور امی کا حال احوال پوچھا' پھر کہنے لگیں۔

"میرا بہت دل چاہ رہا تھا کہ پھر تم سے ملوں لیکن بس مصروفیت ہی ایسی ہوگئی تھی کہ ملاقات نہیں ہوسکی۔"

"جی۔" اس نے اسی قدر کہا۔

"یسریٰ بیٹے آپ احد سے کہا کریں کہ یہ کبھی پڑھ بھی لیا کرے۔" ابو نے اپنا پرانا شکوہ دہرایا۔ "اور کوئی شام گھر پر بھی گزار لیا کرے ہم سب کے ساتھ۔"

"انکل یہ تو کلاس کا سب سے لائق سٹوڈنٹ ہے اور پڑھتا بھی بہت ہے۔ بس امتحان کے دنوں میں گڑبڑ کرتا ہے۔" پھر اس نے پاس بیٹھے احد سے آہستگی سے کہا۔

"اور شام تم کہاں گزارتے ہو ذرا باہر نکلو میں پوچھتی ہوں۔"

عنبرین نے کھنکار کر گلا صاف کیا' یہ اس بات کی نشانی تھی کہ اس نے یسریٰ کی بات سن لی ہے۔

"باہر نکل کر پوچھنے کی کیا ضرورت ہے' ابھی بتا دیتا ہوں شام کو میں۔" احد نے بھی اسی قدر کہا تھا یسریٰ نے اس کا پاؤں اپنے جوتے کی لمبی سی ہیل کے نیچے دبایا۔

"آہستہ۔" اس نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اُف۔" احد کے منہ سے نکلا۔

"کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہوگا۔" یسریٰ عنبرین کی گہری ہوتی مسکراہٹ دیکھ کر دم کنفیوز ہوگئی اور اس نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی۔ پھر جیسے ہی اسے اپنی غلط احساس ہوا اس نے موضوع پلٹ دیا۔ "آنٹی آپ کا لان بہت اچھا ہے۔"

"پھولوں کا شوق احد کے ابو کو ہے' مالی بھی نہیں رکھا ہوا انہوں نے سب کچھ خو کرتے ہیں۔"

"آپ کو پھول پسند ہیں؟" عنبرین نے پوچھا۔

"ویسے تو سبھی پسند ہیں لیکن موتیا' گلاب اور ٹیولپ تو بہت زیادہ پسند ہیں۔"

"پھر تو آپ کی اور بھائی کی پسند ایک ہی ہوئی' اسے بھی موتیا بہت پسند ہے۔"

"حیرت ہے احد کی پسند اتنی اچھی کیسے ہے؟" ابو جی نے حیرانگی سے کہا۔

"ابو جی اب بھی شک ہے آپ کو؟ اور اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ میں آپ کی باتو مشتعل ہو کر واک آؤٹ کر جاؤں گا تو یہ آپ کی خام خیالی ہے' ابھی تو میں ایسا ہرگز کروں گا۔" وہ صوفے پر کچھ زیادہ ہی پھیل گیا۔

"شش!" یسریٰ نے آہستہ سے تنبیہہ کی۔ "یہ تو دیکھ لیا کرو کہ تم کہاں بیٹھے ہو۔"

"یسریٰ ابو کو تو آپ پر بہت رحم آرہا تھا۔" عنبرین ہنسی۔

"ایسا برا تو نہیں ہے احد۔" یسریٰ نے بے ساختہ کہا۔

"اچھا!" عنبرین پھر ہنسی تو یسریٰ کان کی لوؤں تک سرخ ہوگئی۔

"میرا مطلب تھا۔" وہ موزوں الفاظ تلاش کرنے کی کوشش میں بالآخر ناکام ہوگئی

"میں سمجھ گئی' آپ کا کیا مطلب تھا۔" عنبرین ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکرائی۔

"میرا خیال ہے اب چلنا چاہیے۔" یسریٰ کے پاس اب اس کے سوا اور کوئی چار نہ تھا کہ وہ راہ فرار اختیار کرے۔

"ابھی سے۔" امی بولیں۔ "ابھی تو آئی ہو اور پھر چائے بھی نہیں پی اب تک۔"

عنبرین سے مخاطب ہوئیں۔ "چائے تو لاؤ ناں۔"

اسے چائے کے لئے مجبوراً بیٹھنا پڑا لیکن چائے کے دوران اور پھر باتوں میں اس کے علاوہ اور کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی کہ عنبرین گاہے بگاہے ٹکڑے لگا کر ہنستی رہی۔

"شکر ہے مجھ سے زیادہ گڑبڑ نہیں ہوئی۔" گھر واپس جاتے ہوئے وہ احد سے بولی۔

"امی ابو کیسے لگے میرے؟"

"بہت اچھے لیکن عنبرین نے مجھے کنفیوز کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

"ابھی تو وہ جو کچھ ہے اس کا دس فیصد مظاہرہ بھی نہیں کیا اس نے تمہارے سامنے۔" احد ہنسا۔ "سمجھو بالکل نمرہ جیسی ہے۔"

"اس کی ہنسی اور معنی خیز مسکراہٹ ہی کافی تھی اور اگر ابھی اس کا نوے فیصد چھپا ہوا تھا تو میں سوچ رہی تھی کہ اس کا اصل کیا ہوگا۔"

"اب تم بھی تیار رہو۔"

"کس بات کے لئے؟"

"فی الحال منگنی کے لئے' امی ابو چند دنوں میں آئیں گے تمہارے گھر۔"

"سچ مچ؟"

"ہاں۔" اس نے کار میاں میرپل سے نیچے اتاری۔ "شادی ایم اے کے بعد۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا۔" یسریٰ کے لہجے میں سچ مچ بے یقینی تھی۔ "تمہارے امی ابو مان گئے اتنی جلدی؟"

"نہ مانتے ہوتے تو تم آج ان سے نہ ملتیں اور پھر میں نے تمہیں بتایا ہے ناں کہ ابو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں لیکن ذرا مختلف طریقے کا۔ مجھے بیوی لانے کی اتنی جلدی نہیں ہے جتنی انہیں تمہیں بہو بنانے کی ہے۔ امی کو تو یوں بھی میری پسند کی ہوئی ہر چیز پسند ہے اور عنبرین نے تو تمہیں دیکھتے ہی فل نمبر دے دیئے تھے۔ اس لئے میری طرف سے سماج کی کوئی ظالم دیوار ہمارے درمیان حائل نہیں ہوگی۔"

"خیر سماج والا چکر تو میری طرف بھی نہیں ہے لیکن اتنی جلدی کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔"

پھر چند دنوں بعد احد کے امی ابو نے آنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یسریٰ امی کو پہلے ہی سب کچھ بتا چکی تھی' سمجھ تو امی بھی چکی تھیں اور انہیں اس بات پر کوئی اعتراض بھی نہیں تھا پھر و شش و پنج میں پڑ گئیں۔

''بھائی صاحب کو بھی بلالوں یا نہیں؟'' ان کی ساری سوچوں کا محدود مرکز یہی تھا۔

''ان کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔'' نمرہ نے کہا۔ ''بلکہ صحیح طو پر دیکھا جائے تو ان کا نہ ہونا ہی اچھا ہے' امی جان کا مزاج خاصا بگڑے گا اس بات سے۔''

''ہم نے وہاں رشتہ نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ہر رشتہ توڑ دیا ہے۔' امی بولیں۔ ''بلانا تو پڑے گا آخر انہوں نے ساری زندگی اتنا کچھ کیا ہے ہمارے لئے۔''

''مرضی ہے آپ کی۔'' یسریٰ نے بھی ان کی بحث میں حصہ لیا۔ ''لیکن میں ابھی اس کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ پہلے کوئی بات شروع تو ہو ابھی تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔''

''جی امی! یسریٰ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ آپ ان سے صلاح لے لیجئے گا ملوا دیجئے گا سب کے ساتھ لیکن ابھی تو پہلی مرتبہ ہے کیا بلانا ابھی سے۔'' نمرہ نے بھی اس کی تائید کی۔

''اچھا!'' امی گھر کی صفائی کے لئے جمعدارنی کو ہدایات دینے لگیں اور یسریٰ اور نمر کچن میں گھس گئیں۔

احد کی امی ابو یسریٰ کی امی سے مل کر بہت خوش ہوئے' دونوں گھروں کا ماحول بھی تقریباً ایک سا تھا۔ احد یوں بھی امی کو پسند تھا اور سب سے بڑھ کر انہیں یسریٰ کی خوشیاں عزیز تھیں جس نے ابو کی وفات کے بعد ہر طرح سے ان کا خیال رکھا تھا۔ ان کی بیماری میں ساری ساری رات جاگی تھی' انہیں پریشان دیکھ کر تڑپ اٹھتی تھی۔ ایسی بیٹی کے لئے وہ جو کچھ کرتیں کم تھا' لیکن بیوہ عورت تھیں' بھائی سے مشورہ کرنا ضروری تھا۔ کچھ اس لئے بھی کہ حجت پوری کرسکیں' آخر بھائی نے بھی تو اتنا ساتھ دیا تھا۔ ماموں جان نے امی کی تمام بات بڑے غور سے سنی۔ اگر انہیں سلمان کو رد کئے جانے کا کوئی قلق ہوا تھا تو بھی انہوں نے اسے ظاہر نہیں کیا تھا۔

''ابھی وہ پڑھ رہا ہے آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے؟'' انہوں نے پوچھا۔

''اس کے ابو تو چاہتے ہیں کہ سی ایس ایس کرلے لیکن وہ صحافت میں زیادہ انٹرسٹڈ

ہے۔'' امی نے بتایا۔ ''ویسے وہ ہے بہت لائق' سی ایس ایس کرلے تو امید ہے ضرور کامیاب ہوگا۔''

''بہتر تو یہی ہوگا کہ اپنے باپ کا مشورہ مان لے لیکن آج کل صحافت بھی کسی اور شعبے سے کم نہیں۔'' وہ بولے۔ ''ویسے یسریٰ کیا چاہتی ہے؟''

''اسے پسند ہے احد۔''

''پھر تو ٹھیک ہے مسئلہ صرف یہ ہے کہ وہ ابھی پڑھ رہا ہے اور سفارش کے بغیر نوکری نہیں ملتی۔ ڈگریاں لے کر جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں لیکن ایم اے کو بھی کوئی نہیں پوچھتا۔''

''لائق تو بہت ہے احد آپ مل لیں اس سے۔''

''لیکن لیاقت آج کل میرٹ نہیں ہے بہرحال میں مل لوں گا۔''

''ہوں تو تمہارے ماموں ملنا چاہتے ہیں۔'' احد کو یسریٰ نے ماموں جان کے متعلق بتایا تو وہ بولا۔

''ہاں احد یہ بھی بتادوں کہ وہ بہت سخت مارکنگ کرتے ہیں۔''

''یہ تو بہت گڑبڑ بات بتادی تم نے۔'' احد نے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ انہیں کس طرح امپریس کیا جاسکتا ہے؟''

یسریٰ ہنسی۔ ''اتنی آسانی سے امپریس نہیں ہوں گے وہ' ان کی بہت نالج ہر چیز کے بارے میں' ہاں ایک موضوع ان کا پسندیدہ ہے۔''

''وہ کیا؟''

''زراعت' یہ ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔''

''لیکن مجھے تو زراعت کے متعلق کچھ بھی نہیں پتا۔''

''تو پتا چلاؤ ناں۔''

''لیکن کیسے؟''

''کتابیں پڑھ کر اور کیسے ظاہر ہے زراعت کے بارے میں مجھے بھی علم نہیں تو میں تمہیں کیسے بتاسکتی ہوں۔ اپنی زمینیں ہونے کے باوجود مجھے بھی نہیں پتا کہ ربیع کی فصلیں کون سی ہیں اور خریف کی کون سی' اس بارے میں تمہیں اپنی مدد آپ کرنی ہوگی۔''

"یہ تو بہت گڑبڑ ہے۔"

"لیکن اس کے علاوہ کوئی طریقہ بھی نہیں ہے انہیں امپریس کرنے کا۔"

"وہ کیا کچھ اُگاتے ہیں اپنے کھیتوں میں؟" احد نے بیچارگی سے پوچھا۔

"گندم' کپاس اور شاید چاول۔" یسریٰ نے بتایا۔ "اور اس کے علاوہ باغ بھی ہیں' آموں کا تو مجھے اچھی طرح پتا ہے اور شاید کینو بھی ہیں۔"

"اتنی چیزوں کے متعلق میں کیسے پڑھ سکتا ہوں ایک دم؟"

"یہ تمہارا دردِ سر ہے۔" یسریٰ نے بے نیازی سے کہا۔

"اور پڑھنے سے یاد آیا' تم نے میرے کالم کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔"

"شش' آہستہ بولو۔" یسریٰ نے گھبرا کر گردوپیش کا جائزہ لیا لیکن ہر کوئی اپنے آپ میں مصروف تھا۔

"کوئی نہیں سنتا یار!" احد کے لہجے میں بیزاری تھی۔

"بات ایسی ہو تو انسان تو انسان دیواریں بھی سنتی ہیں۔" یسریٰ بولی۔ "اور یاد رکھو کالم ویسے ہی چھپے گا جیسے میں نے تصحیح کی ہے۔"

ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ فروا آ گئی۔ "بہت باتیں ہو رہی ہیں۔"

"ہاں لیکن سیکرٹ نہیں ہیں تم بھی شامل ہو سکتی ہو۔"

"بلکہ اچھا ہوا فروا کہ تم آ گئیں۔ تم یہاں یسریٰ کے ساتھ باتیں کرو' مجھے اورنٹیل کالج میں کچھ کام ہے اس طرح یہ اکیلی نہیں رہے گی۔" وہ اٹھ کر چلا گیا۔

فروا اس کے قریب ہی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔ "میں نے سنا ہے احد نے تمہیں پروپوز کیا ہے؟"

یسریٰ نے ایک نظر اسے دیکھا' یہ بات اب تک اس کے علاوہ فرخ' عظیم' اسماء اور نائلہ ہی جانتے تھے اور ان میں سے صرف نائلہ چغل خور تھی۔ یقیناً یہ بات فروا کو اس نے بتائی تھی حالانکہ یسریٰ نے اسے منع بھی کیا تھا تب تک کے لئے جب تک کوئی بات طے نہ ہو جاتی لیکن نائلہ کے لئے چپ رہنا محال تھا اور پھر اس نے بات بھی کی تو فروا سے۔ یسریٰ کو نائلہ پر بے تحاشا غصہ آ رہا تھا' فروا ابھی تک اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں!" یسریٰ نے بے نیازی سے کہا۔

"اور اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں پھر ظاہر ہے ارادہ نیک ہی ہو گا۔"

"تم کچھ جانتی ہو احد کے بارے میں؟" فروا نے کہا تو یسریٰ چونک اٹھی۔

"کہیں اسے پتا تو نہیں کہ احد ہی اسکائی واچر ہے۔" اسے ایک دم سے خیال آیا کیونکہ احد کی ذات میں اس کے علاوہ کوئی اسرار تھا ہی نہیں۔

"تم کس چیز کے متعلق بات کر رہی ہو؟" اس نے فروا کی بڑی بڑی لائٹ براؤن آنکھوں میں جھانکا۔

"اس دن اتفاق سے میں نے احد' فرخ اور عظیم کی گفتگو سنی تھی۔" فروا چیونگم چباتے ہوئے بولی۔

"ایک تو انہیں باتیں کرتے ہوئے اردگرد کا کوئی ہوش نہیں رہتا۔" اس نے غصے سے سوچا۔

"بہت دلچسپ گفتگو کر رہے تھے تینوں۔" فروا کہہ رہی تھی۔ "فرخ احد سے کہہ رہا تھا کہ اس نے سکول کے زمانے سے لے کر اب تک عشق و محبت کی جو سنچری کی ہے اس کا اختتام کب ہو گا؟"

"اب اختتام ہی سمجھو۔" احد نے کہا۔ "اس پری کو دیکھ کر مجھے سب پرانے عشق بھول گئے ہیں۔"

"تمہیں بھول گئے ہوں گے لیکن ہمیں تمہاری پہلی محبت اچھی طرح یاد ہے۔" عظیم ہنسا۔

"وہ جو بہت اونچی ہیل پہن کر آتی تھی سکول میں اور جس کی ہیل کے ڈر سے میں نے اس کے ڈیسک میں خط نہیں رکھا تھا' اسی کی بات کر رہے ہو ناں؟"

"ابے اس کی بات نہیں کر رہے۔" فرخ بولا۔ "ہم دہم کلاس والی لڑکی کی بات کر رہے ہیں جس کے لئے خط ہم سب آٹھویں کے لڑکوں نے مل کر ڈرافٹ کیا تھا۔"

"اچھا اچھا وہ لمبے لمبے ناخنوں والی۔" احد کو جیسے یاد آ گیا۔ "بس اسی دن سے مجھے

لمبے لمبے ناخنوں سے وحشت ہوگئی ہے' ابھی تو شکر ہے اس نے صرف اپنے ناخن دکھا
ہی اکتفا کیا تھا اگر مار دیتی تو ہمارا کیا بنتا۔''

''اسی لئے لائن مارنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ آگے والی کے ناخن کتنے ہیں' ہیل کتنے انچ کی ہے۔ آس پاس بھائی تو نہیں ہے یا پھر کوئی خدائی فوجدار قسم کی اور ایک نظر گھر کے اندر بھی جھانک لینا چاہئے کہ کتے تو نہیں پالے ہوئے ہیں۔ یہ بڑ اصول ہر حال میں یاد رکھنے چاہئیں۔'' فرخ نے اپنا تمام تجربہ مختصر انداز میں پیش کیا۔

''اور سب سے تو نمٹا جاسکتا ہے۔'' احد نے اپنے بازوؤں کے مسلز کی نمائش ''لیکن ہیل اور ناخن یہ دو چیزیں گڑبڑا دیتی ہیں۔''

''بچپن میں آپ جس چیز سے ڈر جائیں وہ ساری زندگی چڑیل بن کر ڈراتی ہے۔'' عظیم ہنسا۔

''تو نے ساری زندگی گنوائی ہے۔'' فرخ بولا۔ ''اور تجربہ تیرا صفر ہے یار کچھ ہم ہی سیکھ لے۔''

''میں ایسے ہی بھلا ہوں۔'' عظیم نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

''یہ عشق کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟'' فرخ نے احد سے پوچھا۔

''نہیں بس یہ عشق فائنل ہے۔''

''یعنی فیل ہوگئے تو پہلی کی گنجائش تو رہے گی ناں۔'' فرخ نے فوراً کہا۔

''تمہارے منہ میں خاک بلکہ میرے سگریٹ کی راکھ' پری سے آخری اور فائنل عش ہے۔''

''اور جو تم اکثر گنگناتے تھے۔'' فرخ نے اسے یاد دلایا۔

ہے وہی عارضِ لیلیٰ وہی شیریں کا دہن
نگہ شوق گھڑی بھر کو جہاں ٹھہری ہے

فروا اسے بتا رہی تھی۔

یسریٰ اس کی بات سن کر ہنس پڑی۔ ''میں نے سوچا پتا نہیں کیا خاص بات ہے جو نے بتانی ہے۔''

''یہ تو وہ گفتگو ہے جو اتفاق سے میں نے سن لی۔ پتا نہیں کس کس کے ساتھ فلرٹ کیا ہوگا۔'' فروا نے سنجیدگی سے کہا۔ ''مجھے تو یہ تینوں دوست شکل سے ہی فلرٹ لگتے ہیں' خاص کر احد اور فرخ۔''

''خیر شکل سے تو نہیں لگتے۔'' یسریٰ نے فوراً تردید کی۔

''اتنے سمارٹ و ہینڈسم شخص سے یہ توقع رکھی ہی نہیں جاسکتی کہ اس نے پہلے کہیں فلرٹ نہیں کیا ہوگا۔''

''ہاں یہ تو ہے۔'' یسریٰ نے اعتراف کیا۔ ''لیکن جو گزر گئی اس سے کیا لینا دینا' ہاں آگے اگر ایسا ہو تو کچھ کہا جاسکتا ہے۔''

''تم اپنے آپ کو ان لڑکیوں سے الگ کیوں سمجھتی ہو' وہ بھی تمہاری جیسی ہی ہوں گی۔ ایک مرتبہ جسے فلرٹ کی عادت پڑ جائے اس کا سدھرنا مشکل ہوتا ہے۔''

''اب ایسا بھی نہیں ہے کم از کم میں ایسا نہیں سمجھتی۔ رہ گیا احد تو مجھے پتا ہے اسے مزید کسی فلرٹ سے کیسے بچانا ہے' تمہاری اطلاع کا شکریہ۔''

''دیکھ لو ہماری دوستی اتنی پرانی ہے اس لئے بتانا میرا فرض تھا۔'' وہ اپنے سرخ بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''یوں بھی کہتے ہیں کہ شادی سے پہلے اپنی دونوں آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں اور شادی کے بعد صرف ایک۔''

''تمہارے مشورے کا شکریہ۔'' یسریٰ نے خوش دلی سے کہا۔

فروا کے جانے کے بعد وہ بھی اٹھ کر لائبریری چلی گئی' اسماء بھی وہیں تھی۔

''میں نیچے اتر رہی تھی کہ تمہیں اور فروا کو باتیں کرتے دیکھ کر پھر اوپر آگئی تھی۔'' اسماء نے اسے بتایا۔

''ہاں وہ مجھے کچھ سنہری مشورے دے رہی تھی۔'' یسریٰ نے بیگ میز پر رکھ دیا اور اخبار اپنی جانب کھسکا لیا۔

''ایسے کون سے سنہری مشورے دے رہی تھی؟''

''وہ تو میں بعد میں بتاؤں گی' پہلے نائلہ پر آیا ہوا غصہ نکال لوں۔''

''کیوں کیا کیا اس نے؟''

''اس نے فروا کو پروپوزل کے متعلق بتا دیا ہے۔'' پھر اس نے اپنے اور فروا کے درمیان ہونے والی گفتگو اسے سنا دی۔

''نائلہ کو کچھ بتانا ہی نہیں چاہئے' اس کا پیٹ اچھا خاصا ہلکا ہے۔'' اس کو بھی غصہ آ گیا۔

''اور اگر احد اسے شکل سے فلرٹ لگتا تھا تو اس کے پیچھے پیچھے پھرنے کی کیا ضرورت تھی اسے؟''

''میں یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی فروا سے۔''

''اتنا سمجھ لو یسریٰ، وہ صرف تم دونوں کو لڑانا چاہتی ہے اور کچھ نہیں۔ محض اس لئے کہ وہ احد کو حاصل نہیں کر سکی تو اس کے لئے تم دونوں کو تکلیف پہنچائے۔ اس کی باتوں میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

''پاگل سمجھا ہے مجھے تم نے؟'' یسریٰ بولی۔ ''میں یہ نہیں کہتی کہ اس نے یہ سب کچھ نہیں کیا ہوگا ضرور کیا ہوگا لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اب وہ یہ کچھ نہیں کرے گا اور میں صرف اسی قدر چاہتی ہوں۔''

کہنے کو تو یسریٰ نے کہہ دیا تھا لیکن فروا کی بات نے اس کے ذہن میں ہلچل ضرور مچائی تھی۔ اس لئے جب وہ گھر جانے کے لئے گاڑی سٹارٹ کرنے لگی تو احد کو پارکنگ میں داخل ہوتے دیکھ کر رک گئی۔ احد کی بائیک ہمیشہ کی طرح اس کی کار کے قریب ہی کھڑی تھی۔

''گھر جا رہی ہو؟'' احد نے کار کی کھڑکی سے جھانکا۔

''نہیں۔'' اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔

''پھر کہاں کا ارادہ ہے؟''

''بازار جا رہی ہوں۔''

''شاپنگ کا ارادہ تھا تو نمرہ کو ساتھ لے لیا ہوتا۔''

''نہیں اچانک ہی پروگرام بنا ہے۔''

''اچانک کس چیز کی خریداری کا خیال آ گیا؟''

''ایک تو نیل پالش خریدنی ہے اور جوتے بھی لینے ہیں۔'' اس نے سٹیئرنگ کو انگلیوں

سے بجاتے ہوئے کہا۔

''مجھے تم لڑکیوں کے لمبے ناخن بالکل پسند نہیں ہیں' بالکل جنگلیوں والے لگتے ہیں۔''

''یہ تو خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔''

''اس حساب سے تو چیتے' ریچھ تم لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہوئے۔ اچھے خاصے بڑے ناخن پالے ہیں ان جانوروں نے۔''

''تم میں یا تو حسِ جمال نہیں ہے یا پھر بچپن کے کسی واقعے کا اثر ہے کہ تمہیں لڑکیوں کے حسین ناخن چیتے ریچھ کے ناخنوں کی طرح لگتے ہیں۔''

''بچپن کے کسی واقعے کا اثر؟'' وہ ہنسا۔ ''میرا بچپن چڑیا گھر میں تو نہیں گزرا۔''

''یہ تو تم ہی جانتے ہو گے' لمبے ناخنوں اور اونچی ہیل سے ڈرنے کی اصل وجہ کیا ہے؟'' یسریٰ نے کہا اور کار سٹارٹ کر دی۔

''یسریٰ!'' احد نے پیچھے سے آواز لگائی۔ ''سنو تو۔''

لیکن وہ کار نکال کر باہر لے گئی' گھر پہنچ کر وہ ابھی برآمدے میں بیٹھی نمرہ کو ہنس ہنس کر یہ قصہ سنا ہی رہی تھی کہ احد کی بائیک گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ اسے کھڑا کر کے احد انہی کے پاس آ گیا جو ابھی تک ہنس رہی تھیں۔

''شکر ہے تمہارا موڈ خوشگوار ہے۔'' وہ قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''نہ ہوتا خوشگوار تب بھی تمہارا کیا جاتا' نہ تو اس شہر میں اونچی ایڑیوں کی کمی ہے اور نہ لمبے ناخنوں کی۔'' یسریٰ نے ہنسی ضبط کی۔ ''تو نہیں اور سہی یہ تو تمہاری پرانی پالیسی ہے۔''

''تمہیں یہ سب فرخ کے بچے نے بتایا ہوگا' آج وہ مقتول ہو جائے گا میرے ہاتھوں۔''

''فرخ کا کیا قصور میرے کچھ اور بھی ذرائع ہیں۔''

''ان ذرائع نے یہ نہیں بتایا کہ اب فائنل عشق ہے میرا۔''

''بتایا تھا کہ ایک تو یہ عشق کسی پری سے کیا جا رہا ہے اور پھر فائنل کے بعد پہلی کی گنجائش تو رہتی ہی ہے۔''

''یہ فرخ کے علاوہ کوئی نہیں بتا سکتا' پھر وہ کرسی پر آگے ہو کر بیٹھ گیا۔ ''میری پری تو

تم ہی ہو' تمہارے علاوہ کوئی پری ہوسکتی ہے اس دنیا میں۔"

"باتیں بنانی خوب آتی ہیں اسے۔" یسریٰ نے نمرہ سے کہا جو اب بھی ہنس رہی تھی۔

"اس میں باتیں بنانے والی کیا بات ہے۔ تم ہی انصاف سے بتاؤ نمرہ کیا یہ پری نہیں ہے؟"

"یہ تو یقیناً پری ہے لیکن وہ والی اور یہ والی پری ایک ہی ہیں؟"

"سو فیصد۔" وہ جلدی سے بولا۔

"تو پھر سمجھو یہ پری اُڑ گئی' تمہارے متعلق یہ سب کچھ جاننے کے بعد۔" یسریٰ اٹھ کر اندر جانے لگی۔

"اسے روکو نمرہ۔"

"مجھے کیا ضرورت ہے۔" وہ مکر گئی۔ "روکنے کا شوق ہے تو خود روکیں۔"

ان پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام
قدرتِ حق سے یہی حوریں اگر واں ہوگئیں

وہ اس کے پیچھے ہی اندر چلا آیا۔

"یہ کس نے کہہ دیا تم سے کہ تم خدانخواستہ جنت میں جاؤ گے۔" اس نے کچن میں جا کر چائے کی کیتلی چولہے پر رکھی۔

بخشا گیا جو احد سیہ کار دیکھنا
جنت کہے گی آگ لگا دی جلا دیا

(داغ سے معذرت کے ساتھ With due apology from Dagh) وہ ہنسی۔

"ویسے سچ سچ بتانا کہ یہ بات تمہیں فرخ نے نہیں بتائی ہے؟" وہ ڈائننگ ٹیبل پر آ گیا۔

"اندازہ لگاؤ۔"

"فرخ یا عظیم۔ ویسے عظیم کو میں اس لئے فہرست سے نکال رہا ہوں کہ وہ اور ٹائپ کا لڑکا ہے۔ فرخ البتہ شوخی میں آ کر پرانے سارے راز فاش کر سکتا ہے۔"

"نہیں مجھے ان دونوں میں سے کسی نے کچھ نہیں بتایا۔" اس نے ایک پیالی احد کے سامنے رکھی اور دوسری خود لے کر وہیں ڈائننگ چیئر پر بیٹھ گئی۔

"پھر؟"

"مجھے فروا نے بتایا ہے۔"

"کیا فروا نے؟ لیکن اسے کیسے پتہ چلا یہ سب؟"

"ہوسکتا ہے تمہاری فلرٹ والی سنچری میں وہ بھی شامل ہو۔"

"تم سے ملنے کے بعد میں نے فلرٹ کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے تمہاری قسم۔"

"خبردار میری قسم کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تاکہ مروں تو میں مروں۔ بھلا کس خوشی میں' قسم کھانے کا اتنا شوق ہے تو اپنی قسم کھاؤ۔"

"عورتوں میں غالباً تم پہلی ہو جس نے قسم کا صحیح فلسفہ سمجھ لیا ہے اور اس بات سے خوش نہیں ہوتیں۔" وہ ہنسا۔ "بہرحال میں یہ بات نہیں مان سکتا کہ تمہیں یہ سب کچھ فروا نے بتایا ہے۔"

"تمہارے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے۔" پھر اس نے اپنے اور فروا کے درمیان ہونے والی گفتگو اسے سنا دی۔

"اسی لئے میں کہتی ہوں کہ باتیں کرتے وقت دیکھ لیا کرو کہ اردگرد کون کون موجود ہوتا ہے۔"

"رہنے بھی دو اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ سب فروا کی کارستانی ہے تو میں بھول کر بھی یہ سب قبول نہ کرتا۔" احد نے چائے کی خالی پیالی میز پر رکھی۔

"پتا ہے مجھے اس لئے میں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا تھا تم سے قبول کروانے کا۔" یسریٰ ہنسی۔

"خیر خیر قبولوایا ہی ہے اگلوا کچھ نہیں سکیں۔"

"چاہتی تو یہ بھی کر سکتی تھی مجھے چیلنج مت کرو۔" وہ چائے کے برتن سنک میں دھونے لگی۔ ابھی وہ برتن دھو کر مڑی ہی تھی کہ ماموں جان دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ یسریٰ نے احد کو دیکھا جو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا سگریٹ کے دھوئیں کے رنگز بنا رہا تھا۔ ماموں جان کی

نظر آتے ہی احد پر پڑی تھی' یسریٰ نے کھنکھار کر اسے متوجہ کیا۔ ان پر نظر پڑتے ہی وہ میز سے اتر آیا۔

''ماموں جان' یہ احد ہے اور یہ میرے ماموں جان ہیں۔'' اس نے جلدی جلدی تعارف کروایا۔

تھوڑی دیر کی رسمی بات چیت کے بعد ماموں جان یسریٰ کو چائے بنانے کا آرڈر دے کر احد کو اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے گئے۔

''ماموں جان سے ٹاکرا شروع ہو گیا احد بھائی کا؟'' نمرہ کچن میں داخل ہوئی۔

''ہاں لیکن اتنی جلدی نہیں ہونا چاہیے تھا۔''

''کیوں؟''

''ابھی تو احد نے زراعت کے متعلق ایک کتاب بھی نہیں پڑھی۔''

نمرہ ہنسی۔ ''تو یہ ارادے تھے اب یہ چائے لے جاؤ اور دیکھو صورتِ حال کیا ہے۔''

یسریٰ نے پہلے تو ڈرائنگ روم کے اندر جھانکا' وہاں کی صورتِ حال اچھی خاص خوشگوار تھی۔ اس نے شکر کا کلمہ پڑھا اور اندر داخل ہو گئی۔ ماموں جان احد کو پھلوں کی پیو کاری کے متعلق بتا رہے تھے۔ وہ چپ چاپ ڈرائنگ روم سے نکل آئی' شام کو نمرہ نے آ اسے بتایا۔

''ماموں جان نے امی کو اوکے کی رپورٹ دے دی۔''

''اس کا اندازہ مجھے اسی وقت ہو گیا تھا جب میں چائے لے کر گئی تھی۔ ماموں جا اس وقت بہت جوش و خروش سے پھلوں کی پیوند کاری کے متعلق بتا رہے تھے اور وہ ایسی دلچ سے سن رہا تھا جیسے یہ اس کا واحد پسندیدہ موضوع ہو۔''

☆======☆======☆

ماموں جان کی اوکے رپورٹ کے صرف ایک ہفتے بعد یسریٰ کی انگلی میں پڑنے والی سونے کی نازک سی انگوٹھی نے ان دونوں کو ایک نئے اور خوبصورت بندھن میں باندھ دیا۔ یہ سب کچھ اتنی آسانی سے اور اس قدر جلدی ہو جائے گا یہ دونوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ احد کے گھر والوں کو بہت زیادہ جلدی تھی خاص کر اس کے ابو کو۔ انہیں اتنا خوش دیکھ کر یسریٰ کو احساس ہوا کہ وہ درحقیقت احد کو کتنا زیادہ چاہتے ہیں۔ یسریٰ زندگی میں اتنی خوش پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی' یہ ٹھیک ہے کہ امی جان نے انہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی تھی اور ان کے منہ سے نکلنے سے پہلے ان کی خواہشات پوری کرتی تھیں لیکن یسریٰ نے اپنے لئے کبھی کسی خواہش کا اظہار بھی نہیں کیا تھا' اس نے اپنی ہر خوشی کو امی اور نمرہ سے وابستہ کر رکھا تھا لیکن آج اسے احساس ہوا تھا کہ کچھ خوشیاں انسان کی اپنی ذات سے بھی وابستہ ہوتی ہیں اور پھر امی اور نمرہ بھی تو بہت خوش تھیں ناں۔

پیور سلک کے فیروزی سوٹ کے اوپر خوبصورت اور نفیس کام والا دوپٹہ کندھوں پر ڈالے وہ بہت نکھری نکھری لگ رہی تھی۔ احد کی فرمائش پر اس نے بال بھی کھول رکھے تھے' سب مہمان آ چکے تھے۔ فروا نے معذرت کر لی تھی کہ وہ اسلام آباد جانے کی وجہ سے نہیں آ سکتی۔ مامی جان اور سلمان کے علاوہ باقی سب ہی خوش تھے۔ مامی جان کو قلق تھا کہ ان کے اتنے اچھے اور سعادت مند بیٹے کے ہوتے ہوئے آخر انہیں باہر شادی کرنے کی کیا سوجھی۔ وہ تو نند سے کچھ اکھڑی اکھڑی سی تھیں یہی حال سلمان کا تھا۔ اسے امید تھی کہ بالآخر اس کی شادی یسریٰ سے ہو جائے گی لیکن اب اس کی تمام امیدوں پر اوس پڑ چکی تھی۔ ماموں جان

البتہ اسی طرح خوش نظر آرہے تھے جیسے ہمیشہ دکھائی دیتے تھے۔ یسریٰ نے دوستوں کے
ساتھ خوش گپیوں میں مصروف احد کی جانب دیکھا' اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
آج بھی بغیر کسی اہتمام کے عام سی نیلی جینز اور ٹین کلب کی قمیص میں ملبوس چلا آیا تھا اور تب
بھی اچھا لگ رہا تھا۔ احد کے امی ابو نے تو کچھ لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔
''ہمیں سامان اور کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے' وہ تو پہلے ہی اللہ کا دیا سب کچھ ہے ا
یہ سب کچھ احد اور یسریٰ کا ہی ہے' عنبرین کی تو یوں بھی شادی ہو جانی ہے۔'' انہوں نے کہ
''ہمیں صرف اور صرف آپ کی بیٹی چاہیے۔''
''میرا خیال ہے اب رسم شروع کر دیں۔'' احد کی امی کی آواز یسریٰ کو واپس اس محف
میں کھینچ لائی۔
''ضرور۔'' امی نے کہا۔
''آج سارے شعر ذہن سے نکل گئے ہیں ورنہ آج تو پورا قصیدہ پڑھنے کو جی چاہ
ہے۔'' احد نے یاقوت جڑی انگوٹھی کیس سے نکالی۔
''سال بھر سے تم ہی شعر پڑھ رہے ہو آج کچھ یسریٰ کو بھی بولنے کا موقع دو۔'' فر
بولا۔
''ہاں جی!'' اسماء مسکرائی۔ ''آج یسریٰ کی باری ہے۔''
''پھر ارشاد ہو کچھ۔'' عظیم نے کہا۔
''ہوں!'' اس نے ایک لمحے کو سوچا پھر مسکرا کر بولی۔

چھپایا بہت ہم نے پہلو میں دل کو
کوئی لینے والا مگر لے گیا

اس کا شعر سن کر سبھی ہنس پڑے' احد بہت رسان سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔
''بھائی اب پہنا بھی دو انگوٹھی۔'' عنبرین نے بے چینی سے کہا۔
''ہاں بیٹا اب بسم اللہ کر دیں۔'' ماموں جان بولے۔
''ایک منٹ۔'' کیمرا سیٹ کرتا نصرت جلدی سے بولا۔
''اس موقع پر میرے امریکہ جانے کے متعلق دعا کر دو' شاید اللہ تعالیٰ کو مجھ پر کچھ

آ جائے۔''
''ہمیں کرنے کو یہی دعا رہ گئی ہے کیا؟'' احد نے اسے گھورا۔
''کر دو تمہارا کیا چلا جاتا ہے۔'' نائلہ نے سفارش کی۔
''میں تو ہرگز اس قسم کی دعا نہیں کروں گا' میرے پاس اچھی اچھی دعاؤں کا بہت بڑا
سٹاک پڑا ہوا ہے۔'' احد صاف مکر گیا۔
''اچھا میں کر دیتی ہوں۔'' یسریٰ کو نصرت سے ایک دم بہت سی ہمدردی محسوس ہونے
لگی تو اس نے جلدی سے کہا۔ ''اللہ میاں جی پلیز نصرت کی یہ خواہش اب تو پوری کر دیے
اس کے لئے کوئی سبب پیدا کر کہ یہ بیچارا بھی امریکہ چلا جائے۔''
''تھینک یو یسریٰ!'' نصرت خوش ہو گیا۔ ''کی تو تم نے بہت مسکین سی دعا ہے لیکن
گزارے کے لئے کافی ہے۔''

☆======☆======☆

پھر کتنے ہی دن دبے پاؤں گزر گئے' امی بے حد مطمئن تھی اور یسریٰ کو دوہری خوشی تھی
اس کی پسند سے سب مطمئن تھے۔ مامی جان نے جاتے جاتے بھی شکوہ کیا تھا لیکن امی نے
نہایت ملائمت سے انہیں بتا دیا تھا کہ ان کی خوشی وہی ہے جو یسریٰ کی خوشی ہے اور پھر سلمان
کے لئے تو پہلے بھی انکار ہو چکا تھا۔ ماموں جان کی محبت اور شفقت البتہ ویسی ہی تھی۔
''آج گھر میں تمہیں کوئی خاص کام تو نہیں ہے؟'' احد نے کلاس روم میں داخل ہو کر
اس سے پوچھا۔
''نہیں کوئی خاص کام تو نہیں ہے۔'' اس نے پروفیسر صدیقی کے لیکچر کے اختتام پر
اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا۔ ''لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم کہاں تھے؟ کلاس میں کیوں نہیں آ
ئے؟''
''جو کچھ پروفیسر صاحب پڑھا رہے تھے اس سے زیادہ مجھے آتا ہے پھر خواہ مخواہ وقت
کیا ضائع کرنا۔''
''تمہارا کوئی پروگرام ہے آج؟'' یسریٰ بیگ کندھے پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
''ہاں آج بھٹہ مزدوروں سے ملنے جانا ہے۔''

"میرا جانا ضروری ہے کیا؟"

"اب تو تمہارا میرے ساتھ جانا ہر جگہ ضروری ہے۔" اس نے یسریٰ کی سیاہ خوابناک آنکھوں میں جھانکا۔

"میں تیار ہوں۔" اس نے یاقوت سے مزین سونے کی نازک سی انگوٹھی انگلی میں گھمائی۔

ان کی کار گیٹ سے نکلنے لگی تھی کہ اچانک نصرت نے سامنے آکر ہاتھ لہرانا شروع کر دیا۔

"کیا بات ہے؟" احد نے کار روک کر کھڑکی سے سر باہر نکالا۔

"تم سے نہیں یسریٰ سے ہے۔" وہ یسریٰ کی طرف والے دروازے کی طرف چلا آیا۔

"مجھ سے؟"

"ہاں تم سے۔" وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔ "یہ بتاؤ کہ تمہیں مٹھائی میں کیا پسند ہے؟"

"مجھے تو ہر میٹھا اچھا لگتا ہے لیکن لگتا ہے تمہارے پاس کوئی خاص خبر ہے۔ تم خبر۔ میں اسی کے مطابق والی مٹھائی کھاؤں گی۔"

"گیس کرو۔"

"تم امریکہ جا رہے ہو؟" یسریٰ کو ایک دم سمجھ میں آ گیا اور وہ جوش سے بولی۔

"بالکل۔" وہ ہنسنے لگا۔ "اور یہ سب تمہاری دعا کا نتیجہ ہے۔"

احد کار سے اتر آیا۔ "بہت مبارک ہو ویسے کب جا رہے ہو؟"

"کچھ پیسوں کا مسئلہ ہے جیسے ہی حل ہوا چلا جاؤں گا، شاید اسی سال کے آخر تک یا سال کے شروع میں۔" وہ بولا۔ "ہاں یسریٰ اب بتاؤ کون سی مٹھائی؟"

"حافظ کا ملتانی سوہن حلوہ۔" اس نے فوراً کہا۔ "مجھے بے تحاشا پسند ہے۔"

"بس ٹھیک ہے لیکن یہ صرف تمہارے لئے ہے کیونکہ دعا تم نے کی تھی، احد کو ایک بھی نہیں دینا اس کا۔"

"دیکھو احد اس وقت دعا کر لیتے تو کتنے فائدے میں رہتے۔" یسریٰ ہنسی۔

"تم لوگ شاید کہیں جا رہے تھے میں نے روک لیا۔" اسے جیسے اچانک خیال آیا۔

"نہیں ہمیں کوئی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی۔" یسریٰ نے مروتاً کہا۔

"بہر حال اب تم لوگ جہاں جا رہے ہو جاؤ، میں ڈیپارٹمنٹ میں سب کو خبر سنا آؤں۔"

وہ ایک بار پھر کار میں بیٹھ گئے۔

"اور کون کون جا رہا ہے وہاں؟" کار سے باہر کا نظارہ کرتے ہوئے یسریٰ نے پوچھا۔

"جعفری، نگہت امام، سمیعہ اعزاز اور علیم زبیر۔"

"علیم زبیر بھی؟"

"ہاں۔"

"زہر لگتا ہے مجھے وہ شخص۔"

"بہر حال وہ اس ٹیم کا ایک رکن ہے اور پھر۔" وہ یسریٰ کی طرف مڑا۔ "محض اس لئے اسے برا کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔"

"اس کے آئیڈیاز احد۔ یہ آئیڈیاز ہیں جو اسے ناپسند بناتے ہیں۔"

"اسے صرف اسی لئے ریجیکٹ نہیں کیا جا سکتا، ہم تو اپنی سوسائٹی میں ڈاکو قاتل تک کو ریجیکٹ نہیں کر سکتے۔ نہ معاشی اور سماجی لحاظ سے اور نہ سیاسی لحاظ سے، پھر علیم زبیر نہ تو ڈاکو ہے اور نہ قاتل۔"

"میرے لاجواب ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں تمہاری بات سے متفق ہوں۔"

"یہ تو تمہاری پرانی عادت ہے۔" احد ہنسا۔ "اب بحث ختم کر کے یہ کیسٹ لگا دو۔"

اس نے ایک کیسٹ یسریٰ کی جانب بڑھائی۔ تھوڑی ہی دیر میں یسریٰ کی آواز پائنیرز کے سپیکرز سے نکل کر کار کے اندر چاروں طرف پھیل گئی۔

کہڑی گل ماہیا وے توں مکھ ساکوں موڑیا
دل ساڈا غماں دے سمندراں اچ روڑیا
ایسے دل چندر دکھاں وچ میں پھسیاں
دکھاں وچ میں پھسیاں ہائے
اکھاں چھم چھم وسیاں

یسریٰ نے ڈیک بند کر دیا۔

''کیا ہوا؟'' احد نے نگاہیں ونڈ سکرین سے ہٹا کر اس کے چہرے پر مرکوز کر دیں۔

''آئندہ یہ نہیں سننا ہم نے۔''

''کیوں؟''

''بس نہیں سننا میں نے کہہ تو دیا ہے۔ میں منگنی ہو جانے کے بعد اس قسم کی بات بالکل نہیں سن سکتی۔ مجھے بدشگونی کی بات لگتی ہے کوئی اچھا سا گانا لگاؤ۔''

''تم لڑکیاں کتنی بھی پڑھ لکھ جاؤ ان شگون اور وہموں کے چکر سے نہیں نکل سکتیں۔'' وہ ہنسا۔ ''اب مجھے ہی دیکھ لو ڈیڑھ گھنٹے کی اس کیسٹ میں تمہارے علاوہ کسی کی بھی آواز نہیں ہے۔''

''میں نہیں مانتی۔'' اس نے بے یقینی سے کہا۔ ''یعنی؟''

''ہاں، یعنی کہ جہاں یہ غزل ختم ہوتی ہے وہیں سے دوبارہ شروع ہو جاتی ہے۔'' احد نے اس کی بات کاٹی۔ ''اور میں رات کو یہ سنے بغیر نہیں سوتا۔''

''تم واقعی پاگل ہو۔'' یسریٰ حیران تھی۔

''عشق انسان کو ایسے ہی پاگل کر دیتا ہے۔'' اس نے کار سڑک سے اندر کچے کی جانب موڑی جہاں دور سے ہی بھٹہ دکھائی دے رہا تھا۔ احد نے اپنی آلٹو عمیر جعفری کی نسان پٹرول کے ساتھ پارک کر دی۔

''عمیر کو یہاں یہ گاڑی لانے کی کیا ضرورت تھی؟'' احد بڑبڑایا۔

''پھر کیا لاتا؟''

''وہ یہاں بھٹہ مزدوروں سے ملنے آیا ہے' وہ ایسے شخص سے اپنے مسائل کیا ڈسکس کریں گے جو صورت شکل اور رہن سہن سے بھٹہ مالک سے بھی زیادہ سرمایہ دار دکھائی دیتا ہے۔''

''گاڑی تو گاڑی ہے۔'' یسریٰ اترتے ہوئے بولی۔ ''اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ بارہ لاکھ کی گاڑی پر آتا ہے یا دو لاکھ کی۔''

''یہ بھٹہ مزدور ان پڑھ ہیں جاہل نہیں۔'' احد نے گاڑی لاک کی۔ ''وہ بھی جانتے

ہیں کہ کون سی گاڑی ضرورت ہے اور کون سی سٹیٹس سمبل۔''

ابھی وہ چند قدم ہی چلے تھے کہ نگہت امام نے بھی ان کے پیچھے پیچھے اپنی پجیرو پارک کی' اسے ساتھ لے کر وہ بھٹے کی طرف چل دیئے۔ علیم زبیر کو مزدوروں کے ساتھ باتیں کرتے دیکھ کر یسریٰ کا موڈ ایک دم آف ہو گیا۔ احد آگے بڑھ گیا اور وہ وہیں مزدور بچوں کے ساتھ ان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی اینٹیں دیکھنے لگی۔

''باجی آپ کے پاس بھی گڈی (گاڑی) ہے؟'' ایک بچے نے اس سے بہت اشتیاق کے ساتھ سوال کیا۔

اس نے سر اٹھا کر بچے کو دیکھا۔ پھٹی ہوئی بنیان اور شکن آلود شلوار اس کے دھوپ سے سنولائے ہوئے جسم کو چھپانے سے قاصر تھے۔ سر کے بے ترتیب بال پسینے کی وجہ سے ماتھے پر چپک گئے تھے' اس کے سانولے چہرے پر گویا صرف وہ دو آنکھیں ہی تھیں جو مجسم اشتیاق تھیں' مجسم سوال تھیں۔

''ہاں۔'' اس نے بلا وجہ خود کو مجرم محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''بڑی ہے یا چھوٹی؟'' بچے نے دوسرا سوال کیا۔

''چھوٹی۔''

بچے کی آنکھوں سے یکا یک دلچسپی ختم ہو گئی۔ وہ ایک بار پھر اینٹیں ٹھیک طور سے جمانے میں مصروف ہو گیا۔ یسریٰ وہیں پتھر پر بیٹھ گئی' عورتیں اور بچے اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔

''تم یہاں الگ تھلگ بیٹھی کیا کر رہی ہو؟'' ایک مردانہ آواز نے اسے محویت سے نکالا۔

اس نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا' علیم زبیر پسینے میں تر کھڑا ہوا تھا۔ یسریٰ کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیل گئے۔

''اگر تمہیں میرا یہاں آنا ناگوار گزر رہا ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔'' وہ بولا۔ ''یہاں تو میں کچھ سایہ دیکھ کر چلا آیا تھا۔''

یسریٰ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ''پہلی بات تو یہ کہ آپ کے لئے میں ''آپ ہوں'' ''تم''

نہیں۔ دوسری بات یہ کہ مجھے آپ کے یہاں آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے' آپ یہا
سائے میں بیٹھ سکتے ہیں۔''

یہ کہہ کر وہ تیزی سے اس سمت بڑھ گئی جہاں احد' عمیر جعفری کے ساتھ کھڑا
مزدوروں سے باتیں کررہا تھا۔ گرمی اپنے عروج پر تھی' احد بھی پسینے میں شرابور تھا۔ نگہت ا
اور سمیعہ اعزاز ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھرموس سے کولڈ ڈرنکس نکال کر پی رہی تھیں۔ ا
کی جانب بڑھتے ہوئے یسریٰ کو شدت سے اپنی پشت پر علیم زبیر کی نگاہوں کی گرمی محسو
ہورہی تھی۔

''یسریٰ۔'' درخت کے نیچے چھاؤں میں بیٹھی سمیعہ اعزاز نے اسے پکارا۔ ''وہا
بہت گرمی ہے یہاں آجاؤ۔''

اس نے ایک نظر احد اور عمیر جعفری کی جانب دیکھا۔ عمیر کے چہرے پر گرمی
پریشانی اور بیزاری کے آثار نمایاں تھے جبکہ احد پوری توجہ سے اپنی نوٹ بک پر کچھ لکھ رہا تھا
وہ نگہت اور سمیعہ کی جانب مڑ گئی۔

''اُف خدا اتنی گرمی ہے۔'' نگہت نے کولڈ ڈرنک گلاس میں ڈال کر یسریٰ کی جانب
بڑھایا۔

''احد نے بھی کچھ لیا؟''

''تم ہر وقت اس کی فکر نہ کیا کرو۔'' سمیعہ اعزاز ہنسی۔ ''اس طرح مرد سر چڑھ جا
ہیں۔''

''اس میں سر چڑھنے والی کیا بات ہوئی؟'' یسریٰ نے ناگواری سے کہا۔

''ابھی تم یہ بات نہیں سمجھو گی۔'' نگہت نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔ ''یہ کتنے ہی پڑھ لکھ
جائیں ان میں شاونزم ختم نہیں ہوتا اور جب یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی لڑکی ان کی محبوبہ یا بیوی ا
کے لئے پریشان ہورہی ہے تو یہ ہر طرح سے ایکسپلائٹ کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے
کہ آج کی عورت آزاد ہے۔''

''احد کو کولڈ ڈرنک آفر کرنے کے باوجود بھی میں آزاد ہی رہوں گی کیونکہ میرے
نزدیک آزادی کا مفہوم تھوڑا سا مختلف ہے۔'' وہ گلاس لے کر احد کی طرف چل پڑی۔

''یہ تو خاصی کنزرویٹو ہے۔'' جاتے جاتے سمیعہ اعزاز کی آواز اس کی سماعت سے
ٹکرائی۔

''احد تھوڑی دیر ریسٹ کرلو۔'' اس نے اپنائیت سے کہا۔

احد نے سکربل پیڈ پر لکھتے لکھتے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ ''ایک منٹ۔'' وہ پھر
مزدوروں کی جانب متوجہ ہوگیا۔

''یہ گلاس مجھے دے دیں یسریٰ۔'' عمیر جعفری نے بے تکلفی سے ہاتھ آگے بڑھایا۔

''آپ کے لئے نگہت نے وہاں خاصا اہتمام کررکھا ہے ان سے لے لیں۔'' یسریٰ
نے بے نیازی سے کہا۔

''یار میں چلتا ہوں تھوڑا سا حلق ہی تر ہوجائے۔'' عمیر جعفری احد سے کہہ کر اسی
درخت کی جانب چل پڑا جس کے نیچے نگہت امام اور سمیعہ اعزاز بیٹھی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر
بعد احد بھی فارغ ہوگیا' یسریٰ نے گلاس اس کی جانب بڑھایا۔

''تھینک یو۔'' اس نے ایک گھونٹ بھرا۔

''تمہاری پوری شرٹ پسینے میں بھیگ گئی ہے چلو چھاؤں میں۔''

وہ قریبی درخت کے تنے کے ساتھ لگ کر کھڑے ہوگئے۔

''تم نے بھی کچھ کھایا پیا ہے؟'' احد کو اچانک خیال آیا۔

''ہاں ہاں میں نے لے لیا ہے۔'' اس نے بولنے کو جھوٹ بول تو دیا لیکن عادت نہ
ہونے کے باعث کافی لڑکھڑاتے انداز میں۔

''اتنی بڑی ہوگئی ہو اب تو جھوٹ جھوٹ کی طرح بولنا سیکھ لو۔'' احد نے کہا تو وہ ہنس
پڑی۔

''یہ ایک گلاس کافی ہوگا ہم دونوں کے لئے۔'' اس نے ہاتھ بڑھا کر احد کے ہاتھ
سے گلاس لے لیا اور چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگی۔

''تمہارے پاس کوئی ٹشو پیپر ہوگا؟'' احد نے پوچھا۔

''ہاں ہے۔'' اس نے بیگ سے ٹشو پیپرز کا چھوٹا سا پیکٹ نکال کر احد کو تھما دیا۔

یسریٰ کو اپنا آپ اور احد بہت سی نگاہوں کے حصار میں نظر آئے۔ علیم زبیر اب بھی

وہیں بیٹھ کر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ دوسری جانب سمیعہ، نگہت اور عمیر کی نگاہیں بھی دونوں کی جانب تھیں۔ وہ محسوس کر سکتی تھی کہ ان تینوں کی باتوں کا مرکز بھی اس کی اور ا ذات ہی ہے لیکن لگتا تھا کہ احد ان سب باتوں سے بے پرواہ، اس کی تمام توجہ کا یسریٰ تھی جس سے بے تکان باتیں کرنے میں وہ مصروف تھا۔

تھوڑی دیر بعد یسریٰ کی غائب دماغی کو محسوس کر کے وہ بولا۔ "تم کدھر گم ہو؟"

"کہیں نہیں یہیں ہوں، تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔"

"چلو وہیں چلتے ہیں سب کے پاس۔"

وہ دونوں عمیر، سمیعہ اور نگہت کی جانب بڑھے تو علیم زبیر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھ اور اسی سمت چل پڑا۔

"آئندہ اتنی گرمی میں یہاں کبھی نہیں آنا۔" عمیر جعفری نے کہا۔ گرمی کی شدت اس کا گورا رنگ سرخ ہو رہا تھا۔

"یہ مزدور جن کے لئے آپ مہم چلانا چاہتے ہیں یہ بھی تو اسی گرمی میں کام کر رہ ہیں۔" یسریٰ نے احد کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ان کی تو روزی اسی سے وابستہ ہے اس لئے ان کی مجبوری ہے۔ ہماری تو مجبوری نہیں ہے، مہم سردیوں میں بھی شروع کی جا سکتی ہے۔"

"تب تک یہ اسی چکی میں پستے رہیں گے۔"

"اوہو تم تو جذباتی ہو گئی ہو۔" نگہت نے ٹشو پیپر سے پسینہ پونچھا۔ "جعفری نے ا آفس کا پتا دے دیا ہے، کوئی مشکل ہوئی تو یہ خود وہاں آ جائیں گے، ہم نے ان سے مدد کر کا وعدہ کیا ہے۔"

"تو پھر اب دیر کا ہے کی ہے؟" علیم زبیر بولا۔ "اب چلتے ہیں۔"

"ابھی میرا تھوڑا سا کام رہتا ہے۔" احد نے اپنے سکریبل پیڈ سے نظریں اٹھائیں۔

"یہ لوگ اب ہم سے خود رابطہ کریں گے میں انہیں فون نمبر بھی دے آیا ہوں اور آ کا پتا بھی سمجھا دیا ہے میں نے۔" جعفری بیزاری سے بولا۔

"جعفری! ایسے کیسے کام چلے گا، یہ صبح سے شام تک مزدوری کرنے کے بعد ویگن بد

بدل کر میری تمہاری تلاش میں مارا ماری کریں گے۔"

"خواجہ صاحب اپنے بندے بھجوا دیں گے، اصل چیز تو قانونی مدد ہے ناں۔" جعفری اب واقعی بیزار تھا۔

"تمہاری مرضی ہوئی احد تو تم دوبارہ آ جانا لیکن میں اب اس گرمی میں مزید یہاں نہیں بیٹھ سکتی۔" سمیعہ اعزاز اٹھ کھڑی ہوئی۔ "میں گاڑی میں اے سی کھول کر بیٹھ رہی ہوں تم لوگ آتے رہنا۔"

"احد ابھی چلتے ہیں، پہلے ان نوٹس کو ڈسکس کر لیں جو تم نے بنائے ہیں۔ پھر دوبارہ آنے کی ضرورت ہوئی تو دوبارہ آ جائیں گے۔" علم زبیر نے کہا تو واپسی کا سفر شروع ہوا۔

"وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔" احد نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔ "یہاں سب کا ہی کہنا تھا کہ تم لوگ اتنی بڑی بڑی گاڑیوں میں آتے ہو، تم ہم میں سے نہیں ان سرمایہ داروں میں سے ہو جو ہمارا استحصال کر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ میں نے محسوس کیا کہ ان میں سے کوئی بھی کام میں دلچسپی نہیں لے رہا اور یہ پروجیکٹ ایسا نہیں ہے جس پر میں اکیلے کام کر سکوں۔"

"تم شروع تو کر سکتے ہو۔" یسریٰ نے اسے تسلی دی۔ "تم اتنے کام سے آغاز کرو سمیعہ نے تصویریں کھینچی ہیں ان لوگوں کی تم انہیں بھی اپنے کام میں استعمال کر سکتے ہو۔"

"یہ تو میں کروں گا ہی لیکن یہ درحقیقت مہم کا صرف ایک حصہ ہے، جب تک ہر طرف سے دباؤ نہیں پڑے گا تب تک کوئی بھی ٹھوس اور عملی کام نہیں ہو گا۔"

احد کا موڈ خاصا بگڑا ہوا تھا اس لیے یسریٰ نے اس سے علیم زبیر کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ اگلے چند دن اور بے حد مصروف رہا، کبھی خواجہ لاء چیمبرز میں، کبھی عمیر جعفری کی طرف، کبھی اخبار کے دفتر اور کبھی لاہور کے مضافات میں واقع بھٹوں میں۔

"تم اسی طرح گرمی میں مارا ماری کرتے رہے تو بیمار ہو جاؤ گے۔" یسریٰ اس کے لئے پریشان تھی۔

"بس چند دنوں کی بات ہے میں نے ان مزدوروں سے وعدہ کیا تھا، وہ ہر حال میں مجھے پورا کرنا ہے۔ میں اس کے لئے سردیوں کا انتظار نہیں کر سکتا۔"

"دیکھو میں یہ نہیں کہتی کہ تم کام نہ کرو لیکن مسئلہ یہ ہے کہ صرف تم ہی یہ کام کر رہے ہو،

کب تک اکیلے لڑتے رہو گے یہ جنگ؟''

''میں نے خواجہ صاحب کے ساتھ ڈسکس کیا ہے جلد ہی وہ قانونی کارروائی شروع کر دیں گے۔'' احد نے کہا۔ ''اور ہاں شام کو نگہت امام کی طرف ڈنر ہے تم بھی انوائیٹڈ ہو۔''

''اچھا میں تیار رہوں گی۔''

شام کو جب وہ احد کے ساتھ گولڈن کرش سلک کے کُرتا شلوار میں ملبوس کرمپلڈ سلک کا بڑا سا دوپٹا کندھوں پر ڈالے نگہت امام کے لان میں پہنچی تو ہر نگاہ انہی دونوں کی جانب اٹھی ہوئی تھی۔

''کتنا اچھا کپل ہے۔'' ایک سینئر بیوروکریٹ کی نازک اندام بیوی نے انہیں دیکھ کر کہا۔ نگہت نے انہیں دیکھا تو انہی کی طرف چلی آئی۔

''آج تو یسریٰ بالکل گڑیا لگ رہی ہو نازک اور خوبصورت۔''

''شکریہ۔''

''احد کا تو اکثر لوگوں سے تعارف ہے آؤ میں تمہیں سب سے ملواؤں۔'' اس نے یسریٰ کا ہاتھ تھام لیا۔

یسریٰ تھوڑی ہی دیر میں بیزار ہو گئی ایک تو اس لئے کہ وہ زیادہ سوشل نہیں تھی۔ پار اسے پسند تھیں لیکن اتنے ڈھیر سارے مہمانوں کے ساتھ نہیں صرف چند دوستوں کے سا اور دوسرے یہ کہ یہاں علیم زبیر موجود تھا۔ بلکہ اس جیسے اور بھی بہت سے لوگ تھے جو تر کے نام پر انسانیت اور تہذیب کی سطح سے بہت زیادہ نیچے گر سکتے تھے۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ کولڈ ڈرنک کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتے ہوئے پارٹی میں موجود لوگوں کا جائزہ ل لگی۔

احد ایک صوبائی وزیر اور اس کے حواریوں کے درمیان کھڑا ان سے بھٹہ مزدورو کے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم کے متعلق بات کر رہا تھا۔ سبھی خوش گپیوں میں مصرو تھے' کہیں پر عورتیں گنزا آف جاپان اور شانزے لیزے کی شاپنگ کا تذکرہ کچھ اس ان سے کر رہی تھیں جیسے جاپان اور پیرس سے نہیں لاہور کی لبرٹی اور شادمان مارکیٹ سے خرید لائی ہوں۔ مردوں کے درمیان امپورٹ ایکسپورٹ لائسنس اور پرمٹوں کے تذکر

ہو رہے تھے۔ کس کا ٹینڈر نکلنے کی توقع ہے' کون سا پلان کب تک تعمیر ہو جائے گا اور اب کون سی گاڑی کا کون سا ماڈل زیادہ چلنے کی توقع ہے۔ کچھ خواتین و حضرات کے درمیان ادب اور فلسفہ زیر بحث تھا۔ کچھ وزیر اور مشیر عوام کے ساتھ ہونے والے مظالم اور ان کے مسائل پر بحث کر کے ان کا غم سگار کے دھوئیں کے ساتھ فضا میں اُڑا رہے تھے۔

''اتنے لوگوں کی موجودگی میں اس قدر الگ تھلگ۔'' نگہت امام نے مسکرا کر کہا تو وہ چونکی۔

''میں سب کو دیکھ رہی تھی ان کی باتیں سن رہی تھی۔''

''میں نے محسوس کیا ہے کہ تم ذرا بھی سوشل نہیں ہو۔'' وہ بے تکلفی سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔ ''اس طرح تو تمہارا احد کے ساتھ گزارا مشکل ہو گا۔''

''ہاں احد سوشل ہے لیکن زندگی گزارنے کے لئے یہی ایک Requirement تو نہیں ہے۔''

''اچھا چھوڑو اس بات کو وہاں ہمارے پاس ہی آ جاؤ۔'' نگہت نے اسے اپنے ساتھ ہی گھسیٹ لیا۔

''مجھے گاؤں کی زندگی بہت متاثر کرتی ہے۔'' یسریٰ نگہت کے ساتھ اس کے گروپ میں پہنچی تو وہاں غالباً گاؤں کے متعلق ہی باتیں ہو رہی تھیں۔

''مسز کریم سنا ہے آپ لوگوں کا تعلق بھی گاؤں سے ہے۔'' مسز نیازی نے ہلکے نیلے رنگ کی ساڑھی میں لپٹی ہوئی ایک صنعت کار کی بیگم سے پوچھا۔

''ہاں!'' مسز کریم کے منہ کے زاویئے کسی قدر بگڑ گئے۔ ''لیکن وہ بہت بیک ورڈ ہے۔''

''اصل گاؤں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔'' نگہت بولی۔ ''اگر گاؤں بھی ایسے ہو جائیں جیسے ہمارے یہ شہر ہیں تو ہمارا کلچر تو بالکل تباہ ہو کر رہ جائے۔ یہی گاؤں والے تو ہیں جنہوں نے ہمارا کلچر زندہ رکھا ہوا ہے۔ سچ مسز کریم اگر اس مرتبہ میرا فرانس اور اٹلی جانے کا پہلے سے پروگرام نہ بنا ہوتا تو میں آپ کے گاؤں ضرور جاتی۔''

''آنٹی آپ کے گاؤں میں کھیت بھی ہیں؟'' مسز نیازی کی بیٹی شہلا نیازی نے

پوچھا۔

''ہاں ہیں' ان کی تو بہت زمینیں ہیں۔ گنا لگایا ہوا ہے وہاں' ہماری شوگر ملز کو وہیں سے گنا سپلائی ہوتا ہے۔''

''آنٹی آپ کے ہاں عورتیں کھیتوں میں کام کرتی ہیں؟'' اس نے ایک اور بچگانہ سوال کیا۔

''ہاں کرتی ہیں' میں تو ان عورتوں کی ہمت پر حیران ہوتی ہوں۔ شوہر اور بچوں کو بھی سنبھالتی ہیں' گھر کے کام بھی کرتی ہیں' کھیت میں بھی کام کرتی ہیں۔''

''ہمیں ان عورتوں کے لئے کچھ کرنا چاہئے۔'' نگہت امام نے ایک جھٹکے سے ماتھے پر آئے ہوئے بال پیچھے کئے۔ ''کس قدر زیادتی ہے یہ کہ عورتوں سے اس قدر کام لیا جائے نہ تو ان بیچاریوں کو اپنے حقوق کا علم ہے اور نہ ہی یہ زیادتیوں کے خلاف آواز اٹھا سکتی ہیں اس کی جگہ یہ کام ہمیں کرنا ہے' ورنہ تو یہ معصوم اور بے گناہ عورتیں ظلم وستم کی چکی میں یونہی پستی رہیں گی۔ ہمیں مساوات قائم کرنی ہے' اس معاشرے میں' مرد اور عورت کے درمیان' انسان انسان کے درمیان۔''

''ہاں نگہت آپا کچھ کریں قسم سے میں اتنی بور ہو رہی تھی' کچھ ہلا گلا ہونا چاہئے۔'' شہلا ایک دم پُرجوش ہوگئی۔

''میں ذرا پیرس اور روم کا چکر لگا آؤں' پھر واپس آ کر لائحہ عمل طے کریں گے۔''

''ارے نہیں آپا تب تک تو کالج کھل جائیں گے' اس وقت تو میرے پاس بالکل ٹائم نہیں ہوگا اور پھر بور تو میں اب ہو رہی ہوں۔''

''نگہت، شہلا ٹھیک کہہ رہی ہے۔'' مسز کریم بولیں۔ ''بہت دنوں سے ایسی کوئی ایکٹوٹی نہیں ہوئی۔''

''اچھا میں بات کرتی ہوں کسی سے۔''

اب یہ سب باتیں یسریٰ کی برداشت سے باہر ہوتی جا رہی تھیں۔

''نگہت میرا خیال ہے آپ لوگ اپنا پروگرام سردیوں تک ملتوی کر دیں۔'' وہ بولی۔

''کیوں؟''

''اس لئے کہ گرمیوں میں آپ سے کام نہیں ہوتا اور آپ سب کے کام کے لئے احد کو دوڑ بھاگ کرنی پڑتی ہے۔''

کسی کو بھی یسریٰ سے اس قدر صاف گوئی کی توقع نہیں تھی کیونکہ ان کے حلقہ احباب میں کونین کو شوگر کوٹ کر کے دیا جاتا تھا' اس لئے چند ثانیے کو وہ سب خاموش ہوگئیں۔ بالآخر نگہت نے ایک پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔

''احد یسریٰ کا منگیتر ہے اور یہ اس کے لئے بہت حساس ہے۔'' اس نے دیگر خواتین سے کہا پھر یسریٰ کی جانب چکیلی سی مسکراہٹ اچھال کر بولی۔ ''نہیں گڑیا تم بالکل نہ گھبراؤ' اس معاملے میں ہم احد کو ڈالیں گے ہی نہیں۔ میں تو ویسے بھی اس دن سے بہت گلٹی فیل کر رہی ہوں' واقعی احد نے جتنا کام کیا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔''

''احد وہی ہے نا سمارٹ سا۔'' شہلا نے پوچھا۔

''اس محفل میں جو سب سے زیادہ سمارٹ اور نمایاں نظر آئے وہی احد ہے۔'' نگہت ہنسی۔

''یہاں کیا باتیں ہو رہی ہیں؟'' علیم زبیر ان کی جانب چلا آیا۔

''ہم ہاتھ سے کام کرنے والی عورتوں کے حقوق کے تحفظ کی بات کر رہے تھے۔'' نگہت نے کہا۔

''یہ باتیں بعد میں ہونگی پہلے وجے شرما سے ملواؤ۔'' بات وہ نگہت امام سے کر رہا تھا لیکن اس کی نگاہیں یسریٰ کے سراپے کا طواف کر رہی تھیں۔

''ٹھہرو میں منگواتی ہوں' دراصل میں سب مہمانوں کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔'' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''اس دن آپ مجھ سے ناراض ہوگئی تھیں غالباً۔'' وہ یسریٰ کے قریب آ کھڑا ہوا۔

''ناراض؟'' یسریٰ نے تعجب سے کہا۔ ''میرے خیال میں ناراضگی کے لئے دوستی ضروری ہے اور ہم دونوں کے درمیان تو کوئی دوستی نہیں ہے۔''

''تو اب کر لیتے ہیں۔'' اس نے بے تکلفی سے اپنا ہاتھ یسریٰ کی جانب بڑھایا۔

''ایکسیوزمی مسٹر زبیر!'' احد نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ وہ نہ جانے کب وہاں

چلا آیا تھا۔ ''یسریٰ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔''

یسریٰ کھڑی ہو گئی۔

''تم دونوں ابھی سے چل دیئے۔'' نگہت وہاں چلی آئی تھی۔ ''ابھی تو محفل شروع نہیں ہوئی' کھانا کھا کر جاتے ناں۔''

''میں صرف تمہارے انوی ٹیشن پر حاضری لگوانے آ گیا تھا ورنہ میرا اور یسریٰ کا سے پروگرام تھا۔''

''اچھا پھر میں نہیں روکوں گی لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم لوگ ڈنر کئے بغیر جا رہے ہو۔''

''پھر کسی دن سہی۔''

''اور ہاں یسریٰ۔'' نگہت کو جیسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ ''کل احد کے ساتھ جعفری کی ط آ جانا کچھ پروگرام بنانا ہے۔''

''اچھا۔'' اس نے بادل نخواستہ ہامی بھری۔

کتنی دیر تک احد خاموشی سے کار ڈرائیو کرتا رہا' پھر یسریٰ کی طرف مڑا۔ ''تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟''

''میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ مجھے علیم زبیر زہر لگتا ہے۔''

''اسی لئے میں نے اس پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔'' احد نے گیئر تبدیل کیا۔ ''لیکن بھول جاؤ اس بات کو' اس کی اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ اور آگے بڑھے یوں بھی عقلمند کے اشارہ کافی ہوتا ہے۔''

''حیرت ہے تم نے اسے عقلمند سمجھ لیا۔''

''اب یہاں تم گڑبڑ کر رہی ہو۔'' احد مسکرایا۔ ''اچھا خاصا عالم فاضل شخص ہے و مسئلہ یہ ہے کہ جو تمہیں برا لگتا ہے بس اس کی شامت آ جاتی ہے۔''

''ڈگریوں کی بہتات ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان عالم فاضل ہو اور تمہیں اس کی حمایت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' یسریٰ بولی۔ ''اور ہاں و کون ہے؟''

''تمہیں نہیں معلوم؟''

''نہیں۔'' اس نے دماغ پر زور ڈالنے کے بعد کہا۔ ''نہ تو میں اس نام کے ہندو سیاستدان کو جانتی ہوں اور نہ ادیب یا لکھاری کو۔''

احد ہنس پڑا۔ ''یہ اس سے بھی بڑی چیز ہے۔''

''ہے کون؟''

''یہ جام بھی ہے اور شیریں بھی لیکن جامِ شیریں نہیں ہے۔''

''مطلب؟'' وہ کچھ نہ سمجھی۔

''مطلب یہ کہ پاکستان میں اس کا نام لینے پر پابندی ہے اس لئے یہ مشروب ہندو ہو گیا ہے۔''

''اوہ! میں سمجھی ایک قسم کا کوڈ ورڈ ہے یہ۔''

''ہاں!'' احد بولا۔ ''لیکن نگہت نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ پارٹی میں وجے شرما کا دور بھی چلنا ہے۔ ورنہ میں اس سے معذرت کر لیتا' اب میں اس کی سزا بھی بھگتنے کو تیار ہوں۔''

''گڈ۔'' یسریٰ ہنسی۔ ''مجھے بھوک لگ رہی ہے تم مجھے ڈنر ٹیبل سے اٹھا لائے ہو' اس لئے اب ڈنر کراؤ۔''

احد نے کار ایمپائر سنٹر سے آگے سین کوانگ کی بیسمنٹ میں پارک کی اور وہ دونوں اوپر آ گئے۔ چکن منچورین ود وائٹ رائس اور چکن پائن ایپل کا آرڈر دینے کے بعد یسریٰ نے احد کو وہاں ہونے والی گفتگو کے متعلق بتایا۔

''احد تم خواہ مخواہ جھک مار رہے ہو ان لوگوں کے درمیان۔''

''ہاں میں جانتا ہوں کہ ان کے پاس صرف آدھا سچ ہے۔'' وہ بولا۔ ''لیکن یسریٰ یہ لوگ کچھ نہ کچھ کام تو بہر حال کر رہے ہیں' اچھا یا برا' کم یا زیادہ کہیں سے آغاز تو ہو۔''

''یہ صرف باتیں کر رہی ہیں تاکہ اخباروں میں' ریڈیو ٹی وی پر ان (In) رہیں۔''

''اچھا ابھی چھوڑو ان باتوں کو۔'' احد نے چکن کارن سوپ کا پیالہ اس کی طرف بڑھایا۔ ''یہ بتاؤ کہ تم دوبارہ موسیقی سیکھنے کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتیں۔''

''وقت ہی نہیں ہے پہلے بھی میں نے نمرہ کے مجبور کرنے پر سیکھنا شروع کی تھی ورنہ مجھے کوئی خاص شوق نہیں تھا۔''

"کبھی دوسروں سے ہٹ کر اپنی ذات کے لئے اپنے حوالے سے بھی سوچا کرو۔"

"سوچا تو ہے۔" وہ مسکرائی۔ "ورنہ ہم دونوں یوں یہاں اکٹھے نہ بیٹھے ہوتے۔"

"اس میں بھی تم اکیلی نہیں ہو اور نہ ہی یہ منگنی صرف تمہاری ذات کے لئے ہے' تمہارے حوالے سے خوشی ہے۔"

"اکیلے انسان کب خوش ہوتا ہے۔ Man is a social animal۔ میں بچپن سے اکثر مضمون اسی فقرے سے شروع کیا کرتی تھی۔" وہ ہنسی۔ "اور پھر احد خوشیاں تو شیئر کی جاتی ہیں بانٹی جاتی ہیں۔"

"کچھ خوشیاں اپنے لئے سنبھال کر رکھو۔"

"ایسی خوشیاں بھی ہیں میرے پاس جن کی کہ میں بلا شرکت غیرے مالک ہوں۔ تم نے جتنے شعر سنائے تھے سب مجھے یاد ہیں۔

ہم نے سب شعر میں سنوارے تھے
ہم سے جتنے سخن تمہارے تھے

احد ہنسا۔

"تو پھر کوئی اچھا دیوان مرتب نہیں ہوا ہوگا' کیونکہ میرے سخن تمہارے لئے کوئی ایسے قابلِ ستائش نہیں تھے۔" یسریٰ بھی ہنسی۔

"ہاں' تمہیں پہلے دن دیکھ کر مجھے گلاب کے ساتھ ہری مرچ کا خیال آیا تھا اور یہ خیال کوئی ایسا غلط بھی نہیں تھا۔"

"میں اکثر یہ سوچتی ہوں کہ تمہیں مجھ میں ایسی کیا خاص بات نظر آئی جو فروا میں نہیں تھی۔"

"ہر انسان کی شخصیت کے گرد ایک ہالہ ہوتا ہے ایک Auna ہوتا ہے۔ جو مخصوص قسم کی شعاعیں پھینکتا ہے اور یہ شعاعیں ہر کوئی کیچ نہیں کر سکتا۔ صرف ایک فرد ایک شخص کیچ کرتا ہے' میں نے محسوس کیا کہ میری اور تمہاری شعاعیں ملتی ہیں۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "شروع شروع میں یہ یقیناً دل لگی تھی لیکن بعد میں جب آہستہ آہستہ تمہاری شخصیت مجھ پر کھلی تو تم سیدھی میرے دل میں اتر گئیں۔ تم میں نرم خوئی اور ایثار ہے تم اپنی فیملی کے ساتھ وفادار ہو اور

تمہاری شخصیت کا یہ پہلو بہت دلکش ہے۔ میرے نزدیک فروا تو کیا کوئی بھی لڑکی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

یسریٰ کی گہری' خوابناک نگاہیں احد کے چہرے پر مرکوز تھیں' اس نے یسریٰ کی آنکھوں میں جھانکا پھر بولا۔ "اور تم بہت خوبصورت ہو فروا سے کہیں زیادہ حسین اور مجھے یقین ہے کہ کوئی لڑکی چائے بنانے میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔"

یسریٰ ہنس پڑی۔ "تو یہ سارے لارے اسی لئے تھے۔" پھر وہ قدرے توقف کے بعد بولی۔ "کبھی کبھار میں سوچتی ہوں احد کہ میں تو تمہارے ساتھ چلی جاؤں گی' اللہ کرے نمرہ کی شادی بھی کسی اچھی جگہ ہو جائے' پھر امی تو اکیلی رہ جائیں گی ایسا نہیں ہونا چاہئے۔"

"بھلا وہ کیوں اکیلی ہونے لگیں' تم بیٹی بن کر اپنا فرض پورا کرو اور مجھے بیٹا بن کر میرا فرض پورا کرنے دو۔ ہم دونوں کو اپنی اپنی جگہ رہتے ہوئے ہر فرض پورا کرنا ہے۔"

"احد تم بہت اچھے ہو میں شکر ادا کرتی ہوں کہ میں نے فیصلہ کرنے میں غلطی نہیں کی۔"

وہ بہت مطمئن تھی احد کو پا کر' چند ثانیے وہ احد کی طرف غور سے دیکھتی رہی۔ سیاہ سوٹ اور سنگل ناٹ والی میرون ٹائی میں وہ بہت نکھرا نکھرا لگ رہا تھا۔ اس سے پہلے یسریٰ نے اسے کبھی بھی فارملی ڈریس اپ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ منگنی کے دن بھی اپنی پرانی جینز اور ٹین کلب کی نیلی شرٹ میں چلا آیا تھا۔ وہ ہنس پڑی۔

اگلے دن شام کو عمیر جعفری کے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہی یسریٰ کی نگاہ علیم زبیر پر پڑی۔ اس کی آنکھیں کسی قدر سرخ ہو رہی تھیں' شیو بڑھی ہوئی تھی اور انگلیوں میں سگریٹ دبائے وہ ذہنی طور پر وہاں سے غیر حاضر تھا۔ یسریٰ اور احد سب کو وش کر کے وہاں بیٹھ گئے تو علیم زبیر نے خالی خالی نگاہوں سے دونوں کو دیکھا۔ احد عمیر کے ساتھ مصروف گفتگو تھا اور یسریٰ سمیعہ اعزاز کے ساتھ۔

"ہم چاہتے ہیں کہ اس عورت کو اس کا حق دلوایا جائے جسے معاشرے نے ظلم و ستم کی چکی میں پیس رکھا ہے۔ مڈل کلاس کی عورت کو دیکھ لو وہ سارا دن گھر کا کام کرتی رہتی ہے۔ شوہر کا خیال رکھنا' بچے پالنا' کھانا پکانا' برتن دھونا' جھاڑو لگانا' ساس سسر کی خدمت کرنا' کیا

کیا کام نہیں کرتی وہ۔ سمیعہ اعزاز کہہ رہی تھی۔ ''اس عورت کو قانون میں کہیں بھی تحفظ نہیں
ہے' نہ تو اس کی بیگار اور مشقت کا لیبر لاز میں کہیں ذکر ہے اور نہ ہی آئندہ کے لئے اس سلسلے
میں کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس عورت بیچاری کی نہ تو کوئی ہفتہ وار چھٹی ہوتی ہے اور نہ
ریٹائرمنٹ۔ یہ زندگی کی آخری سانس کے ساتھ ہی ریٹائر ہوتی ہے۔''

''تو اب آپ اس عورت کے لئے کیا کرنا چاہتے ہیں؟'' یسریٰ نے قدرے بیزار
سے پوچھا۔

''ہم اس عورت کو اس کا حق دلوانا چاہتے ہیں۔'' نگہت امام نے قدرے جوش سے
کہا۔ ''اس کے لئے ہم سڑکوں پر نکلنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔''

''رہنے دیں گرمی بہت ہے۔'' یسریٰ بولی۔

''ویسے نگہت گرمی تو واقعی بہت زیادہ ہے۔'' سمیعہ نگہت کی طرف مڑی۔

''ٹھہرو میں محکمہ موسمیات سے فون کر کے پتا کرتی ہوں' اب تو یوں بھی مون سون
شروع ہونے والا ہے۔'' نگہت امام اٹھی۔ ''ہلکی ہلکی بوندا باندی میں ٹھیک رہے گا' احتجاجی
مارچ کرنا۔''

''شہلا نیازی ضرور خوش ہو گی اتنے رومانٹک موسم میں۔'' سمیعہ نے کہا۔

نگہت فون کرنے لگی اور سمیعہ یسریٰ کو اپنی نئی پینٹنگز کے بارے میں بتانے لگی۔

''پہلے میرا ارادہ تھا بھٹہ مزدوروں پر پینٹنگز کی سیریز کرنے کا لیکن وہی مسئلہ ہے نا
گرمی۔ اس لئے وہ میں نے موسم اچھا ہونے تک ملتوی کر دیا ہے' اب تبھی گھریلو عورت سے
متعلق سیریز کروں گی۔''

''بھئی سمیعہ تمہیں زیادہ انتظار نہیں کرنے پڑے گا موسم ٹھیک ہونے کا۔'' نگہت فون
کر کے ان کی طرف مڑی۔ ''محکمہ موسمیات والوں نے بتایا ہے کہ گرمی کا زور ٹوٹنے والا ہے
ہفتے بھر تک موسم میں بہتری کی توقع ہے۔''

''Thats Nice'' سمیعہ نے کہا۔ ''پھر پروگرام بناؤ احتجاجی مارچ کا' شہلا کو
بہت انتظار ہے اس کا۔ اس دفعہ اس کا امریکہ کا پروگرام بھی کینسل ہو گیا ہے وہ بیچاری بہت
بور ہو رہی ہے۔''

''یسریٰ ڈیئر اس سلسلے میں تم ہماری کیا مدد کر سکتی ہو؟'' نگہت نے لہجے میں مٹھاس
سموتے ہوئے پوچھا۔

''مجھے تو آپ باہر ہی سمجھیں ان باتوں سے کیونکہ میں بالکل بور نہیں ہو رہی۔'' اس
نے قدرے رکھائی سے کہا' وہ بھلا کاہے کو مروت میں ماری جاتی۔

''تم بھی ان ایکٹیویز میں حصہ لیا کرو گڑیا۔'' وہ بولی۔

''دوسروں سے کام لینے کا اچھا انداز ہے۔'' یسریٰ نے دل میں سوچا پھر بولی۔ ''اگر
مجھے واقعی بھٹہ مزدوروں یا گھریلو عورت کی مدد کرنے کا شوق ہوا تو میں اس کے لئے موسم نہیں
دیکھوں گی۔''

''مجھے موسم سے کوئی شکایت نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ میری رنگت خراب ہو جاتی
ہے۔'' نگہت دفاعی انداز میں ہنسی۔ ''ورنہ کام کرنا ہو تو گرمی سردی کو کیا دیکھنا۔''

''یسریٰ تم تو بالکل مسز اکرم کی طرح ہو۔'' سمیعہ نے سر جھٹکا۔ ''اکرم اتنی سرگرمی سے
ہر چیز میں حصہ لیتا ہے اور اس کی بیوی تو ذرا بھی سوشل نہیں ہے۔ نوکروں کے ہوتے
ہوئے بھی کچن میں گھسی رہتی ہے حالانکہ اتنا اچھا کک ہے اس کے پاس اور وہ اس کی نوکرانی
نذیراں' قسم سے اتنے کام کی ہے۔ آج کل تو اتنی اچھی نوکرانیاں ملتی ہی نہیں ہیں۔ پھر بھی
اول تو پارٹیز میں آتی ہی نہیں ہے اور اگر آ جائے تو فٹافٹ بھاگنے کی کرتی ہے' بہت بور عورت
ہے یہ مسز اکرم۔''

''میں نے تو کل اکرم سے کہا تھا کہ اگر نہیں آتی تو زبردستی کیا کرو۔'' نگہت بولی۔
''اتنی کنزرویٹو بیوی کے ساتھ کیسے گزارا ہوتا ہوگا۔''

''زبردستی کیوں؟'' یسریٰ نے حیرت سے کہا۔ ''آپ کا اپنا رہنے سہنے کا انداز ہے اور
اس کا اپنا۔ اگر ایک عورت کو اپنی طرزِ زندگی کی طرف لانے کے لئے ایک مرد کو زبردستی
کرنے کا مشورہ دے رہی ہیں تو ان مردوں کے خلاف کیوں آواز اٹھاتی ہیں جو اپنی بیویوں
کو زبردستی کوئی اور طرزِ زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ آپ کے اور کنزرویٹوز کے
طرزِ عمل میں فرق ہی کیا ہے؟ آپ عورتوں کو زبردستی گھر سے باہر نکال رہی ہیں اور وہ زبردستی
اندر ڈال رہے ہیں۔''

''اوہو تم تو بحث میں ہی الجھ گئیں' میں نے تو صرف بائی داوے ایک بات کی تھی۔''
نگہت نے لہجے کی بیزاری کو چھپانے کی کوشش کی۔ ''میرا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ واقعی زبردستی شروع کر دے۔''

''یسریٰ تم بیٹھو میں ایک کتاب لے آؤں۔'' احد اور جعفری سٹڈی روم کی طرف بڑھ گئے۔

''بہر حال تم اگلے منگل کو ضرور آنا'' سمیعہ نے کہا۔ ''منگل کو ہی ہم احتجاجی مارچ کریں گے۔''

''دیکھوں گی۔''

''یسریٰ'' علیم زبیر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ''میں جانتا ہوں کہ تم مجھے پسند نہیں کرتیں لیکن آخر اس کی کوئی وجہ تو ہو گی۔''

''سب سے پہلی وجہ تو یہ ہے کہ مجھے آپ کا اندازِ تخاطب پسند نہیں ہے۔'' اس نے نگہت اور سمیعہ کو نظر انداز کر دیا۔ ''دوسری وجہ آپ کے خیالات اور نام نہاد فلاسفی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ کو میں بالکل پسند نہیں کرتی آپ خواہ مخواہ لیس ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔''

علیم زبیر تو کیا نگہت اور سمیعہ بھی چند ثانیے کے لئے دم بخود رہ گئیں۔

''تم کچھ بھی کہو لیکن میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا' پہلی ملاقات میں ہی تم سیدھے میرے دل میں اتر گئی تھیں اور۔''

''شٹ اَپ۔'' یسریٰ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''ریلیکس یسریٰ'' نگہت نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ ''تم یوں اسے چپ رہنے کا کیسے کہہ سکتی ہو' اگر وہ تمہیں پسند کرتا ہے تو کہہ دینے میں کیا حرج ہے۔''

''تم لوگ اپنے مفاد کے لئے لبرل ہو اور اپنے مفاد کے لئے کنزرویٹوز۔'' وہ چلائی۔

''اپنی فلاسفی کو کامیاب بنانے کے لئے تم مسٹر اکرم کو اپنی بیوی کے ساتھ زبردستی کرنے کا مشورہ دے رہی تھیں۔ تم جو عورتوں کے حقوق کی چیمپئن بنی پھرتی ہو' مسز اکرم کی بات کرتے ہوئے کس قدر قدامت پسند ہو جاتی ہو اور جب یہ شخص کھل کر اپنے مطلب کی بات

کرتا ہے تو تم اسے اس لیے نہیں روکتیں کیونکہ تم لبرل ہو اور Freedom of speech پر یقین رکھتی ہو۔ تم سب کی شخصیت میں کس قدر تضاد ہے اس سے تم بھی اچھی طرح واقف ہو اور اس شخص کو میں اس لئے شٹ اَپ کال دے رہی ہوں کیونکہ میں انگیجڈ ہوں اور یہ شخص یہ بات جانتا ہے۔''

''یسریٰ آرام سے سوچ سمجھنے کی کوشش کرو۔ احد کو اسٹیبلش ہونے میں ایک عرصہ درکار ہے جبکہ میرے پاس روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں' رہ گئی منگنی تو وہ ٹوٹ بھی سکتی ہے۔''

''تم گھٹیا انسان!'' یسریٰ کا دل چاہا کہ اس کا منہ نوچ لے لیکن اس کے آگے بڑھنے سے پہلے ہی احد نے علیم زبیر کا گریبان پکڑ لیا تھا۔ وہ شاید اسی شور کی آواز سن کر وہاں آیا تھا۔

''تمہیں تکلیف کیا ہے؟'' احد نے اس کے گریبان کو جھٹکا دیا۔ ''میں کافی عرصے سے تمہارا رویہ دیکھ رہا تھا اور برداشت کر رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میرے اشاروں سے تم سدھر جاؤ گے لیکن تم اس مٹی کے ہی نہیں بنے ہوئے۔ تم لاتوں کے بھوت ہو اور میں تمہیں اسی زبان میں سبق سکھاؤں گا۔''

''چھوڑو احد کیا کر رہے ہو؟'' عمیر گھبرا کر ان دونوں کو چھڑانے لگا۔

اس کی بات سن کر یسریٰ کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔

''احد دفع کرو اس ذلیل شخص کو۔'' اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ احد کے بازو پر رکھ دیا۔ احد نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ایک جھٹکے سے علیم زبیر کو صوفے پر پھینک دیا' گردن چھوٹنے کے بعد وہ گردن سہلا کر کھانسنے لگا۔

''اور اب میں تم لوگوں کو تمہاری اوقات بھی بتاتا جاؤں۔'' احد پھنکارا۔ ''میں تو تم لوگوں کو اندر باہر سے جانتا ہوں' اب تک میں اس لئے خاموش تھا کہ میرے خیال میں تم لوگ اچھا یا برا کم یا زیادہ کچھ کام کر رہے تھے لیکن نہیں تم دو کروڑ کے ترقی پسند محض اختلاف برائے اختلاف کرنا جانتے ہو۔ اس سسٹم سے اختلاف' اس سیٹ اَپ سے اختلاف' ملک میں ہونے والی سیاست سے اختلاف' کتاب میں چھپنے والے ادب سے اختلاف۔ جہاں کام کرنے کا موقع آتا ہے وہاں تم بھی انہی لوگوں جیسے ہو جن کے خلاف تم ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر بحث کرتے ہو۔ جن سے اختلاف کرتے ہو انہی کے ساتھ ڈنر کر کے فخر محسوس

کرتے ہو۔ تم لوگ ہوانا کے سگار پیتے ہوئے بھٹہ مزدوروں کے مسائل ڈسکس تو کر سکتے ہو
لیکن انہیں حل کرنے کے لئے تمہیں سردیوں کے موسم کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اخلاقی لحاظ سے
تم لوگ کس درجہ کمال پر پہنچے ہوئے ہو اسکا تذکرہ میں اپنے کسی کالم میں کروں گا۔ ابھی
صرف اتنا کہوں گا کہ یہ بات ضرور سوچنا کہ تم لوگ اس سسٹم اس سیٹ اَپ میں کہاں کھڑے
ہوئے ہو۔''

''احد پلیز رہنے دو۔'' یسریٰ نے آہستگی سے کہہ کر اس کا بازو تھاما۔ ''چلو چلتے ہیں۔''
وہ اسے باہر لے آئی۔

''لاؤ کار میں ڈرائیو کر لیتی ہوں۔''

''اوہ نو اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' احد نے یسریٰ کے لئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا
اور پھر بہت سی لمبی لمبی گاڑیوں کے درمیان سے اپنی چھوٹی سی آلٹو نکال کر سڑک پر لے آیا۔
اس کی ڈرائیونگ کے انداز سے ان کی اندرونی کشیدگی ظاہر ہو رہی تھی۔

''احد آئی ایم سوری۔'' کافی دیر بعد یسریٰ نے کہا۔ ''لیکن تم جانتے ہو میں نے کبھی
اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔''

''یسریٰ میں نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا۔'' اب وہ کسی قدر ریلیکس ہو چکا تھا۔ ''اگر ایسا
ہوتا تو میں علیم زبیر کے ساتھ جھگڑتا کیوں؟''

''تم ٹینس ہو ناں؟''

''اب نہیں ہوں۔'' وہ مسکرایا۔ ''اور میری ٹینشن کی وجہ یہ تھی کہ میں اچھی طرح علیم
زبیر کا دماغ ٹھکانے نہیں لگا سکا۔ میں کوئی سین Create نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کل اس بات
کے اشتہار نہ لگے ہوں ان کے حلقے میں۔ اگر تمہاری ذات درمیان میں نہ ہوتی تو میں اس
سے ذرا مختلف انداز میں بات کرتا لیکن اب نہیں کر سکا اس وجہ سے جلا ہوا ہوں۔''

''بس اب بھول جاؤ اسے۔'' یسریٰ نے اسے تسلی دی۔ ''گھر چل کر چائے پیتے ہیں تم
بالکل فریش ہو جاؤ گے' میں اپنے ہاتھ سے بناؤں گی۔''

''اس وقت ضرورت بھی اسی کی ہے مجھے۔''

لیکن یسریٰ کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے بھی احد کو فریش نہ کر سکی۔

''تم اب بھی پریشان ہو۔'' وہ بولی۔ ''حالانکہ جو ہو گیا سو ہو گیا۔''

''میں نے ایسے شخص کو نہیں چھوڑنا اس کا کوئی نہ کوئی بندوست کرنا پڑے گا۔''

''پلیز احد!'' یسریٰ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''اب ختم کرو اس قصے کو' جب میں وہاں
جاؤں گی ہی نہیں ہم دونوں کا سامنا ہی نہیں ہو گا تو پھر فکر کس چیز کی کرتے ہو۔ تم نے خواہ
مخواہ ہی اس بات کو سر پر سوار کر لیا ہے دفع کرو اسے۔''

وہ دیر تک اسے سمجھاتی رہی اور پھر اس سے یہ وعدہ لے کر ہی چھوڑا کہ وہ علیم زبیر کا
کوئی بندوبست نہیں کرے گا۔

☆======☆======☆

دوسری طرف ڈیپارٹمنٹ میں نصرت نے واویلا مچا رکھا تھا۔

''پیسوں کا بندوست کہیں سے نہیں ہو رہا اور مجھے ہر حال میں امریکہ جانا ہے۔'' وہ پریشان حال ہر کسی سے کہتا پھر رہا تھا۔

''پھر کیا ہوگا؟'' یسریٰ کو اسے پریشان دیکھ کر اس سے بے حد ہمدردی محسوس ہوئی۔

''کہہ رہا ہوں ابا جی سے کہ اتنا پیسہ ہے آپ کے پاس دے دیں لیکن مجال ہے اس گھر میں میری بات کوئی سنتا ہو۔''

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی تمہارے ابا جی اتنے ایماندار ہیں' وہ کوشش کے باوجود اتنا روپیہ اکٹھا نہیں کر سکتے تھے کہ تمہارے امریکہ جانے کے لئے کام آتا۔'' یسریٰ بولی۔

''ان کی ایمانداری نے ہی تو آج یہ دن دکھایا ہے ہمیں' کیا دیا ہے ہمیں ان کی ایمانداری نے؟ دو وقت کی روٹی وہ بھی دال کے ساتھ۔'' اس کے لہجے میں حقارت تھی' بغاوت تھی۔''ایک پانچ مرلے کا پلاٹ دیا حکومت نے تو مکان بنانے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ دو سال رہ گئے ہیں ابا جی کی ریٹائرمنٹ میں' ابھی تو سرکاری کوارٹر میں رہ رہے ہیں بعد میں کہاں جائیں گے۔ میں نے کہا کہ پلاٹ بیچ دیں میرا مستقبل بن جائے گا' ایک مرتبہ امریکہ پہنچ گیا تو کنالوں کے پلاٹ بن جائیں گے لیکن ابا جی نے تو رسک لینا سیکھا ہی نہیں ہے اسی پلاٹ کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔''

''تم زیادتی کر رہے ہو نصرت۔'' اسماء بولی۔''وہ کیسے اتنا بڑا رسک لے سکتے ہیں اور پھر تم ہی تو ان کی واحد اولاد نہیں ہو' تمہارے باقی بہن بھائیوں کا بھی سوچنا ہے۔''

''اور امریکہ میں کون سے پیسے درختوں پر لگتے ہیں کہ تم کنالوں کے پلاٹ کی بات کر رہے ہو۔ تمہارے نزدیک جس پلاٹ کی کوئی اہمیت نہیں وہ ان کے لئے کیوں اہم ہے' کیا تم یہ نہیں سوچ سکتے؟'' نائلہ بولی۔

''میں تم لوگوں کے پاس ہمدردی کے لئے آیا تھا' اس لئے آیا تھا کہ شاید تم لوگ مجھے کوئی اخلاقی سپورٹ دو گے' کوئی تجویز یا کوئی مشورہ دو گے لیکن تم سب نے بھی وہی باتیں شروع کر دیں جن سے میں عاجز آ چکا ہوں۔ گھر میں بھی یہی سنو اور یہاں بھی۔'' وہ واقعی عاجز آیا ہوا تھا۔''لیکن ایک بات میں نے گھر والوں کو کلیئر کر دی ہے اور تم لوگوں کو بھی بتا رہا ہوں کہ میں نے امریکہ تو ہر حالت میں جانا ہے چاہے مجھے اس کے لئے کسی کو قتل کرنا پڑے یا ڈاکہ ڈالنا پڑے۔''

''نصرت!'' یسریٰ نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔''کچھ خدا کا خوف کرو' امریکہ جانا قرآن کا لفظ تو نہیں ہے اگر آسانی سے انتظام ہو جائے تو ٹھیک ہے لیکن محض باتوں میں بھی اسی قدر آگے جانا ٹھیک نہیں ہے۔''

''یہ قرآن کا لفظ تو نہیں ہے لیکن میرے لئے زندگی اور موت کا معاملہ بن چکا ہے۔ میں اور میرے گھر والے کیوں اپنے حقوق سے ساری زندگی محروم رہیں' میں کیوں اس سیٹ اَپ میں اپنے باپ کی جگہ پُر کروں کلرکی کر کے؟ مجھ سے یہ نہیں ہوگا مجھے اپنا حق چھیننا ہے اس معاشرے سے۔''

''یہ تو واقعی کچھ کر گزرے گا۔'' اس کے جانے کے بعد نائلہ نے کہا۔

''یہ سراب کے پیچھے بھاگ رہا ہے اس کے ہاتھ بالآخر کچھ نہیں آئے گا۔'' اسماء نے افسوس سے سر ہلایا۔

''اسے سمجھنا چاہئے کہ یہ تو اپنے باپ کی جگہ پُر کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔'' یسریٰ بولی۔''دو لفظ انگریزی کے اسے آتے نہیں ہیں اور جانا چاہتا ہے امریکہ۔ ایک سیدھا فقرہ اردو تک میں لکھ نہیں سکتا اور چلا ہے معاشرے سے اپنا حق مانگنے۔ اس نے اس معاشرے کو دیا ہی کیا ہے جو اس سے اپنا حق مانگنے چلا ہے' ہم سب الزام تراشی کرنا جانتے ہیں اور کچھ نہیں۔''

ایک وہی نہیں ڈیپارٹمنٹ میں ہر ایک نے اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس نے اپنے کان اور اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ وہ کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا اسے لئے اسے سمجھا بیکار تھا' بالآخر سب نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ایک دن یسریٰ نے محسوس کیا کہ احد کچھ پریشان ہے۔ یسریٰ نے وجہ پوچھی تو وہ ٹال گیا۔ پھر کتنے ہی دن گزر گئے لیکن اس کی پریشانی میں کمی واقع نہیں ہوئی' بار بار پوچھے پر بھی اس نے کچھ نہیں بتایا۔ بات گول کر جانے میں تو اسے کمال حاصل تھا۔

''آج تو تمہیں بتانا ہی ہوگا کہ تمہیں پریشانی کیا ہے؟'' بالآخر ایک دن جب احد شاہ کو یسریٰ کے گھر آیا ہوا تھا تو اس نے اچھی خاصی ضد کر ڈالی۔

''مجھے بھلا کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔'' اس نے ایک بار پھر بات ٹالنے کی کوشش کی۔

''البتہ تم اسی طرح بار بار یہ سوال کرتی رہیں تو میں یقیناً پریشان ہو جاؤں گا۔''

''تم جھوٹ بول رہے ہو یا غلط بیانی کر رہے ہو؟'' یسریٰ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''تمہارا کیا خیال ہے؟''

''مجھ سے تم جھوٹ نہیں بول سکتے۔'' وہ بولی۔''اس لئے کچھ چھپا رہے ہو کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور ہے۔''

''ہاں ایک مسئلہ ہے تو۔'' اس نے اعتراف کیا۔''لیکن بہت ننھا منا سا جسے آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔''

''تو میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔'' وہ کشن گود میں رکھ کر آگے ہو کر بیٹھ گئی۔

''میرا دیوانِ داغ گم ہو گیا ہے تم مجھے گفٹ کر دو۔'' اس نے معصومیت سے کہا۔

''خدا کے لئے احد!'' اسُ نے کشن احد کو کھینچ مارا جو اس نے لگنے سے پہلے ہی کیچ کر لیا۔''اب تم واقعی جھوٹ بول رہے ہو۔''

''یہ کہو کہ تم اپنے پیسے بچانا چاہتی ہو۔''

''پیسے تم سے اچھے ہیں بھلا' اگر تم سچی سچی بتا دو تو اسی وقت ایک دیوانِ داغ تو کیا کتابوں کا ڈھیر لگا دوں تمہارے سامنے۔''

''پھر مشروط کر دیا تم نے کتابوں کی خریداری کو۔'' وہ ہنسا۔

''تم بات گول نہ کرو' میں نے بھی تہیہ کیا ہوا ہے تم سے سچ اگلوانے کا اور اگر تم نے مجھے ٹھیک بات نہ بتائی تو۔'' وہ فقرہ آدھا چھوڑ کر چپ ہو گئی۔

''تو کیا؟''

''تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی۔''

''یہ بھی اچھی رہی' میں سب سمجھتا ہوں کتاب گفٹ نہ کرنے کے بہانے ہیں سب۔''

''تو تم نہیں بتاؤ گے؟''

''بتاؤں کیا؟ جو بتانا تھا وہ تو بتا دیا۔''

''دفع ہو تم مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔''

''اوہو ابھی بات چیت ختم نہ کرو' پہلے دیوانِ داغ گفٹ کر دو تا کہ میں تمہیں منا تو سکوں۔''

لیکن یسریٰ چپ کی چپ رہی اور اپنے کمرے میں آ کر اس نے دروازہ اندر سے لاک کر لیا۔ احد لاکھ سر پیٹتا رہا لیکن یسریٰ نے بھی دروازہ نہ کھولا۔

''میں بالکل جھوٹ نہیں بول رہا' میرا دیوانِ داغ گم ہو گیا ہے۔'' وہ باہر سے چلایا لیکن اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔''اگر دیوانِ داغ ہوتا تو میں ایک منٹ میں تمہیں منا لیتا لیکن اب یہ کام چچا غالب سے ہی لینا پڑے گا۔ سن رہی ہو۔'' اس نے دروازہ کھٹکھٹایا پھر بھی کوئی آواز نہ آئی۔

کمالِ حسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو
تکلف برطرف تجھ سے تیری تصویر بہتر ہے

وہ پھر چلایا۔

یسریٰ بستر پر لیٹے لیٹے ہنس دی اور ہاتھ بڑھا کر فل والیم پر ڈیک پر Aran Maidin کا Seventh son of seventh son لگا دیا۔ جس کے لگتے ہی کھڑکیوں دیواروں پر لرزہ طاری ہو گیا' ایک اسی کمرے میں کیا سارا گھر ہی ڈرمنگ کی آواز سے گونجنے لگا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ کمرے سے نکلی تو اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

"احد چلا گیا؟" اس نے کنپٹیوں کو انگلیوں سے دبایا۔

"تو کیا وہ اس گولہ باری میں یہاں ٹھہر سکتے تھے؟" نمرہ نے اسے گھورا۔

"اس نے مجھے بہت تنگ کیا تھا اس لئے اسے سزا ملنی چاہئے تھی۔"

"تم تو خواہ مخواہ ہی تنگ پڑ جاتی ہو' بات کوئی ہوتی نہیں ہے۔"

"بات تھی۔" یسریٰ نے زور دے کر کہا۔ "وہ پریشان تھا اور مجھے پریشانی کی وجہ نہیں بتا رہا تھا۔"

"یہ تو ان کی اچھائی ہوئی کہ وہ تمہیں بھی اپنے ساتھ پریشان نہیں کر رہے تھے۔"

"یہی تو غلط بات ہے' وہ شیئر کیوں نہیں کرتا۔"

"اچھائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔" نمرہ نے سرد آہ بھری۔ "تم اسی طرح لڑتی رہیں احد بھائی کے ساتھ تو تم دونوں کا گزارہ ہونا ممکن نہیں۔"

"مجھے اس سے لڑنے کا کوئی شوق نہیں ہے' وہ خود مجبور کرتا ہے اس بات کے لئے سیدھی بات تو اسے کرنی ہی نہیں آتی۔ میں نے پوچھا پریشانی کیا ہے کہنے لگا دیوانِ داغ گم ہو گیا ہے۔"

"تو ہو گیا ہو گا ناں!" نمرہ ہنسی۔ "تم لے دو انہیں ورنہ اتنی رومینٹک گفتگو سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

"خاک رومینٹک گفتگو کرتا ہے۔" یسریٰ نے منہ بنایا۔ "منگنی سے پہلے کرتا ہو گا جب سے منگنی ہوئی ہے مجھے لگتا ہے تب سے ہی اس کا دیوانِ داغ گم ہو گیا ہے۔"

"چلو چل کر خرید لاتے ہیں۔" نمرہ اٹھی۔

"پیسے تم خرچ کرو گی میں اس سے ناراض ہوں۔"

"کنجوس مکھی چوس' ناراضگی کے باوجود بھی سارے شعر تم سنو اور پیسے میں خرچ کروں اٹھو اپنا بیگ کھولو۔"

فیروز سنز سے کتاب خرید کر واپس جاتے ہوئے یسریٰ کو اچانک خیال آیا۔ "ریپنگ پیپر تو لیا ہی نہیں۔"

"تمہیں گھر پہنچ کر خیال آ رہا ہے۔" نمرہ نے اسے گھورا۔

"یار بھول گئی تھی ڈانٹو تو مت۔" اس نے کار فورٹریس سٹیڈیم کی جانب موڑی۔ "اسی بہانے تمہاری سیر بھی ہو جائے گی۔"

"Pot porri" (پوٹ پوری) میں داخل ہو کر اس نے ریپنگ پیپرز دیکھنے شروع کئے۔

"اتنے خوبصورت پیپرز ہیں سب' مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ان میں سے کون سا منتخب کروں۔" وہ انہیں الٹتے پلٹتے بولی۔

"اتنی ساری اچھی چیزیں ایک جگہ اکٹھی نہیں ہونی چاہئیں ورنہ انتخاب واقعی مسئلہ بن جاتا ہے۔" نمرہ نے اس کی تائید کی۔

"یہ نیلے رنگ کا پیپر کیسے رہے گا جس پر شاکنگ پنک ناٹس بنے ہوئے ہیں۔" وہ نمرہ کی طرف مڑی جو کاؤنٹر پر کھلونا ٹینک چلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"بہت اچھا' مجھے چمکدار نیلا رنگ بہت پسند ہے۔"

کتاب کو پیک کر کے اس کے گرد نقرئی ربن لگانے کے بعد یسریٰ نے قلم اٹھایا اور کاغذ پر لگے ننھے سے کارڈ پر کچھ لکھنے لگی۔

"دکھاؤ کیا لکھا ہے؟" نمرہ نے اشتیاق سے جھانکا۔ "ہوں بہت خوب۔"

ہر ایک بات کا الفاظ حوالہ کیوں بنیں
سو اس کتاب کو بے انتساب رہنے دو

اس نے اونچا اونچا پڑھا۔

"ٹھیک ہے ناں؟"

"سو فیصد اور اب اس کتاب کو ناراضگی کی وجہ سے اپنے بک شیلف میں دفن نہ کر دینا۔ تحفہ سمجھ کر خریدی ہے تو دے بھی دینا احد بھائی کو۔"

یسریٰ ہنسی۔ "ظاہر ہے اسے دینے کے لئے ہی تو لی ہے۔"

"اور خدا کے لئے اب ان سے لڑائی جھگڑے بند کرو۔"

"تمہیں کیا پتہ کہ اس لڑائی جھگڑے کا بھی اپنا ہی لطف ہے۔" وہ آنکھیں موند کر صوفے پر ہی لیٹ گئی۔

''بس گم ہو گئیں خوابوں میں۔'' نمرہ نے کہا۔ ''جب سے تمہاری منگنی ہوئی ہے تم ز
ہی سونے لگی ہو۔''

''خواب دیکھنے کے لئے سونا شرط نہیں ہے۔'' یسریٰ نے کہا۔

''اُف میں تم سے بہت تنگ پڑتی ہوں اگر خواب دیکھنے کے لئے سونا شرط نہیں۔
خدا کے لئے اٹھ بیٹھو۔'' نمرہ نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھا ڈالا۔ ''میں تو سخت بور ہو گئی ہوا
سے۔''

''تم کیا چاہتی ہو میں اچھل کود شروع کر دوں تمہیں بوریت سے بچانے کے لئے
اس نے صوفے پر بیٹھ کر اپنے لمبے سیاہ بالوں کا ڈھیلا ڈھالا جوڑا بنایا۔

''اچھل کود تمہارے بس میں نہیں ہے' وہ صرف میں ہی کر سکتی ہوں۔'' نمرہ اس
پاس بیٹھ گئی۔ ''تم تو بس اتنا کرو کہ سونے کے بجائے اچھی اچھی باتیں کرو۔''

''اچھی بات تو بس ایک ہی ہے میرے لئے۔'' وہ ہنسی۔ ''ویسے نمرہ ایک بات بتاؤ

''احد ناراض ہو کر تو نہیں گیا؟''

''لو خود ہی ناراض کر کے اب پوچھتی ہو کہ ناراض تو نہیں ہوا۔''

''میں فون کرتی ہوں اسے یوں بھی اس کا دیوانِ داغ اسے دینا ہے۔'' یسریٰ نے
کا نمبر ڈائل کیا لیکن وہ گھر پر نہیں تھا۔ عنبرین نے بتایا کہ وہ عظیم کی طرف جانے کا کہہ کر
ہے۔ یسریٰ نے ٹیلی فون انڈکس سے عظیم کا نمبر دیکھا اور ڈائل کرنے لگی۔ عظیم نے اسے
کہ وہ وہاں بھی نہیں آیا۔

''لیکن وہ تو کافی دیر پہلے تمہاری طرف جانے کا کہہ کر نکلا تھا۔'' یسریٰ نے کہا۔

''اوہ میں سمجھا۔'' عظیم نے پُر خیال انداز میں کہا۔ ''تو اس کا مطلب ہے کہ اس
تمہیں کچھ نہیں بتایا۔''

''کیا نہیں بتایا؟ میرے ساتھ تو اس نے کوئی بات نہیں کی۔'' یسریٰ کا دل دھڑ
اٹھا۔

''حالانکہ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ تمہیں بتا دے۔''

''بات کیا ہے عظیم' وہ مجھے پریشان لگ رہا تھا لیکن اس نے مجھ سے کوئی بات نہ

کی۔''

''گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔'' عظیم نے یسریٰ کے لہجے کی گھبراہٹ محسوس
کر کے جلدی سے کہا۔ ''فون پر کرنے والی بات نہیں ہے' میں ابھی آتا ہوں تمہاری طرف تو
بات کرتے ہیں۔''

یسریٰ نے فون کریڈل پر رکھ دیا۔ کہنے کو تو عظیم نے کہہ دیا تھا کہ گھبرانے والی کوئی
بات نہیں لیکن اس کے لہجے سے یسریٰ کو کسی خطرے کی بو آ رہی تھی۔ وہ لان میں نکل کر عظیم کا
انتظار کرنے لگی' پریشانی کے عالم میں اسے بیس منٹ بیس سالوں کے برابر لگے۔ اس کا بس
نہیں چل رہا تھا کہ عظیم کے آتے ساتھ اس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دے۔

''خیریت تو ہے ناں۔'' اس نے عظیم کو ڈرائینگ روم میں بٹھانے کے بعد پُر امید لہجے
میں اسی قدر پوچھا۔

''بالکل خیریت ہے۔'' عظیم نے اسے تسلی دی۔

''پھر کیا بات ہے؟'' وہ جلدی سے بولی۔

''سب سے پہلے تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ جو بھی مسئلہ تھا سمجھو اب حل ہو گیا ہے۔'' وہ بولا۔

یسریٰ نے ہاں میں سر ہلایا۔

''اصل میں قومی پارٹی انتہا پسند گروپ کو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا ہے کہ احد ہی وہ کالم
لکھتا رہا ہے۔''

''کیا؟'' یسریٰ صرف اسی قدر کہہ سکی۔

''ہاں لیکن اس سلسلے میں انہوں نے احد کے لئے کوئی پریشانی کھڑی نہیں کی۔ شاید
اس لئے کہ اب تو کافی عرصہ گزر گیا ہے اس نے اس قسم کا کوئی کالم دوبارہ نہیں لکھا۔ انہوں
نے بہر حال اسے ہیڈ آفس بلایا تھا اور اس کے سامنے چند شرائط رکھی تھیں۔''

''کس قسم کی شرائط؟'' یسریٰ نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

''چونکہ یونیورسٹی میں قومی پارٹی کی اکثریت ہے اور ہر معاملے میں ان کا زور چلتا
ہے۔ اس لئے جب احد کو داخلہ میں مشکل پیش آئی تو اس نے انہی کی پرچی پر داخلہ لیا تھا۔

اب وہ یہ چاہتے ہیں کہ احد ایک تو ان کی طلبہ تنظیم کی باقاعدہ ممبر شپ لے اور دوسرے تک وہ جو کچھ اخبار میں لکھتا آیا ہے' اس سے قطع نظر اب تنظیم کے نظریات کے مطابق جو وہ چاہتے ہیں ویسا لکھے۔"

"اوہ مائی گاڈ!" یسریٰ نے اپنی کنپٹیاں دبائیں۔

"ٹیک اٹ ایزی یسریٰ۔" عظیم نے اسے دلاسہ دیا۔ "وہ بچہ نہیں ہے ہینڈل کر۔ اس معاملے کو۔"

"لیکن اسے مجھے تو بتا دینا چاہئے تھا۔"

"میں نے اور فرخ نے اسے کہا تھا لیکن اس کا خیال تھا کہ تم پریشان ہو گی اس اسے نے نہیں بتایا۔"

"عظیم کیا احد کے ان شرائط کے مان لینے کی صورت میں وہ واقعی اسے نقصان پہنچائیں گے؟"

"بظاہر تو ایسا ہی دکھائی دیتا ہے اسے نقصان پہنچانے سے پارٹی کو کوئی فائدہ ہے۔ لیکن اگر وہ ان کے حق میں لکھتا ہے تو اس میں ان کا خاصا فائدہ ہے' احد کو پڑھنے والوا ایک وسیع حلقہ ہے۔"

"لیکن اس صورت میں تو احد خواہ مخواہ دلدل میں پھنستا چلا جائے گا۔"

"مسئلہ یہ ہے کہ احد بنیادی طور پر کنزرویٹو نہیں پروگریسو ہے۔"

"نہیں عظیم۔" یسریٰ نے اس کی بات کاٹی۔ "ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم مڈل کلاس لو ہر جگہ مڈل کلاس ہی رہتے ہیں۔ ہمارا رہن سہن' اٹھنا بیٹھنا یہاں تک کہ ہماری سوچ بھی کلاس ہے۔ کنزرویٹوز کے درمیان ہم پروگریسو شمار کئے جاتے ہیں اور پروگریسوز درمیان کنزرویٹوز۔ ہم درمیان میں معلق ہو گئے ہیں اور نہیں جانتے کہ ہمیں کس راستے چلنا ہے ہم مس فٹ ہیں دونوں جگہ۔ احد نے ان لوگوں کی شرائط مان لیں تب بھی وہ ان ساتھ نہیں مل سکے گا۔ جیسے وہ ان نام نہاد ترقی پسندوں کے ساتھ نہیں مل سکا تھا' ان تر پسندوں سے الگ ہو جانا پھر بھی آسان تھا لیکن ان قدامت پسندوں سے الگ ہونا بہ مشکل ہے۔"

"تم قنوطیت کا شکار ہو رہی ہو۔"

"نہیں ایسا نہیں ہے۔" یسریٰ نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے کہا۔ "میں حقیقت کا جائزہ لے رہی ہوں۔"

"دیکھو یسریٰ۔" عظیم نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ "قدامت پسندوں میں بھی بڑے بڑے نام ہیں۔ ان میں بھی بڑے بڑے لیڈر ہیں' قانون دان ہیں' صحافی اور لکھاری ہیں آخر وہ لوگ بھی تو Exist کر رہے ہیں۔"

"وہ اس لئے Exist کر رہے ہیں کہ ان میں سے آدھے اپنے نظریات پر یقین کیا ایمان رکھتے ہیں اور آدھے محض موقع کی تلاش میں رہنے والے مفاد پرست عناصر ہیں۔ احد نہ تو ان نظریات پر یقین رکھتا ہے اور نہ ہی وہ مفاد پرست ہے۔ وہ نہیں چل سکے گا ان لوگوں کے درمیان۔" یسریٰ نے کہا۔

"تمہارے نزدیک اس کا کوئی حل ہے؟" عظیم نے اس سے پوچھا۔

"میری تو عقل ہی کام نہیں کر رہی۔" اس نے سر ہلایا۔ "تمہیں کچھ اندازہ ہے احد اس وقت کہاں ہوگا؟"

"شاید قومی پارٹی کے ہیڈ آفس میں آج اسے ان شرائط کا جواب دینا تھا۔" عظیم نے بتایا۔ "میں چاہ رہا تھا کہ تم احد کو سمجھاتیں وہ سب سے زیادہ تمہاری بات ہی مانتا ہے۔"

"میں کیا سمجھاؤں اسے ترقی پسندوں کے درمیان سے تو وہ اس لئے بچ کر نکل آیا کہ انہوں نے ابھی خود کو سیاست سے قدرے دور رکھا ہوا ہے اور وہ جسمانی طور پر قوم کو فتح کرنے کی بجائے روحانی اور ذہنی طور پر فتح کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ قومی پارٹی قدامت پسندوں کا مخصوص گروپ انسان کے کندھے پر وہ دماغ ہی نہیں چھوڑتا جسے ترقی پسند یا کوئی اور فتح کر سکے۔"

"یسریٰ میرا خیال ہے تم آرام کرو تمہیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔" عظیم نے اسے مشورہ دیا۔

لیکن یسریٰ کو آرام کہاں تھا' اپنے کمرے میں بستر پر آنکھیں موندے ہوئے بھی وہ بے آرام تھی۔ اس کی ساری رات احد کے متعلق سوچتے اور اس موجودہ مسئلے کا حل ڈھونڈتے

ڈھونڈتے ہی گزر گئی۔ بالآخر صبح تک اس کے ذہن میں ایک تجویز آ چکی تھی۔

☆======☆======☆

پارکنگ میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ اس جگہ پڑی جہاں احد ہمیشہ بائیک کھڑی کیا کرتا تھا۔ اس کی بائیک اپنی مخصوص جگہ پر کھڑی دیکھ کر یسریٰ نے اطمینان کا سانس لیا۔ اپنی کار پارک کر کے وہ جلدی سے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی' سب سے پہلے اس نے کامن روم میں جھانک کر دیکھا جو تقریباً خالی ہی تھا۔ احد وہاں نہیں تھا' وہ تیزی سے چلتی ہوئی کلاس روم کی جانب بڑھی جہاں تقریباً آدھی کلاس جمع تھی۔ اس وقت سب فری تھے اس لئے ایک ایک دو دو کی ٹولیاں بنا کر باتیں کرنے میں مصروف تھے اور ان سبھی کا موضوع گفتگو نصرت تھا۔

''اس نے تو جانے سے پہلے کسی کو بتایا بھی نہیں۔'' ہر کسی کو شکوہ تھا۔ ''بس اچانک ہی چلا گیا' یہ تو اتفاق سے کل فرخ اس کے گھر گیا تو اس کے ابو نے بتایا کہ وہ تو تین دن ہوئے امریکہ چلا گیا ہے۔''

''اس کی غیر حاضری کے باوجود کسی کے ذہن میں بھی نہیں آیا کہ وہ فلائی کر گیا ہے۔''

''پر اس کے پاس اچانک پیسے کدھر سے آ گئے۔ کیا واقعی کہیں ڈاکہ ڈالا تھا یا اللہ تعالیٰ نے چھپر پھاڑا تھا کوئی۔''

''زور زبردستی کر کے پلاٹ بکوا دیا ہوگا۔''

یسریٰ ایک لمحے کے لئے تو یہ جان کر حیران رہ گئی کہ نصرت اچانک کسی کو بتائے بغیر کسی سے ملے بغیر امریکہ چلا گیا لیکن یہ بات بعد میں بھی ہو سکتی تھی۔ وہ سب کے درمیان راستہ بناتی پچھلی نشستوں کی جانب بڑھی جہاں احد کچھ اور کلاس فیلوز کے ساتھ موجود تھا۔ یسریٰ کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سب سے ایکسکیوز کر کے اس کے پاس آ گیا۔

''ہیلو کیسی ہو؟ میں نے کل دوبارہ فون کیا تھا تمہاری طرف لیکن نمرہ نے بتایا کہ تم سر درد کی وجہ سے جلدی سونے کے لئے چلی گئی تھیں۔''

''ہاں!'' یسریٰ نے اس کے چہرے پر کچھ پڑھنے کی کوشش کی لیکن اس کے تاثرات

نارمل تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

''کل جو موسیقی تم نے لگائی ہوئی تھی اس کا نتیجہ سر درد کے علاوہ نکل بھی کیا سکتا تھا؟''

وہ ہنسا۔ ''لیکن سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے دیوانِ داغ گفٹ کرنا ہے یا نہیں؟''

''جاتے ہوئے لے لینا میں لائی ہوں۔''

''شکریہ' لیکن مجھے تم سے اتنی فراخدلی کی امید نہیں تھی۔''

''تم احد!'' اس نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں موند کر اپنے ذہن کو یکسو کرنا چاہا۔

''مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔''

''تو کرو لیکن اتنی پریشان صورت بنا کر نہیں۔''

یسریٰ نے گردوپیش کا جائزہ لیا سب نصرت کو ڈسکس کرنے میں مصروف تھے۔

''کامن روم میں چلو۔'' وہ مڑتے ہوئے بولی۔

''ہاں اب بتاؤ۔'' ایک کونے میں موجود دو کرسیوں پر جب دونوں بیٹھ گئے تو احد نے کہا۔

''تم نے مجھے سب کچھ بتایا کیوں نہیں تھا؟''

''کیا کچھ؟'' اس نے ایسے کہا جیسے اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا ہو۔

''اتنے بے خبر تو نہیں ہو تم کہ تمہیں یہ بھی پتا نہ چلے کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔''

''کس نے بتایا ہے تمہیں؟'' احد اب سنجیدہ تھا۔

''اس بات کی کیا اہمیت ہے کہ مجھے کس نے بتایا ہے۔'' یسریٰ بولی۔ ''یوں بھی مجھے یہ معلوم ہونا چاہئے تھا۔''

''اس میں ایسی کیا خاص بات تھی جو تمہارے لئے جاننا ضروری ہوتا۔'' اس نے ڈبیا سے سگریٹ نکال کر آہستہ آہستہ اپنے دائیں ہاتھ پر بجایا۔

''میرے لئے تمہاری ذات سے متعلق ہر مسئلہ جاننا ضروری ہے۔'' یسریٰ کے لہجے میں تیزی تھی۔

''تم چھوٹی چھوٹی باتوں کو مسئلہ نہ بنا لیا کرو۔''

''کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ کیا بشیر احمد کی دھمکیاں چھوٹی بات ہیں؟ کیا تمہارا کنزرویٹو

کے ہیڈ کوارٹرز طلب کیا جانا چھوٹی بات ہے؟ شرائط چھوٹی بات ہیں جو انہوں نے تمہارے سامنے پیش کی ہیں؟"

"اسی لئے تو میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ تم خواہ مخواہ پریشان ہوتی رہو گی اپنی عادت کے مطابق۔" اس نے سگریٹ سلگایا۔ "ان کی شرائط ایسی تو نہ تھیں کہ قبول نہ کی جا سکتیں۔"

"تو تم نے وہ شرائط مان لی ہیں؟" یسریٰ بولی۔ "اور میں جانتی ہوں کہ ان کے ماننے کی وجہ کیا ہے؟"

"جب جانتی ہو تو گرم ہونے کی کیا ضرورت ہے' اب تو بمشکل سال بھر رہ گیا ہے اس جگہ یہ بھی پر لگا کر اڑ جائے گا۔"

"جب گزارنا ہو تو سال بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے اور جب گزر جائے تو اتنا ہی چھوٹا۔ لیکن میرے لئے یہ زندگی کا طویل ترین سال ہوگا' گزارنے سے پہلے بھی اور گزر جانے کے بعد بھی۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔" احد نے سلگتی ہوئی سگریٹ انگلیوں میں گھمائی۔

"راستہ ہے احد تم یہ یونیورسٹی چھوڑ دو۔"

"یہ چھوڑ کر کہاں جاؤں' آج کل ویلیو کیا ہے بی اے کی۔"

"فارن کی کسی یونیورسٹی میں داخلہ لے لو۔" اس نے رات بھر کی محنت سے سوچی ہوئی تجویز اس کے سامنے پیش کر دی۔

"اگر اتنا پیسہ ہوتا میرے پاس تو یہاں داخلہ ہی کیوں لیتا۔"

"تم ایک مرتبہ ہامی تو بھرو۔" وہ جلدی سے بولی۔ "پیسے اتنا بڑا مسئلہ بھی نہیں ہیں۔"

"کیا کہیں درخت دیکھ لیا ہے روپے پیسوں کا۔" وہ ہولے سے ہنسا۔

"اس بات کو چھوڑو میں ماموں سے مانگ لوں گی' کار بیچ دوں گی تم۔"

"فضول باتیں مت کرو۔" احد نے اس کی بات کاٹی۔

"پیسے تم سے زیادہ اہم تو نہیں ہیں اور پھر ان کا انتظام کرنا مشکل بھی نہیں ہے۔"

"تم کیوں سیریس ہو گئی بھئی ایک سال کی بات ہے صرف۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو احد' تمہارا محض ایک سال کے لئے بھی ان کے ساتھ گزارا ممکن نہیں ہے۔"

"پورا ایک سال بھی نہیں رہتا اس سے کہیں کم وقت ہے۔"

"تم خواہ مخواہ کی تاویلیں پیش کر رہے ہو' میں جانتی ہوں تمہیں۔ تم زیادہ دیر ان کی شرائط پوری نہیں کر سکو گے اور پھر فرسٹریٹ (Frustrate) ہو گے۔"

"بہرحال آج کے لئے اتنی ہی تفصیلی گفتگو کافی ہے باقی پھر کبھی کر لیں گے۔" وہ سگریٹ اپنے مکیشنز تلے رگڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم کبھی تو میری بات سن لیا کرو۔"

"ساری زندگی تمہاری باتیں ہی سنی ہیں۔" وہ شرارت سے بولا۔ "یہی زمانہ تو ہے آزادی کا محض ایک سال' اس کے بعد تو ویسے بھی تمہاری ہی چلنی ہے۔"

یسریٰ نے ایک نظر اسے دیکھا اور بیگ کندھے پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ پورا دن پڑھائی میں بھی اس کا دل نہیں لگا اور اس گوسپ میں بھی نہیں جو پوری کلاس نصرت کے متعلق کرنے میں مصروف تھی۔

"اس حد تک بھی کیا بے مروت ہونا۔" نائلہ بولی۔ "ہمیں تو چھوڑو اس نے تو اپنے قریبی دوستوں کو بھی کچھ نہیں بتایا۔"

"شاید ناراض تھا وہ سب سے۔" فروا نے خیال ظاہر کیا۔ "کیونکہ ہر کسی نے اسے Discourage کیا تھا۔"

"پھر بھی یہ تو انتہا ہے بے مروتی کی' کیوں یسریٰ؟" اسماء نے کہا۔

"ہاں۔" اس نے مختصراً کہا۔

"کیا ہوا یسریٰ' تم اتنی چپ کیوں ہو؟" اسماء نے پوچھا۔

"احد سے لڑائی ہوئی ہوگی۔" فروا نے خیال ظاہر کیا۔ "اس کے ساتھ گزارا کرنا بھی دنیا کا مشکل ترین کام ہے' میں تو یسریٰ کی ہمت پر حیران ہوں۔"

"احد سے کیوں ہونے لگی میری لڑائی۔" اسے فروا کی بات بہت گراں گزری۔

"پھر کیا ہے جس کی پردہ داری ہے؟" فروا مسکرائی۔

"کچھ نہیں ویسے ہی ڈپریشن سا ہو رہا ہے۔" وہ بولی۔ "محض U.F.T یعنی Unidentified Floating Tension"

"احد بھی نہیں نکال سکا تمہیں اس ٹینشن سے؟" فروا پھر بولی۔

اس کا دل چاہا وہ فروا سے زور زور سے لڑے' وہ کون ہوتی ہے انکوائری کرنے والی۔

لیکن یسریٰ نے بڑی دقت سے اپنی اس خواہش پر قابو پایا اور غائب دماغی کے عالم میں آڑی ترچھی لکیریں کھینچتی رہی۔ اسماء اور نائلہ نے پوری کوشش کر ڈالی کہ اس سے اس کی اس غائب دماغی کی وجہ معلوم کرنے کی' لیکن وہ انہیں کیا بتاتی' اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ احد کو کیسے کنوینس کرے۔

یونیورسٹی سے واپسی پر بیگ سے پیسے نکالتے ہوئے نمرہ کی نگاہ گفٹ پیک پر پڑی۔

"تم نے احد بھائی کو گفٹ نہیں دیا؟"

"اوہو یاد ہی نہیں رہا۔" وہ چونکی۔

"یاد نہیں رہا یا پھر کوئی لڑائی ہو گئی؟"

"لڑائی نہیں ہوئی۔" وہ قدرے بیزاری سے بولی۔

نمرہ سے وہ کچھ نہیں چھپاتی تھی لیکن یہ بات نمرہ کو بتا دینے کا مطلب تھا سارے گھر کی پریشانی۔ کیونکہ نمرہ امی کو بھی بتا دیتی اور یوں سب ہی پریشان ہو جاتے۔ یسریٰ کیسے سب کو پریشان دیکھ سکتی تھی۔

"کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔" نمرہ نے بیگ واپس رکھ دیا۔

"پردہ داری کیسی۔ آج کام ہی اتنا زیادہ تھا کہ خیال نہیں رہا۔"

☆======☆======☆

صبح ناشتے کی میز پر یسریٰ نے سب سے پہلے اخبار کا ادارتی صفحہ دیکھا جس پر احد کا ہفتہ وار کالم چھپتا تھا۔ اس کا کالم آج بھی اسی طرح موجود تھا' یسریٰ نے چائے کی پیالی میز پر رکھ دی اور جلدی جلدی کالم پڑھنے لگی۔ گو کہ اس نے پورے کالم میں کہیں بھی کنزرویٹوز کی تائید نہیں کی تھی لیکن ترقی پسندوں کو اس نے خوب رگڑا تھا۔ یسریٰ نے اخبار میز پر رکھ دیا۔

تو یہ ان کی شرائط پوری کرنے کی طرف ایک قدم سمجھا جا سکتا ہے' اس نے سوچا۔

ڈیپارٹمنٹ میں بھی احد زیادہ تر بشیر احمد اور اس کے گروپ کے لڑکوں کے ساتھ ہی رہا۔ یسریٰ کے ساتھ پورے دن میں اس نے محض چند رسمی جملے ہی بولے تھے۔ چند دن تک یسریٰ کے ساتھ اس کا رویہ ایسا ہی رہا پھر آہستہ آہستہ جیسے سب کچھ نارمل ہو گیا۔ پہلے جیسا سوائے ان کالمز کے جو بہت خوبصورتی سے اپنی پارٹی کے دفاع کی خاطر لکھا کرتا تھا۔

"اب کیا ارادہ ہے تمہارا؟" ایک دن جب وہ دونوں یسریٰ کے گھر کے برآمدے میں بیٹھے ہوئے تھے تو یسریٰ نے اس سے پوچھا۔

"کس قسم کا ارادہ؟"

"میں نے تمہیں ایک تجویز دی تھی۔" یسریٰ نے اسے یاد دلایا۔

"کون سی تجویز؟"

"کہ تم فارن کی کسی یونیورسٹی میں داخلہ لے لو۔"

"اور میں نے تمہیں بتایا تھا کہ پیسے درختوں پر نہیں اُگتے۔ ہاں ماسٹرز کرنے کے بعد سکالرشپ مل گیا تو میں دیر نہیں کروں گا۔"

"تم پیسوں کے متعلق کیوں سوچتے ہو' وہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے اور پھر میں ابھی کی بات کر رہی ہوں۔"

"ہر ایک کے لئے پریشان ہونا تم نے اپنا فرض سمجھ لیا ہے۔ اب تو سیشن ختم ہی سمجھو' ابھی نومبر ختم ہونے والا ہے۔ اگلے سال جون میں فائنل کے امتحان شروع ہو جائیں گے۔ اتنی ذرا سی دیر رہ گئی ہے' اب ماسٹرز تو کم از کم مکمل ہو جائے۔"

"تم مطمئن ہو؟" اس نے احد کی آنکھوں میں جھانکا۔

"جس کی تم جیسی منگیتر ہو گی وہ مطمئن کیوں نہ ہو گا۔" احد نے شرارتی انداز میں کہا۔

"بس اتر گئے پٹڑی سے۔"

"ابھی کہاں۔" وہ ہنسا۔ "ابھی تو انتظار ہی ہے اس وقت کا جب صحیح معنوں میں پٹڑی سے اتر سکوں گا۔"

"کبھی تو شرم کر لیا کرو۔" یسریٰ نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

''جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم۔ میں اس نصیحت پر حرف بہ حرف عمل کر
ہوں۔'' وہ بولا۔ ''اور اب یہ بتاؤ کہ تم سالگرہ منا رہی ہو یا نہیں؟''

''میں تو ہر مرتبہ مناتی ہوں خوب زور و شور سے۔''

''اب سوچنا پڑے گا کہ تمہیں کیا گفٹ دیا جائے۔'' وہ بولا۔ ''لیکن ایک بات بتا دو
میری بچت صرف ایک کالم کے پیسوں جتنی ہے۔''

''تمہیں اچھے خاصے پیسے ملتے ہیں کہاں اُڑاتے پھرتے ہو۔ میں نے تو اب تک
تمہیں صرف ایک مرتبہ ڈھنگ کے کپڑوں میں دیکھا ہے' آخر خرچ کہاں ہوتے ہیں
تمہارے پیسے۔''

''سگریٹ اور کتابیں۔''

''تم اپنا سگریٹوں کا کوٹہ کم کرو میرے گفٹ کے لئے' میں نے ایسے ہی کوئی فضول
گفٹ نہیں لینا پہلے بتا رہی ہوں۔''

''اچھا رعب ہے۔'' وہ ہنسا پھر سگریٹ سلگا کر بولا۔ ''تمہیں خبر ملی علیم زبیر کی؟''

''نہیں۔''

''وہ فرانس چلا گیا ہے۔''

''اچھا ہے ہمیشہ کے لئے چلا گیا ہے فرانس' اسے وہی جگہ سوٹ کرتی ہے۔ وہاں وہ
آزادی سے اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنا سکتا ہے۔''

''وہ مجنوں ہو کر فرانس گیا ہے۔'' اس نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لیا۔

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ اسے لیلیٰ نہیں ملی تو مجنوں ہو گیا اتنی سی بات ہے۔''

یسریٰ نے اس کی آنکھوں میں جھانکا لیکن وہاں کوئی خاص تاثرات نہیں تھے۔ ''مجنوں
ہونے کے باوجود بھی اتنا عقلمند تھا ہی کہ اپنے رہنے کے لئے اس نے فرانس کو چنا۔'' وہ بولی۔
''ویسے تمہیں کس طرح پتا چلا؟''

''پرسوں جعفری سے اخبار کے آفس میں ملاقات ہوئی تھی یونہی سرسری سی۔ اس نے
کھل کر تو یہ بات نہیں کی لیکن ڈھکے چھپے انداز میں کہہ دیا۔ باقی عقلمند کے لئے تو اشارہ ہی

کافی ہوتا ہے۔''

''اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔'' یسریٰ نے کہا۔ ''ویسے وہ اچھی خاصی عمر کا بندہ تھا' کیا
اب تک اس نے شادی نہیں کی ہو گی۔''

''دو بیویاں نگل چکا ہے' سنا ہے ایک شادی پرانی روایات کے مطابق بچپن میں ہو گئی
تھی جو زیادہ دیر تک نہیں چل سکی' بیوی فوت ہو گئی۔ دوسری بھی ماں باپ نے کی' بیوی کی کار
ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی۔ تیسری پسند کی شادی کی لیکن نباہ نہیں ہو سکا اور علیحدہ ہو گئی۔ آج
کل یونہی پھر رہا تھا' لیکن یہ آخری بات محض دنیا دکھاوے کی تھی کیونکہ یہ یونہی پھرنے والا
شخص ہے نہیں۔''

''اگر ایسا ہے تو پھر جعفری بکواس کر رہا ہو گا' ایسا شخص مجنوں نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف اپنی
گھٹیا خواہشات پوری کرنے ملک سے باہر چلا گیا ہو گا۔''

''جہاں بات Human Behaviour کی ہو وہاں کچھ بھی حرفِ آخر نہیں ہوا
کرتا۔''

احد اپنے متوازن خیالات کی وجہ سے پارٹی میں بے حد مقبول ہو رہا تھا۔ اس کی ایک
وجہ تو یہ تھی کہ بہت سے طلباء اس کی طرح زبردستی پارٹی میں شامل کئے گئے تھے اور دوسری
وجہ یہ تھی کہ اب لوگ پرانے فرسودہ خیالات سے چھٹکارا پانا چاہتے تھے' لیکن اس قدر آگے
بڑھنے کو بھی تیار نہیں تھے کہ اپنی روایات اور اسلامی اقدار سے بالکل ہی الگ ہو جائیں۔ وہ
احد ہی کی طرح درمیان کے راستے کے متلاشی تھے لیکن یہ لوگ صرف پیچھے چلنا جانتے تھے۔
انہیں کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جس کے پیچھے وہ چل سکیں اور اب احد کی صورت میں انہیں
وہ شخص مل گیا تھا۔ جو ہائی کمان کے اشاروں پر آنکھیں بند کر کے چلنے کے بجائے ان سے
بحث کرتا تھا۔ تجاویز پیش کرتا تھا اور اب اس کی ہاں میں ہاں ملانے والے بہت تھے اور یہ
سب باتیں بشیر احمد کو بہت ناگوار گزرتی تھیں کیونکہ احد کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اس کی لیڈری
پر اثر انداز ہو رہی تھی۔

''یہ کیا ہے؟'' احد کے سامنے ہائی کمان کے آفس میں بشیر احمد نے اخبار پھینکا۔

''کیا ہے؟'' احد نے اخبار کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

''تم نے یونیورسٹی ہاسٹل میں رہنے والے لڑکوں کے متعلق یہ سب کچھ لکھا ہے؟'' وہ پھنکارا۔

''اچھا تم اس کی بات کر رہے ہو۔'' احد نے قدرے بے نیازی سے اخبار کی طرف دیکھا جس میں اس کا کالم ''یونیورسٹی یا اسلحہ ڈپو'' چھپا ہوا تھا۔ اس کالم میں اس نے ہوسٹل کے لڑکوں کے نام اور کمرہ نمبر سمیت ان میں جمع شدہ اسلحے کی تفصیل لکھی تھی۔

''اس حرکت کی وجہ؟''

''کیا یہ غلط ہے؟'' احد نے اُلٹا سوال کیا۔

''اس لسٹ میں ساٹھ فیصد لڑکے ایسے ہیں جن کا تعلق ہماری پارٹی سے ہے۔''

''اسلحہ تو بہر حال اسلحہ ہے' گولی خواہ تمہاری رائفل سے نکلے یا مخالف پارٹی کے کسی رکن کی رائفل سے اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس کا کام تو انسان کی جان لینا ہی ہے۔''

''مجھے بحث نہیں چاہئے اسلحہ ہماری ضرورت ہے۔'' اس نے میز پر مکا مارا ''تم سے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ ہمارے مخالف قدامت پسند گروپ کے لڑکوں کے متعلق لکھو۔''

''تمہاری رائفل سے گولی کی جگہ پھول نہیں نکلتے' میں نے وہی کچھ لکھا ہے جو مجھے لکھنا چاہئے تھا۔''

''تم زیادہ ہی آگے بڑھتے جا رہے ہو' تمہارا کوئی علاج کرنا ہی پڑے گا۔'' وہ نفرت انگیز انداز میں کہتا ہوا مڑ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں اسے پارٹی چیئرمین کی طرف سے بلاوا آ گیا' اس کے وسیع و عریض بنگلے پر پارٹی کے بڑوں کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا تھا۔

''یہ سب تم نے کس کے کہنے پر لکھا ہے؟'' ایک سینئر رکن نے اس سے پوچھا۔

''ہائی کمان کے کہنے پر۔'' احد نے اطمینان سے جواب دیا۔

''ہائی کمان نے تم سے کہا تھا کہ پارٹی کے لڑکوں کو بھی بے نقاب کر دو۔'' چیئرمین کے لہجے میں سختی تھی۔

''مجھے آرڈر ملا تھا کہ یونیورسٹی میں موجود مخالف قدامت پسند گروپ کے طلباء کے اسلحے کی فہرست شائع کراؤں۔''

''تو پھر یہ کیا ہے؟'' بشیر احمد نے اخبار اس کے سامنے پھینکا۔ ''اس میں سب سے زیادہ ہمارے گروپ کے نام ہیں۔'' وہ اس لئے سیخ پا ہو رہا تھا کیونکہ اس کا نام سرفہرست تھا۔

''اسلحہ بہر حال اسلحہ ہے' گولی کے ذریعے آپ لوگوں کو کسی کام پر مجبور تو کر سکتے ہیں لیکن زبردستی کے کام پر دل سے یقین کون رکھتا ہے؟'' احد نے کہا۔ ''اگر آپ کو عوام کی جڑوں تک پہنچنا ہے تو اس کے لئے گولی کی نہیں اعتماد اور محبت کی فضا کی ضرورت ہوگی۔ یہ بیسویں صدی ہے اور اس میں ہمیں گولی اور گالی کی سیاست ترک کرنا ہوگی۔ رہ گئی یہ بات کہ میں نے اپنی پارٹی کے کارکنوں کے نام کیوں شائع کروائے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تعلیمی ادارے بہت مقدس جگہ ہوتے ہیں۔ یہاں موجود اسلحے کی بہتات کے کیا نتائج نکل رہے ہیں یہ مجھ سے زیادہ آپ لوگ جانتے ہیں۔ پھر یہ کہہ دینا کہ ہمیں تو اسلحہ رکھنے کی اجازت ہو لیکن جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں ان سے اسلحہ چھین لیا جائے۔ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کچھ لوگوں کو جائے نماز پر جوتوں سمیت چڑھ آنے کی اجازت دے دی جائے اور باقی سب کے لئے ایسا کرنے پر واویلا مچا دیا جائے۔ غلط غلط ہے خواہ ہم کریں یا ہمارے مخالف۔ اسے درست ثابت کرنے کے لئے کوئی تاویل پیش نہیں کی جا سکتی۔''

''ہم یہاں بحث کرنے کے لئے اکٹھے نہیں ہوئے سیاست بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔''

''اصول بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔'' احد نے زور دے کر کہا۔

''تم پارٹی کے اندر رہتے ہوئے یہ سب نہیں کر سکتے۔'' بشیر احمد کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''اگر آپ سب کی پارٹی کے ساتھ وفاداری ہے تو آپ میری بات غور سے سنیں گے اور اگر یہ پارٹی اور اس کے دعوے محض مفاد پرستوں کے لئے Cover نہیں ہیں تو آپ کو میری باتوں پر عمل بھی کرنا ہوگا۔'' وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں آپ کے مفاد میں لکھوں گا لیکن ایک حد تک' آپ مجھ سے یہ توقع قطعاً نہ رکھیں کہ میں پارٹی کے مفاد کو ملک کے مفاد پر ترجیح دوں گا۔''

''احد یہ معاملہ Existence کا ہے۔'' پارٹی کے سینئر رکن نے ایسے کہا جیسے بھینس

کے آگے بین بجا رہا ہے۔ ''آج کل سیاست میں Exist کرنے کے لئے یہ ضروری ہے اگر ہم نے اپنی گرفت کمزور کی تو ہمارے مخالف ہمیں ہڑپ کر جائیں گے۔ تم کیوں نہیں سمجھتے کہ ہم مگرمچھوں سے بھرے ہوئے تالاب میں ایک چھوٹی اور بے ضرر سی مچھلی بن کر نہیں رہ سکتے۔ لیکن تم جوشیلے نوجوان یہ باتیں نہیں سمجھ سکتے' ہم یہاں تک ریوڑیاں بیچ کر نہیں بیٹھے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور سیاست کی بساط پر رہنا ہے تو کس انداز میں۔''

''تم ہمارے بہت اچھے رکن ہو احد۔'' چیئرمین نے ملائمت سے کہا۔ ''ہماری پارٹی جمہوریت پر یقین رکھتی ہے ہم تمہاری بات نظر انداز نہیں کر رہے۔ تم نے اپنا نقطہ نظر واضح کر دیا ہے ہم اس پر بحث کریں گے اور دیکھیں گے کہ تمہاری تجاویز کے سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو لیکن ایک بات یاد رکھو' آئندہ کوئی اختلاف ہونے کی صورت میں تم خود سے کوئی کام نہیں کرو گے بلکہ پہلے ہم سے بات چیت کر لو گے' پارٹی ڈسپلن کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے۔''

''یہ لڑکا خطرناک ہوتا جا رہا ہے۔'' اس کے جانے کے بعد چیئرمین نے کہا۔

''سر میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اس کا بندوست کر دیتے ہیں۔'' بشیر احمد نے عادتاً لوئی کے نیچے رکھی ہوئی اپنی AK47 تھپتھپائی۔ ''میں اسے جانتا ہوں مجھے معلوم تھا کہ یہ ایسے سدھرنے والا نہیں ہے بہت اوکھا بولتا ہے یہ۔''

''ہم خواہ مخواہ کی بدمزگی نہیں چاہتے تھے۔'' سینئر رکن نے کہا۔ ''لیکن یہ گڑ سے مرنے والا نہیں لگتا' پارٹی میں اس کے نظریات مقبول ہو رہے ہیں جو خطرناک بات ہے ہم دو دھڑوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔''

''مجھے افسوس ہے کہ ہمارا پہلا اندازہ غلط نکلا لیکن کوئی بات نہیں' ایسا ہو ہی جاتا ہے سیاست تو کھیل ہی رسک کا ہے۔ بات بہرحال اس حد تک نہیں بگڑی کہ ہمیں دو دھڑوں کا اندیشہ ستانے لگے۔'' چیئرمین نے کہا۔ ''اس مسئلے کو تو میں دبانے کی کوشش کرتا ہوں' اسلحہ فوری طور پر دوسرے ٹھکانوں پر منتقل ہو جانا چاہئے اور خاص خاص کارکنوں کو بھی آپ یہ ہدایت جاری کر دیں کہ وہ فوراً انڈر گراؤنڈ ہو جائیں یہ صرف حفاظتی اقدامات ہیں اور کوئی بات نہیں۔ اس وقت ہم حکومت سے بارگین کرنے کی پوزیشن میں ہیں' اس لئے میرا خیال

ہے کہ معاملہ دب جائے گا' لیکن ہم بار بار ایسی غلطی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔'' پھر وہ بشیر احمد سے مخاطب ہوا۔ ''تم اس لڑکے پر نگاہ رکھنا اگر اس نے ہمیں کسی سخت اقدام پر مجبور نہ کیا تو ہم ضرور اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ بہت باصلاحیت ہے اسے ایک اور چانس ملنا چاہئے۔''

احد چیئرمین کے گھر سے نکل کر عظیم کی طرف چلا آیا۔ سارا راستہ اس کے ذہن پر یسریٰ کا گفٹ سوار رہا' اس کی سالگرہ قریب تھی اور ابھی تک احد نے اس کے لئے کچھ نہیں خریدا تھا۔

''یسریٰ کا فون آیا تھا۔'' پہنچنے کے ساتھ ہی عظیم نے اسے اطلاع دی۔

''کیا کہہ رہی تھی؟'' احد نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''تمہیں Locate کرنا چاہ رہی تھی' شاید تمہاری سسٹر نے تمہارا پتا کیا تھا اس کی طرف فون کر کے۔''

''میں صبح سے گھر سے فرار ہوا ہوں' اس لئے ابو جی نے وارنٹ جاری کر دیئے ہوں گے۔''

''فرخ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گیا ہے۔''

''میں بھی چلنے والا ہوں۔''

''کیوں اتنی جلدی؟''

''یسریٰ کی طرف چکر لگا آؤں' ویسے مجھے یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیا گفٹ دوں اس کی سالگرہ پر؟''

''سب سے آسان بات ہے کوئی سوٹ دے دو۔'' عظیم نے مشورہ دیا۔

''ہاں لیکن اس کے علاوہ کوئی ایسی چیز بھی جو ہر وقت اس کے ساتھ رہے۔''

''ایسی چیز صرف تم ہو سکتے ہو۔'' عظیم ہنسا۔

''اوہ نہیں یار ابو جی نے ویسے بھی دھمکی دی ہوئی ہے کہ اگر میں نے اپنے اطوار نہ بدلے تو وہ شادی لیٹ کر دیں گے۔ اس لئے اس سالگرہ پر اپنا آپ بطور تحفہ پیش نہیں کر سکتا۔'' وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ''میں چلتا ہوں یسریٰ کی طرف' وہ پتا نہیں کس قدر پریشان ہو گی

کہ میں نہ جانے کہاں چلا گیا ہوں۔"

"بیٹھو یار چائے آتی ہی ہوگی۔"

"نو تھینکس اس وقت صرف یسریٰ کے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پینے کا موڈ ہے۔"

اور جب اس نے یسریٰ سے چائے کی فرمائش کی تو اس نے اسے گھورا۔ "یہ اچھی میں آرام سے بیٹھی تھی کہ جناب صاحب کو چائے کی سوجھ گئی۔"

"عظیم کے گھر اس لئے نہیں پی کر آیا تھا کہ تمہارے ہاتھ کی چائے پینے ہو رہا تھا' چلو اٹھو جلدی کرو۔"

اس نے پانی کیتلی میں رکھا تو احد بھی ہمیشہ کی طرح کچن میں آ گیا۔

"آج تمہاری پارٹی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تمہارے کالم پر؟" اس نے اح پوچھا۔

"کیا تو تھا لیکن میں نے اپنا نقطہ نظر واضح کر دیا ہے۔"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ سب ٹھیک ہو گیا یعنی All is well That ends well۔"

"میں نہیں مان سکتی کہ تم اپنا نقطہ نظر واضح کر دو اور وہ اسے آرام سے مان لیں۔"

"کبھی کچھ مان بھی لیا کرو۔" احد نے الماری سے بسکٹ کا ڈبا نکالا۔ "یہ بتا سالگرہ کی تیاری کیسی ہو رہی ہے؟"

"بالکل ٹھیک ابھی میں نے آنٹی' انکل اور عنبرین کو بھی انوائیٹ کرنا ہے۔ آج میر کرنے ہی لگی تھی کہ عنبرین کا فون آ گیا پھر مجھے اچھا نہیں لگا کہ اسی وقت اسے کہہ دو اس نے پیالی احد کی طرف بڑھائی۔ "میں سوچ رہی تھی کہ خود ہی فون کروں۔"

"تو اب کر لو۔" احد نے بسکٹ چائے میں ڈبویا۔

"اُفوہ! احد یہ حرکت مت کیا کرو' بالکل ٹرک ڈرائیور لگتے ہو ایسا کرتے ہوئے۔"

"کبھی ٹرک ڈرائیور بناتی ہو اور کبھی ٹام کروز۔" وہ ہنسا۔

"ٹام کروز میں نے نہیں فروا نے بنایا تھا تمہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"اچھا اب منہ کے زاویے درست کرو اور فون لاؤ۔"

یسریٰ گیلری میں رکھا ہوا فون کچن میں اٹھا لائی' دوسری طرف سے عنبرین نے فون اٹھایا۔

"بھائی کا کچھ پتا چلا کہاں ہے؟" اس نے چھوٹتے ہی یسریٰ سے پوچھا۔ "صبح سے غائب ہے اور ابو جان کا پارہ چڑھا ہوا ہے۔"

"تم پارہ نیچے کرنے کی کوشش کرو۔" وہ ہنسی۔ "اس وقت وہ یہاں بیٹھا ٹرک ڈرائیوروں کی طرح چائے میں بسکٹ ڈبو ڈبو کر کھا رہا ہے۔"

"اُف شکر ہے اس کی خبر تو ملی۔ اس سے کہنا کہ پچھلے دروازے سے آئے اور میرے کمرے کا دروازہ ناک کرے۔" عنبرین نے اس کے بچاؤ کے لئے ہدایات جاری کیں۔

"یہ تمہاری انہی ہدایات کی وجہ سے چوڑ ہو رہا ہے۔"

"آپ بھائی کو سمجھائیں نا ہماری تو یہ سنتا ہی نہیں ہے۔"

"تمہارا بھائی کسی کی بھی نہیں سنتا اور نہ سنے گا اس لئے اسے رہنے دو۔" وہ بولی۔ "اس وقت تو میں نے تمہیں آنٹی اور انکل کو اپنی سالگرہ پر انوائیٹ کرنے کے لئے فون کیا ہے۔"

"کیوں ہمیں کباب میں ہڈی بنا رہی ہو۔" عنبرین ہنسی۔

"ارے نہیں میرے سب دوست مدعو ہیں۔"

"او کے ہم آ جائیں گے۔"

☆======☆======☆

یسریٰ کی سالگرہ کا کیک نمرہ نے خود بیک کیا تھا۔ شام کو باقی سب کی آمد سے پہلے ہی احد آ گیا تھا اور اب کھانے کے برتن لگانے میں نمرہ کی مدد کر رہا تھا۔

"میرے کپڑے پریس کر دیئے نمرہ؟" یسریٰ نے کچن میں آ کر پوچھا۔ "وہ ابھی ابھی غسل کر کے نکلی تھی اور اس کے لمبے سیاہ بالوں سے پانی کی بوندیں قطرہ قطرہ نیچے گر رہی تھیں۔ احد نے اس کی جانب دیکھا تو دیکھتا ہی چلا گیا' اسے اس قدر وارفتگی سے اپنی جانب دیکھتا پا کر یسریٰ گڑبڑا گئی۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو میں کنفیوز ہو رہی ہوں۔"

"کنفیوز ہونے کی ضرورت نہیں میں تو صرف ڈھونڈ رہا ہوں۔"

"کیا؟"

"اپنا دل۔" وہ شرارت سے بولا۔

زلف خالی ہاتھ خالی کس جگہ ڈھونڈیں اسے
تم نے دل لے کر کہاں اے بندہ پرور رکھ دیا

"بہت محفوظ جگہ رکھا ہے تمہارا دل اب تمہیں واپس نہیں ملے گا۔" وہ ہنسی۔

میرے دل کی وفاداری تو دیکھو
اور اس پر اپنی عیاری تو دیکھو

احد نے خاص لوفروں والے انداز میں کہا تو یسریٰ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا گیلا تولیا اس پر کھینچ مارا۔

"لڑکی اب تم ایک معصوم اور مظلوم انسان کے ساتھ دست درازی پر اتر آئی ہو۔"

"تم سے تو اللہ پوچھے احد۔" یسریٰ عاجز آ گئی۔

"اب رومانس کی کلاس ختم۔" نمرہ نے دونوں کے درمیان آ کر کہا۔ "احد بھائی آ۔ کچن سے نکلیں میری مدد کرنے کے بجائے آپ کام دوگنا کر رہے ہیں اور یسریٰ تم جا کر تہ ہو جاؤ۔ بھتنی بنی کھڑی ہو میں نے تمہارے کپڑے استری کر کے الماری میں لٹکا دے ہیں۔"

"کون سے کپڑے؟" احد بولا۔ "اس کے کپڑے سسرال سے آئے ہیں؟"

"سچ۔" یسریٰ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"تمہاری جان کی قسم بالکل سچ۔"

"میری جان کو بار بار بیچ میں مت لایا کرو۔" وہ کچن سے نکلی تو احد بھی اس کے پیچھے پیچھے نکل آیا۔ "کہاں ہیں میرے کپڑے؟"

احد ڈرائنگ روم میں رکھا ہوا پیکٹ اٹھا لایا' یسریٰ نے بہت احتیاط سے ریپنگ ن اتارا۔ سِلک کا گلابی کرتا شلوار جگمگا رہا تھا۔

"اُف کتنا اچھا ہے۔" یسریٰ نے کپڑے باہر نکالے۔

"اس کے ساتھ ہی امی ابو کا پیغام ہے کہ وہ عین سالگرہ کے وقت نہیں آئیں گے بلکہ کچھ دیر ٹھہر کر آئیں گے۔"

"کیوں؟" یسریٰ نے اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"ابو کہہ رہے تھے کہ تم سب انجوائے کرو' ظاہر ہے ان کی موجودگی میں ہم کیسے انجوائے کر سکتے ہیں۔"

"ضرور تم نے کوئی بات کی ہوگی۔" یسریٰ نے آنکھیں نکالیں۔

"میرا تو کسی کو اعتبار ہی نہیں' بھلا میں نے کیا بات کرنی تھی۔" احد بولا۔ "اور پھر ابو میری کسی بات پر چلنے والے نہیں آخر والد صاحب ہیں میرے۔"

"تم کبھی نہیں سدھرو گے۔" یسریٰ نے سر ہلایا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

ایک ایک کر کے فرخ' عظیم' اسما' نائلہ اور فروا بھی آ گئے۔ بس یسریٰ نے انہی کو بلایا تھا' کیک کاٹ کر اس نے احد کی جانب دیکھا۔

"میرا تحفہ؟"

"تحفہ! ہاں یاد آیا۔" اس نے پتلون کی جیب سے ایک ننھا منا سا پیکٹ برآمد کیا۔

"یہ رہا تمہارا تحفہ۔"

"یسریٰ نے پیکٹ ہاتھ میں لیا' یہ کیا ہے؟"

"کھول کر دیکھ لو۔"

یسریٰ نے پیکٹ کھولا اس میں ایک خوبصورت کی چین رکھی ہوئی تھی۔

"کنجوس مکھی چوس۔" وہ اس کی طرف پلٹی۔ "تم سے تو کسی اچھی چیز کی توقع ہی نہیں رکھی جا سکتی۔" اس نے منہ پھلا لیا۔

"اتنی خوبصورت کی چین ہے اور فائدہ اس کا یہ ہے یہ ہر وقت تمہارے ساتھ رہے گی اور تمہیں میں یاد آتا رہوں گا۔" احد بولا۔ "تمہارا کیا خیال تھا کہ میں تمہارے لئے آسمان سے تارے توڑ لاؤں گا یا بے خطر آتشِ نمرود میں کود پڑوں گا۔ یہ کی چین رکھنی ہے تو رکھو اس سے زیادہ کی توقع نہ رکھو مجھ سے۔"

"آئندہ کسی چیز کی توقع نہیں رکھوں گی بلکہ اب تک جو توقع رکھی تھی وہ بھی میری

بیوقوفی تھی۔"

"یار کچھ تو شرم کرو۔" فرخ بولا۔ "ایک کی چین دیتے ہوئے تجھے شرمندگی بھی نہیں ہوئی۔"

"میں جتنا افورڈ کرسکتا تھا اتنا ہی تحفہ لیا ہے۔"

"خواہ اس سے عاشقی پر ہی حرف آجائے۔" فرخ نے پھر مداخلت کی۔ "تمہیں چاہئے تھا کہ اگر یسریٰ ایک ستارے کی فرمائش کرتی تو تم پورا دُبِ اکبر اکھاڑ لاتے میں نے پہلا عاشق دیکھا جو اپنے فنانس کا رونا رو رہا ہے تم نے تو نام ڈبو دیا ساری عاشقو کی برادری کا۔"

یسریٰ کی نگاہ فروا پر پڑی جو کافی کی پیالی لبوں سے لگا کر احد کی جانب دیکھ رہی تھی یسریٰ نے اس پر سے نگاہیں ہٹالیں۔

"چھوڑو فرخ! اس سے کیا مغز ماری کرنا۔" وہ بولی۔ "اور اب تم دیکھنا احد کہ تمہاری سالگرہ پر تمہیں کیا تحفہ دیتی ہوں۔"

ابھی اس کی بات منہ میں ہی تھی کہ گیٹ کی گھنٹی بجی۔

"اس وقت کون آگیا؟" یسریٰ بڑبڑائی۔ "نمرہ ذرا دیکھنا تو۔"

"میں اتنی لذیذ اور مزیدار ڈشوں کی موجودگی میں کہیں نہیں جاسکتی۔" وہ مزے سے بولی تو یسریٰ کو خود باہر جانا پڑا۔

گیٹ کے پاس ٹی سی ایس کی گاڑی کے ساتھ بڑا سا گلدستہ ہاتھ میں پکڑے ہو شخص کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے حیران ہی رہ گئی۔

"یہ مس یسریٰ کے نام ہے۔" اس شخص نے گلدستہ اور نفاست سے پیک کیا ہوا پیکٹ اس کی جانب بڑھایا۔ یسریٰ جلدی سے کارڈ پر یہ دونوں چیزیں بھیجنے والے کا نام ڈھونڈنے لگی۔ وہاں احد کا نام جگمگا رہا تھا' اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ گلدستہ اور پیکٹ لے وہ اندر داخل ہوئی تو سب کے ہنسنے سے اسے اندازہ ہوا کہ اس کے علاوہ سبھی اس بات سے واقف تھے۔

"میرے کس رقیب رُوسیاہ نے تمہیں یہ گلدستہ بھجوایا ہے؟" احد کی مسکراہٹ گ

ہوگئی۔

"یہ ایک تمہیں کیا۔" وہ مسکرائی اور بند پیکٹ کھولنے لگی۔ اندر نینا رچی کا بیوٹی فل پرفیوم دیکھ کر اس نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔ "اتنا مہنگا پرفیوم دینے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تمہارے لئے ایک پرفیوم تو کیا جان بھی حاضر ہے۔"

وہ ہنس پڑی۔ "میں اپنے وہ سب الفاظ واپس لیتی ہوں جو میں نے تمہارے تحفے کے متعلق بولے تھے۔" اس نے گویا اعلان کیا۔

کافی پینے کے بعد وہ سب وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

"تمہیں پتا ہے یسریٰ ہاتھ پر ہونے والی یا ہونے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔" نائلہ نے کہا۔

"مجھے نہیں یقین۔" یسریٰ بولی۔

"آزمائش شرط ہے میرے ہاتھ پر تو بہت واضح "ایم" لکھا ہوا ہے۔" نائلہ کے لہجے میں چیلنج تھا۔

"دکھانا۔" اسماء اور یسریٰ نے اشتیاق سے کہا۔

نائلہ نے ان کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلادی۔

"ہاں سچ مچ دیکھو یہ بالکل "ایم" بن رہا ہے۔" اسماء نے حیرت سے کہا۔

"تم لڑکیاں فضول ان باتوں پر کیوں یقین کرتی ہو؟" عظیم بولا۔

"ایسے ہی فضول۔" یسریٰ بولی۔ "دیکھ لو سچ کہہ رہی ہے نائلہ۔"

"یہ بات بالکل سچ ہے لکیریں کبھی جھوٹ نہیں بولتیں۔" فروا نے کہا۔ "میں نے پچھلے دنوں اس کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے اور یقین کرو سب بالکل ٹھیک رہا۔"

"تم تینوں ہی بہت وہمی ہو۔" احد بولا۔

"جی نہیں تم خود دیکھ لو' اتنا واضح لکھا ہوا ہے۔" یسریٰ اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔ "وہم نہیں ہے۔"

"یسریٰ تم دکھاؤ نا فروا کو ہاتھ۔" اسماء نے کہا تو یسریٰ نے فوراً ہاتھ آگے کردیا۔

''مجھے بہت زیادہ تو نہیں پتا بس چند ایسی باتیں معلوم ہیں جو سب کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں۔''

''ایسی چیز تو صرف ایک ہے اور وہ ہے شادی۔'' فرخ بولا۔

''دیکھونا فروا۔'' یسریٰ نے کہا۔

''دکھاؤ۔'' وہ کچھ دیر تک اس کا ہاتھ دیکھتی رہی۔ ''کوئی ایسی خاص نہیں ہے تمہارے ہاتھ میں۔''

''ایسے ہی۔'' یسریٰ بولی۔ ''کچھ تو ہوگا۔''

''بھئی چھپانے والی کون سی بات ہے۔'' اسماء نے کہا۔

''رہنے دو پھر کبھی سہی۔'' فروا نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔

''اس کا مطلب ہے کچھ تو ہے۔'' یسریٰ نے کہا۔ ''تم بتاؤ چاہے غلط ہی ہو۔'' اس کی ہچکچاہٹ نے یسریٰ کے شوق کو اور ہوا دی۔

''فروا تمہارے علم کی آزمائش کا وقت ہے۔'' احد بولا۔

''میں نے جو پڑھا ہے اس کے مطابق۔'' وہ بالآخر بتانے لگی۔ ''تمہیں اپنی زندگی میں کسی شدید ذہنی صدمے کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

''وہ صدمہ گزر چکا ہے۔'' یسریٰ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ ''پاپا کی ڈیتھ بہت بڑا صدمہ تھی میرے لئے' تب میں دس سال کی تھی جب وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہوئے تھے۔ مجھ سے اور نمرہ سے وہ اس قدر پیار کرتے تھے کہ کیا بتاؤں۔ مجھے نہیں پتا کہ میں نے اس غم پر کیسے قابو پایا ہے۔ میں پاپا کو ان کے پیار کو کبھی نہیں بھول سکتی۔'' اس نے نم آنکھوں سے ڈرائینگ روم میں آویزاں ان کی تصویر کو دیکھا۔ پھر تیزی سے خود پر قابو پا کر بولی۔ ''میری ہتھیلی پر احد کا نام دیکھو۔''

''ہتھیلی پر نہیں یہاں انگوٹھے کے پاس۔'' فروا بولی۔

''یہ ''اے'' ہی بنتا ہے نا؟'' اسماء نے لکیروں کا جائزہ لیا۔

''اتنی لکیروں میں کچھ پتا ہی نہیں چل رہا۔'' فروا نے بغور دیکھا۔

''مجھے دکھاؤ۔'' احد آگے آیا۔

''دیکھو بالکل پتا ہی نہیں چل رہا۔'' یسریٰ نے مایوسی سے کہا۔

''ٹھہرو۔'' احد نے ابھی اس کے ہاتھوں کی لکیروں کا جائزہ لیا۔ ''یہ دیکھو بن تو رہا ہے۔''

''واضح نہیں ہے۔'' فروا بولی۔ ''یہ تو کچھ بھی ہوسکتا ہے۔''

''بس یہ ''اے'' ہے میں نے کہہ دیا ہے۔'' احد نے قطعی لہجے میں کہا تو سب ہنس پڑے۔

''فروا احد کا ہاتھ بھی دیکھنا۔'' یسریٰ نے فرمائش کی تو فروا نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا لیکن پھر کچھ کہے بغیر احد کا ہاتھ تھام کر دیکھنے لگی۔ سب ان کے گرد جمع ہو گئے۔

''تمہارے ہاتھ کی لکیریں بہت واضح اور مضبوط ہیں۔'' وہ بولی۔ ''لیکن......''

''لیکن کیا؟'' یسریٰ نے جلدی سے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔''

''مجھے یہ حرکت بالکل پسند نہیں ہے۔'' احد بولا۔ ''اگر کچھ پتا ہے تو بتا دو' یہ کیا طریقہ ہے کہ دیکھ کر کچھ بتائے بغیر ہی ہاتھ چھوڑ دیا۔''

فروا نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''تمہاری قسمت کی لکیر ٹوٹی ہوئی ہے اور اسکے آخر میں Cross ہے اور یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ یہ کسی بڑے اور ناقابلِ تلافی نقصان کی نشانی ہے۔''

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟'' یسریٰ نے تیکھے لہجے میں کہا۔ ''کئی لوگوں کے ہاتھ پر قسمت کی لکیر ہوتی ہی نہیں ہے۔''

''وہ زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ جس قسم کا ہاتھ احد کا ہے اور جتنی واضح اور مضبوط لکیریں اس کی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر قسمت کی لے کر شکستہ ہو جائے' میرا مطلب ہے کہ اچانک ٹوٹ جائے تو یہ بہت برا ہوتا ہے۔''

یسریٰ نے احد کا ہاتھ فروا کے ہاتھ سے کھینچ کر یوں تھام لیا جیسے اسے بچانا چاہتی ہو۔

''رہنے دو میں نہیں مانتی تمہارے اس علم کو۔''

فروا اس کے اتنے شدید ردِعمل سے حیران ہی رہ گئی۔

''کیا برا ہوتا ہے؟ کیا موت واقع ہوسکتی ہے انسان کی؟'' احد نے مذاق اڑا

والے لہجے میں کہا۔

''یہ بھی ہو سکتا ہے۔'' فروا اطمینان سے بولی۔

''یہ سب غلط اور بکواس ہے۔'' یسریٰ نے کہا۔

کس بے کسی سے داغ نے افسوس جان دی
پڑھ کر تیرے فراق کے اشعار مر گیا

احد نے صوفے پر گر کر آنکھیں بند کر لیں۔

''یہ کیا حرکت ہے احد۔'' یسریٰ کا پارہ چڑھ رہا تھا۔ ''آنکھیں کھولو۔''

یسریٰ کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر سب ہی ہنس پڑے۔

''اوہو' میں سچ مچ نہیں مرا' ابھی تو مجھے تم سے کلامِ داغ والا گفٹ وصول کرنا ہے
اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دی تھیں۔

اور اس لمحے یسریٰ کو یاد آیا کہ احد کا گفٹ اب تک اس کے پاس ہے۔

''ایک منٹ میں ابھی آئی۔'' وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی' واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں گفٹ پیک تھا۔ ''یہ لو۔''

''تو یہ انتخاب کلامِ داغ ہے۔'' عظیم مسکرایا۔

''ہاں!'' احد نے چمکیلا نیلا پیپر احتیاط سے کھولا۔

''تو اب کچھ ارشاد ہو جائے۔'' عظیم ہنسا۔

''ارشاد کرنے کے لئے ہی تو لیا ہے۔'' احد نے کہا پھر کارڈ پر لکھے شعر کو پڑھ کر یسریٰ کی جانب دیکھا۔ وہ بہت رسان سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی' اس نے سب کی نگاہ بچا اسے آنکھ ماری تو یسریٰ کا چہرہ لال ہو گیا۔

''تو ارشاد ہے۔'' وہ گویا ہوا۔

عشق میں کچھ پاس کچھ امیدواری چاہئے
کچھ تحمل چاہئے کچھ بے قراری چاہئے
جن کو حسن و عشق کے دعوے ہیں ان کے واسطے
دل ہمارا چاہئے صورت تمہاری چاہئے

اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

''اس میں کوئی شک نہیں۔'' عظیم نے کہا۔ ''کم از کم تمہارے سلسلے میں یہی ہوا ہے۔''

''اب بتاؤ کسے دوں داد' داغ کو جس نے اتنے عمدہ شعر کہے یا تمہیں جس نے فی زمانہ ہمیں ان سے تعارف کرایا۔'' فرخ بولا۔

''میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے مجھے۔'' فروا اچانک اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ابھی سے' ابھی تو محفل جمی ہے۔'' احد نے کہا۔

''پھر کبھی سہی۔''

''فروا کو ایسا بہر حال کرنا نہیں چاہئے تھا آج۔'' یسریٰ اسے گیٹ تک چھوڑ کر واپس ڈرائینگ روم میں پہنچی تو نائلہ کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ ''وہ ہر طرح سے یسریٰ کو Discourage کرتی ہے حالانکہ اب تو منگنی ہو گئی ہے دونوں کی' اب تو اسے بس کر دینا چاہئے۔''

''اس کی بات سے میرا بہت موڈ آف ہوا ہے آج۔'' یسریٰ نے کہا۔ ''وہ جان بوجھ کر تنگ کرتی ہے اس نے پوری کوشش کی ہے کہ.....'' اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

''اس کی کوشش سے کیا ہوتا ہے۔'' احد نے اسے تسلی دی۔ ''تم مت دھیان دیا کرو اس کی باتوں پر۔''

''مجھے بہت وہم ہوتا ہے ایسی باتوں سے۔''

''حد کرتی ہو تم بھی اتنا پڑھنے لکھنے کا کیا فائدہ جب وہی جاہلوں والی باتیں کرتی ہیں۔'' احد جھنجھلا اٹھا۔ ''تم لوگ ہی اسے سمجھاؤ۔''

''کیا داغ نے کچھ رہنمائی نہیں کی اس معاملے میں؟'' فرخ بولا۔

''ٹھہرو ڈھونڈتے ہیں۔'' عظیم نے کتاب اٹھا کر ورق گردانی شروع کر دی۔

''احد' آنٹی انکل نے کب آنا ہے؟'' یسریٰ نے پوچھا۔

''بس آتے ہی ہوں گے۔''

''تو یار ہم چلتے ہیں۔'' فرخ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں بیٹھونا؟" یسریٰ نے کہا۔

"جناب آپ کے سسر محترم کو شک ہے کہ ان کے اکلوتے بیٹے کو خراب کرنے کی تمام ذمہ داری میری ہے۔"

"اسے کس نے خراب کرنا ہے۔" وہ ہنسی۔ "یہ خود ہی پورا ہے۔"

"لیکن وہ تمہاری بات کب مانیں گے۔"

پہلے فرخ اور عظیم نکلے اور پھر ان کے پیچھے پیچھے اسماء اور نائلہ بھی اپنے اپنے گھر گئیں۔ نمرہ جگہ ٹھیک کرنے لگی اور یسریٰ اور احد لان میں چہل قدمی کرنے لگے۔

"میں اس وقت سے دیکھ رہا تھا تم نے چوڑیاں نہیں پہنیں۔"

"اس رنگ کی تھیں ہی نہیں بالکل اچانک ہی تو تم نے بتایا تھا کہ جوڑا سسرال طرف سے آیا ہوا ہے۔" وہ مسکرائی۔ "دوسرے سوٹ کے ساتھ میں نے لی ہوئی تھیں۔"

"تو چلو ابھی لبرٹی وہاں سے پہن لو۔"

"ابھی تو آنٹی انکل نے آنا ہے۔"

"وہ آتے رہیں گے۔" احد نے سگریٹ سلگایا۔

"اگر انکل سوچتے ہیں کہ تم غیر ذمہ دار ہو تو غلط نہیں سوچتے۔"

باتیں کرتے کرتے وہ گیٹ کے قریب پہنچ چکے تھے جب اچانک کار کی ہیڈ لائٹ سے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

"اوہ ابو جی!" احد نے سگریٹ اپنے پیچھے پھینک دیا لیکن دھواں بدستور اس کے میں تھا۔

انکل، آنٹی اور عنبرین کے ساتھ علیک سلیک کر کے یسریٰ انہیں اندر لے جانے لگی۔

"دیکھا اس لڑکے کو۔" انکل رک گئے۔ "اس نے سلام تک نہیں کیا۔"

"کیا تھا انکل شاید آپ نے سنا نہیں۔" یسریٰ نے جلدی سے کہا۔ اسے احد بیچارے پر ترس آ رہا تھا جسے اپنے ابو کی آمد کی وجہ سے آدھے سے زیادہ سگریٹ سے بھی ہاتھ دھونا تھا۔ اور اب دھواں منہ میں ہونے کی وجہ سے وہ بات کرنے سے بھی قاصر تھا۔

"تو اب اس نالائق کے تین حمایتی ہو گئے ہیں۔" وہ مسکرا کر آگے چل پڑے تو احد

دھواں فضا میں چھوڑا۔

"اور احد تم۔" ابو نے مڑ کر اس سے بات کرنا چاہی لیکن دھواں دیکھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

یسریٰ جو فضا میں ہاتھ ہلاتے ہوئے دھواں تحلیل کرنے کی کوشش کر رہی تھی، ایک دم قدم بڑھا کر ابو کے پاس آ گئی۔

"ابو باہر سبزے میں مچھر بہت ہو گئے ہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ "اندر ہی چلتے ہیں۔"

"جی ابو جان یسریٰ بھابی کے گھر کے مچھر بہت سخت جان ہیں۔" عنبرین ہنسی۔ "دسمبر کی ٹھنڈک میں بھی یہیں رہ رہے ہیں۔"

امی اور نمرہ ان سے بہت تپاک سے ملیں۔ نمرہ خاص طور پر ان کے لئے بیک کیا ہوا بلیک فاریسٹ اور دیگر لوازمات لے آئی۔

"اب پہلے ایک خبر سن لیں۔"

عنبرین کی بات سن کر کیک کاٹتی یسریٰ کا ہاتھ رک گیا۔

"بھلا آپ لوگوں کا رزلٹ کب آؤٹ ہو رہا ہے؟"

"اُف عنبرین کیوں ڈراؤنی ڈراؤنی باتیں کرتی ہو؟" یسریٰ بولی۔ "ابھی تو شاید دو ہفتے پڑے ہیں وہ تو آرام سے گزار لینے دو۔"

"ہمارے ذرائع کچھ وسیع ہیں۔" وہ بولی۔ "ہمیں دو ہفتے قبل ہی علم ہو گیا ہے۔"

"ہائے کیا بنا؟" یسریٰ ایک دم گھبرا گئی۔

"پتا تو میں بھی کر سکتا تھا لیکن میں نے سوچا بہتر یہی ہے کہ وقت پر پتا چلے۔" احد نے کہا۔

"آج ہی ابو نے پتا کرایا ہے۔"

"سچ انکل میرا بھی پتا کرایا ہے؟"

"ہاں آپ دونوں کا پتا کرایا ہے۔" احد کے ابو بولے۔

"پھر کیا رہا؟" یسریٰ کے تو سچ مچ ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔

"مجھے تو اپنے نظام تعلیم پر حیرت ہو رہی ہے۔" ابو نے افسوس سے سر ہلایا۔ "ج میں اس جیسے نالائق لڑکے نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔"

"کیا؟ سچ؟" یسریٰ خوشی سے چیخ پڑی۔

"ہاں" عنبرین بولی۔ "اور ہماری بھابی پانچویں نمبر پر رہیں۔"

"میں؟ نہیں میں اتنی لائق نہیں ہوں کہ پانچویں نمبر پر بھی آسکوں۔"

"بیچ کی تین پوزیشنز یونیورسٹی سے باہر کی ہیں۔ جی سی کے سی اور گورڈن کالج کی" عنبرین نے بتایا۔

"احد بہت مبارک ہو۔" یسریٰ کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہیں تھا۔

"دیکھ لیا آپ نے ابو جی ساری دنیا معترف ہے میری صلاحیتوں کی' لیکن ایک آپ ہیں کہ مان کر ہی نہیں دے رہے۔"

"تم نے پڑھا کب تھا؟"

"مجھ جیسے جینئس کو عام لوگوں کی طرح اردو بازار کے نوٹس تو رٹنے نہیں ہوتے۔' اترایا۔ "میرا اسٹائل ذرا مختلف ہے۔"

"تم پھر بھی میرے سامنے خود کو لائق ثابت نہیں کر سکتے۔" ابو بولے۔ کہنے کو تو وہ کہہ رہے تھے لیکن ان کے چہرے پر موجود خوشی اور فخر کے تاثرات یسریٰ سے پوشیدہ نہیں رہ سکے۔ "ٹاپ تو میری بیٹی کو کرنا چاہئے تھا جس نے اتنا پڑھا تھا۔"

"یہ بھی اچھی رہی۔" احد ہنسا۔ "میں تو کسی کھاتے میں ہی نہیں ہوں۔"

یسریٰ کو اس سے احد کے ابو بالکل اپنے پاپا کی طرح لگے بے حد محبت کرنے والے

"اب ہماری بیٹی کیک کاٹے گی۔" وہ بولے۔ "اور پھر ہم اس کی لمبی عمر کی دعا کریں گے۔"

ایک مرتبہ پھر کیک کاٹ کر اس نے محض باقی سب کا ساتھ دینے کی خاطر چند چیز اپنی پلیٹ میں ڈال لیں۔

"امی آپ نے یسریٰ کے لئے چوڑیاں نہیں بھیجی تھیں؟" احد نے کہا۔

"کچھ تم نے بھی دیا ہے یا نہیں؟" ابو نے پوچھا۔

"پوچھ لیں اپنی ہونے والی بہو سے ایسا تحفہ اور کسی نے نہیں دیا ہوگا۔"

"نہیں پوچھنے کی کیا بات ہے۔" عنبرین ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکرائی۔ "ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا دیا ہوا تحفہ سب سے الگ ہوگا۔"

"احد نے مجھے پھول اور پرفیوم گفٹ کئے ہیں۔" یسریٰ نے جلدی سے کہا۔ مبادا عنبرین پھر کوئی شوشہ چھوڑ دے۔

"یعنی خوشبو کا تحفہ۔" وہ سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"ان باتوں میں اصل مسئلہ رہ گیا۔" احد بولا۔ "یعنی یسریٰ کی چوڑیاں۔"

"تو بیٹا جی آپ کو ایسی کون سی مصروفیت ہے آپ لے جائیں۔" ابو نے کہا۔

"اٹھو یسریٰ۔" وہ تو تیار ہی بیٹھا تھا۔

یسریٰ نے اجازت طلب نظروں سے احد کی امی کی طرف دیکھا تو وہ بھی مسکرا دیں۔

"پہن آؤ چوڑیاں یوں بھی مجھے اپنی بیٹیوں کی سُونی کلائیاں پسند نہیں ہیں۔" پھر وہ احد سے مخاطب ہوئیں۔ "میری بیٹی کو بہترین چوڑیاں پہنوانی ہیں۔"

چوڑیاں لینا بھی ایک مسئلہ ہو گیا تھا' احد کے بس میں ہوتا تو وہ اسے ساری دکان خرید دیتا۔

"اتنی ڈھیر ساری چوڑیوں کے پہننے کے لئے میرے پاس کم از کم چھ اضافی کلائیاں ہونی چاہئیں۔" اس نے احد کو درجنوں کے حساب سے چوڑیاں پسند کرتے دیکھ کر کہا۔

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میری دو کلائیاں ہیں۔"

"چوڑیاں بیچنے والوں کو سپیئر کلائیاں بھی اپنی دکان میں رکھنی چاہئیں۔" یہ احد کا خیال تھا۔

"سر آپ باقی پیک کروالیں۔" دکاندار فوراً بولا۔

اور احد نے کتنی ہی خوبصورت رنگ برنگی کانچ کی چوڑیاں پیک کروالیں۔

"اب چلو آئس کریم کھانے۔" وہ بولا۔

"دیر ہو رہی ہے انکل آنٹی کیا سوچیں گے۔"

"دنیا جو سوچنا چاہتی ہے سوچتی رہے' ہم ظالم سماج کو اپنے درمیان دیوار بنتی نہیں دیکھ

سکتے۔" وہ خالص فلمی انداز میں بولا۔

"کبھی کسی کی بات مان بھی لیا کرو۔"

"میں اپنے دل کی بات کبھی نہیں ٹالتا۔" وہ یسریٰ کی جانب جھکا۔

"پرے ہٹو۔" اس نے احد کو دھکا دیا۔

"عجیب چیز ہو تم۔" اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔ "اب جب میں اپنے دل
بات مان رہا تھا تو تم نے خود ہی منع کر دیا۔"

"اگر تم یہی حرکتیں کرتے رہے تو میں نے آئندہ کبھی تمہارے ساتھ باہر نہیں نکلنا۔"

"مجھے گھر کے اندر پرہیز ہے کیا؟" وہ شوخی سے بولا تو یسریٰ نے اپنے کانوں
انگلیاں ٹھونس لیں۔

"اس طرح میں کم از کم تمہاری بکواس سننے سے محفوظ رہوں گی۔"

احد نے ہنستے ہوئے ایک کولڈ سپاٹ پر کار روک دی۔ یسریٰ منہ پرے کئے کانوں
انگلیاں ٹھونسے بیٹھی رہی۔

"یہ لو ورنہ پگھل جائے گی۔" تھوڑی دیر بعد احد نے اس کے کان کے بالکل
اونچی آواز میں کہا۔

یسریٰ نے منہ دوسری طرف رکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر آئس کریم لے لی۔ چوک
ہاتھ میں آتے ہی اسے احد سے اپنی پہلی ملاقات یاد آ گئی۔ اس نے احد کی طرف دیکھا
دونوں ہنس پڑے۔ سردیوں میں آئس کریم کھانے کا اپنا ہی لطف ہے' واپسی میں وہ دو
باتیں کرتے گھر پہنچے تو ساڑھے دس بج چکے تھے اور آنٹی انکل جانے کے لئے ان کی واپسی
ہی انتظار کر رہے تھے۔

"بہت لکی ہو تم۔" ان کے جانے کے بعد نمرہ نے یسریٰ سے کہا۔ "بہت اچھے
تمہارے ہونے والے ساس سسر۔"

"ہاں مجھے تو انکل بالکل پاپا کی طرح لگتے ہیں۔" وہ بولی۔

"اللہ کسی کسی کو اتنے اچھے گھرانے دیتا ہے۔" امی نے بھی اس کی تائید کی۔ "اور
دیکھو احد کتنا اچھا ہے کتنا خیال رکھتا ہے یسریٰ کا۔" امی نے پیار سے یسریٰ کے بالوں

ہاتھ پھیرا۔ "میں شکر ادا کرتی ہوں کہ تمہیں ایسا اچھا گھرانہ ملا۔ اب بس خواہش ہے کہ اپنی
نگاہوں کے سامنے تمہیں تمہارے گھر میں خوشحال دیکھ سکوں اور نمرہ کی بھی کسی اچھی جگہ نسبت
ٹھہر جائے۔"

"امی آپ بے فکر رہیں اللہ نے چاہا تو یہ بھی ہو جائے گا۔" یسریٰ نے ہمیشہ کی طرح
انہیں تسلی دی۔

"اچھا اب سو جاؤ۔" امی اٹھتے ہوئے بولیں۔ "بہت باتیں ہو گئی ہیں اور رات بھی
کافی ہو گئی ہے۔"

☆======☆======☆

امریکن لٹریچر کی کلاس سے نکل کر یسریٰ اور احد لائبریری کی جانب بڑھ رہے تھے کہ
قدامت پسند طلباء کا وہ گروپ ان کی طرف چلا آیا جو قدرے اعتدال پسند واقع ہوا تھا۔

"ہمیں تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"یسریٰ تم چلو لائبریری میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔"

"جلدی آنا۔" احد کا ان کے ساتھ جانا یسریٰ کو کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔

وہ سب کے ساتھ کامن روم میں چلا آیا۔

"اس دن ہائی کمان کے سامنے تم نے جس جرات کا مظاہرہ کیا تھا جانتے ہو اس کا کیا
نتیجہ نکلا ہے؟"

"کیا؟" احد نے پوچھا۔

"آج نیو کیمپس میں ہونے والے اجلاس میں تمہیں نہیں بلایا گیا۔"

"اگر بلایا جاتا تب بھی میرے لئے جانا شاید ممکن نہ ہوتا۔" وہ بولا۔

"لیکن احد تمہیں جانا چاہئے تم پارٹی کے ایک بڑے دھڑے کی نمائندگی کرتے ہو اور
ہماری بات تمہارے ذریعے ان تک پہنچتی ہے۔"

"مجھے لیڈری نہیں کرنی۔" احد نے کہا۔ "میں تو صرف اس وقت بولتا ہوں جب مجھے
کچھ غلط دکھائی دے اور یہ تم سب بھی کر سکتے ہو' پارٹی میں اس قدر جمہوریت تو ہونی ہی
چاہئے۔"

"پارٹی کے حکومت کے ساتھ مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں' میرا خیال ہے کہ ا
کمان طلباء کو سڑکوں پر لانے میں دیر نہیں کرے گی۔" کسی نے خیال ظاہر کیا۔ "اور
نزدیک یہ ایک غلط روایت ہے جسے ختم ہونا چاہئے۔"

"تم یہ بات اوپر کہو۔" احد نے کہا۔

"اوپر ہماری بات کون سنتا ہے' تمہاری بات بھی اس لئے سن لی جاتی ہے کہ
میں لکھتے ہو اور تمہارا ایک وسیع حلقہ ہے' ہمیں کون پوچھتا ہے۔"

"میرے خیال میں یہ اجلاس ہو ہی اس لئے رہا ہے کہ حکومت کے خلاف کوئی ا
تیار کیا جائے۔" ایک طالب علم نے خیال ظاہر کیا۔ "اور انہوں نے احد کو صرف ا
نہیں بلایا کیونکہ انہیں یقین ہے کہ یہ سب کی مخالفت کرے گا۔"

"اگر وہ گولی اور گالی کی سیاست کی بات کریں تو ایک میں کیا عقل وشعور رکھنے
شخص ان کی مخالفت کرے گا۔"

ابھی ان کی گفتگو جاری تھی کہ بشیر احمد اور اس کے حواری کامن روم میں داخل ہو

"یہاں کون سا اجلاس ہو رہا ہے؟" اس نے مونچھوں کو تاؤ دیا۔

"کچھ نہیں ہم یونہی گپیں لگا رہے تھے۔" اعتدال پسند گروپ کے ایک طالب
جلدی سے کہا۔ "تم بتاؤ نا وہاں کے اجلاس میں کیا رہا؟"

"وہی ہوا جس کا پروگرام تھا۔" اس نے ایک کرسی پر ہاتھ ٹکا دیا۔ "حکومت
ایجی ٹیشن جس کا آغاز ہم کر آئے ہیں۔"

"آغاز کس طرح کیا؟" کسی نے پوچھا۔

"بہت دلچسپ کام تھا۔" اس نے کن اکھیوں سے احد کی جانب دیکھا۔ "چونکہ
ہمارے مقابلے میں بائیں بازو کے ترقی پسندوں کو ترجیح دینے کے منصوبے بنا رہی
لئے ہم نے وہاں لائبریری میں موجود ہر اس کتاب کو آگ لگا دی جس میں کارل
حوالہ تھا۔"

"کیا؟" احد چیخ پڑا۔ "تم لوگوں نے کتابوں کو آگ لگا دی؟"

"صرف ان کتابوں کو جن میں کارل مارکس کا تذکرہ تھا۔" بشیر احمد نے گویا تصحیح

"کیا تمہارے خیال میں تمہاری اس حرکت سے ترقی پسند ختم ہو جائیں گے؟ یا ان کا نام لینے والے نیست و نابود ہو جائیں گے؟" احد سے غصہ اور افسوس ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"تم نے ترقی پسندوں کو ختم نہیں کیا اور نہ ہی انہیں اس طرح ختم کر سکتے ہو۔ تم نے علم کے خزانے کو ختم کیا ہے' تم لوگ اگر بلی کی موجودگی میں اپنی آنکھیں بند کر کے یہ سوچنے لگے ہو کہ وہ چلی گئی ہے تو یہ تمہاری بھول ہے۔ بلی کا مقابلہ آنکھیں بند کر کے نہیں کیا جاتا بلکہ اس حقیقت کو قبول کر کے کیا جاتا ہے کہ وہ یہاں موجود ہے' آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔"

"تم ذہنی طور پر ابھی بھی ترقی پسند ہو۔" بشیر احمد کے لہجے میں نفرت چھپی ہوئی تھی۔

"کارل مارکس کی کتابیں صرف تمہارے لئے خزانہ تھیں آخر کیوں؟"

"میں تمہیں ہر کیوں کا جواب دے سکتا ہوں لیکن یہ بات میں پڑھے لکھے لوگوں سے کرتا ہوں' تم جیسے جاہلوں پر میں اپنی انرجی ضائع نہیں کرتا۔" احد مڑ کر کمرے سے نکل گیا۔

"یہ بہت ٹیڑھا بولتا ہے۔" بشیر احمد کے حواریوں میں سے ایک نے کہا۔

"دو دن میں سیدھا نہ کر دوں تو بشیر احمد میرا نام نہیں۔" اس کی نگاہیں اس دروازے پر گڑی ہوئی تھیں جس سے ابھی ابھی احد باہر نکلا تھا۔

"اوہو تم نے تو سر پر سوار کر لیا ہے۔" یسریٰ نے احد سے کہا۔ "اب جل گئیں کتابیں تو کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"کیا انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوا کہ انہوں نے خزانے کو آگ لگائی ہے۔" احد گویا خود سے مخاطب ہوا۔

"پلیز اب زیادہ نہ سوچو احد اور نہ ہی کسی سے موضوع پر بات کرنا جو ہو گیا سو ہو گیا۔"

"یسریٰ میں اپنے احساس کو کیسے مار دوں؟ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں انہیں Condom کر سکوں۔ میں کیسے بھول جاؤں کہ ان جاہلوں نے مذاکرات کی ناکامی کا بدلہ کتابوں سے لیا ہے۔"

"اچھا اب گھر چلو میرے ساتھ۔" یسریٰ نے اس کا ذہن ہٹانے کے لئے کہا۔ "اچھی سی چائے پئیں گے دونوں۔" پھر اس نے احد کی آنکھوں میں جھانکا۔ "اور پھر وہ باتیں کریں

گے جو ہم نے آج تک نہیں کیں اپنے گھر کی باتیں جہاں ہم دونوں نے رہنا ہے۔''
''آئی ایم سوری یسریٰ لیکن ابھی نہیں۔'' وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ''پھر کسی دن سہی' ابھی م
بہت ڈسٹرب ہوں اور مجھے کام بھی بہت کرنے ہیں۔''

اپنے نرم گرم بستر پر بیٹھ کر یسریٰ نے آنکھیں موندلیں۔

کتنی اُجڑی ہوئی ہے رُت کہ سکوں ہے نہ جنوں
اتنی بے فیض ہوئی بادِ بہاری کیسے

اس نے زیرلب کہا۔

آج وہ بالکل خالی الذہن تھی' اس کی سوچیں پُرسکون سمندر کے پانیوں کی طر
ساکت تھیں یوں جیسے تلاطم آنے والا ہو۔ اس نے اٹھ کر اپنی سٹڈی ٹیبل کی دراز سے احد
کی چین نکالی جو اس نے بہت عرصہ پہلے غصے میں اس سے چھینی تھی۔ تب سے اب تک ب
چین اس کے پاس تھی' وہ کرسی پر بیٹھ گئی اور ہاتھ میں کی چین تھامے کتنی دیر تک دیوا
آویزاں اپنی اور احد کی منگنی کی تصویر دیکھتی رہی۔ اس نے کتنا ٹوٹ کر چاہا تھا احد کو اور ا
نے اسے کس طرح جیتا تھا۔ ماضی کی فلم لمحہ لمحہ کر کے اس کی نظروں میں پھرتی چلی گئی' پھر ا
نے آہستگی سے اپنے لب کی چین پر رکھ دیئے جس پر اب تک احد کے ہاتھ کا لمس تازہ تھا۔

☆======☆======☆

پارٹی آفس میں احد غصے میں ہائی کمان کے سامنے بول رہا تھا' احتجاج کر رہا تھا پا
کارکنوں کی غیرمہذب اور جاہلانہ حرکت پر۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو احد۔'' ڈپٹی چیئرمین نے کہا۔ ''تمہارے علاوہ بھی بہت
کارکنوں نے اس حرکت پر احتجاج کیا ہے۔ مجھے بھی اس بیوقوفانہ حرکت کی اطلاع ملی تو ب
صدمہ ہوا میں نے سب کو سرزنش کی ہے۔''

''میں جاننا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں کس کس کو شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔''
نے پوچھا۔

''وہ بھی کر دیئے جائیں گے
تم بالکل فکر نہ کرو۔'' اس نے احد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ملائمت سے کہا۔ ''یہ

احمد جیسے کچھ لوگ ٹیکا شیکا رکھنے کے لئے ہیں ورنہ ہماری پارٹی کو درحقیقت تمہارے جیسے
ذہنوں کی ضرورت ہے جن میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں پائی جاتی ہوں۔''

''کل سے ہم باقاعدہ سڑکوں پر نکل رہے ہیں۔'' ایک سینئر رکن نے کہا۔ ''میں نے
پہلے ہی سب کو بتا دیا ہے کہ ہماری طرف سے پبلک پراپرٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا
اور حتی الامکان کوشش کی جائے گی کہ کسی قسم کی ہنگامہ آرائی نہ ہو' تمہیں بھی اس موقع پر موجود
رہنا ہوگا۔''

''میری موجودگی بہت ضروری ہے کیا؟''

''ہاں!'' سینئر رکن نے زور دیا۔ ''تمہاری بنی بنائی شہرت ہے' ایک حلقہ ہے اور لوگ
تمہیں پڑھتے ہیں۔ تمہیں اپنا اگلا کالم اسی موضوع پر لکھنا ہوگا۔''

''آپ نے کہا کہ آپ ہنگامہ آرائی نہیں چاہتے پھر بشیر احمد اور اس کے ساتھیوں کا کل
کی پروٹسٹ (احتجاجی) مارچ میں کیا کام؟''

''یہ لوگ ہماری ضرورت ہیں ان کے بغیر پارٹی نہیں چل سکتی۔'' ایک اور سینئر رکن نے
کہا۔ ''پھر حکومت کی بھی یہ کوشش ہے کہ وہ ہمارے احتجاجی مارچ کو ناکام بنائے' ایسے میں
بشیر احمد جیسوں کی دہشت ہی پولیس کے لئے کافی ہوتی ہے۔''

''او کے میں لکھوں گا لیکن اپنی مرضی سے۔'' احد نے ہامی بھری۔ ''اس سلسلے میں کوئی
دباؤ برداشت نہیں کروں گا۔''

''تم ہماری طرف سے بالکل آزاد ہو۔'' ڈپٹی چیئرمین نے کہا۔ ''جو تم سچ سمجھتے ہو وہ
لکھو۔''

''اور چونکہ سچ وہی کچھ ہے جو ہم کر رہے ہیں اس لئے ہمیں تم پر دباؤ ڈالنے کی
ضرورت ہی نہیں ہے۔'' سینئر رکن نے کہا۔

احد اطمینان سے باہر نکل آیا' کتابوں کے ضائع ہونے کا دکھ تو ختم نہیں ہوسکتا تھا لیکن
یہ بھی کم نہیں تھا کہ پارٹی ہائی کمان نے اسے اپنی مرضی سے لکھنے کی اجازت دے دی تھی۔
اس طرف سے مطمئن ہو کر اس کا ذہن یسریٰ کی جانب چلا گیا۔ کتنی اپنائیت سے کہا تھا اس
نے کہ آج وہ اس کے ساتھ اپنے گھر کی باتیں کرنا چاہتی ہے اور اس قدر ڈسٹرب تھا کہ اس

سے باتیں کرنے کے بجائے سیدھا پارٹی ہیڈ کوارٹر چلا گیا تھا۔ اس نے بائیک ایک میڈیکل سٹور کے سامنے روکی اور اندر داخل ہو کر یسریٰ کا نمبر ڈائل کیا۔

''وہ تو سو گئی ہے۔'' نمرہ نے بتایا۔ ''آج یونیورسٹی سے واپسی پر ہی اس کا موڈ آف بہت چپ چپ تھی میں نے سوچا شاید آپ سے لڑائی ہو گئی ہو۔''

''لڑائی تو خیر نہیں ہوئی لیکن غالباً وہ بھی ابو جان کی طرح سوچ رہی ہو گی کہ میرے سدھرنے کے کوئی چانسز نہیں ہیں۔'' وہ ہنسا۔

''خیر یسریٰ کا کیا ہے وہ تو خواہ مخواہ ہی لڑتی اور ناراض ہو جاتی ہے۔'' نمرہ بولی ''جاگے گی تو میں اسے آپ کے فون کے متعلق بتا دوں گی۔''

''تھینک یو اور نمرہ اس سے کہنا کہ میں گھر پر ہی ہوں گا۔ اگر مجھے فون کرنا ہو تو وہ کرے اور یہ بھی کہ کل یونیورسٹی نہ جائے ہنگامہ ہونے کا خدشہ ہے۔''

نمرہ سے بات کر کے اس نے بائیک کو کک کیا اور گھر کی جانب چل دیا۔ بہت دیر تک انتظار کے باوجود یسریٰ کا فون نہیں آیا تو وہ یہ سوچ کر سو گیا کہ وہ جاگی ہی نہیں ہو گی۔

''اب کل ہی ملاقات ہو گی اس سے۔'' احد نے بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں ''اور کل ہی اسے مناؤں گا۔ میری آج کی حرکت کے بعد تو یوں بھی اسے ناراض ہونے حق پہنچتا ہے۔''

پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ خوابوں کی وادی میں پہنچ گیا۔

اگلے دن احد کافی دیر سے سو کر اٹھا تھا' تیار ہوتے ہوتے احتجاجی مارچ کا وقت ہو گیا ''اب یسریٰ سے بعد میں ہی ملاقات ہو گی۔'' اس نے چائے کے آخری گھونٹ حلق اتارتے ہوئے سوچا اور پھر یونیورسٹی کی طرف چل دیا جہاں سے احتجاجی مظاہرے کا آغاز ہونا تھا۔ وہاں سے طلباء کا قافلہ بسوں پر سوار ہو کر نکلنے ہی والا تھا' سب زور و شور سے نعرے لگا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے طالب علموں سے بھری بسیں مال روڈ پر اسمبلی ہال کی طرف رواں دواں تھیں۔ مختلف اخبارات کے نمائندے اور فوٹو گرافرز ساتھ ساتھ تھے۔ سڑک کے دونوں کناروں پر Roit پولیس کے ساتھ ساتھ ٹریفک پولیس بھی موجود تھی جنہوں نے ٹریفک کا رخ موڑ رکھا تھا۔ مظاہرہ کرنے والوں کے لئے سڑک بالکل خالی تھی۔

سب سے پہلے ریگل چوک پر رک کر بسوں کے اندر رکھے ہوئے ٹائر سڑک پر نکال کر انہیں آگ لگائی گئی اور پولیس کو مشتعل کرنے کے لئے نعرہ بازی کی گئی لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر طلباء ایک بار پھر بسوں پر سوار ہو گئے۔ اب ان کی اگلی منزل چیئرنگ کراس تھی' یہاں پہنچ کر ایک بار پھر بسیں روکی گئیں۔ ان سے اترنے والے طالب علم چوک میں ہر طرف پھیل گئے' ایسے میں بشیر احمد سامنے آ کر مظاہرین سے مخاطب ہوا۔

''پیارے مسلمان بھائیو! ہم نے اپنی طرف سے حکومت کا قبلہ درست کرنے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی ہے لیکن ہماری حکومت میں شامل مفاد پرست عناصر اور مغربی تہذیب کے دلدادہ افراد نے اپنے بیرونی آقاؤں کے دباؤ کے تحت ہمارے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اب اس صورتِ حال میں ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ہم اسلام اور پاکستان کے تحفظ کی خاطر عوامی تائید حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئیں۔

''ساتھیو! ہم نے مذہب اور ملک کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ ہم موت سے نہیں ڈرتے اور سروں سے کفن باندھ کر باہر نکلے ہیں۔ ہم مر سکتے ہیں لیکن جھک نہیں سکتے کیونکہ بہترین جہاد جابر سلطان کے آگے کلمہ حق کہنا ہے' آیئے قدم سے قدم ملا کر آگے چلیں۔''

اس کی اس مختصر سی تقریر کے ساتھ ہی مظاہرین جوش و خروش سے نعرے لگانے لگے اور انہوں نے اسمبلی ہال کی طرف بڑھنا شروع کر دیا جہاں پولیس کی بھاری نفری تعینات تھی۔

''آپ مزید آگے نہیں بڑھ سکتے۔'' ایک پولیس افسر نے میگا فون پر ہدایت کی۔

''یہ حکومت کے پٹھو ہمیں کیا روک سکتے ہیں۔'' بشیر احمد نے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس کے ایک حواری نے پولیس پر پتھراؤ شروع کر دیا اور پھر پتھراؤ کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

''ہم تم لوگوں کو وارننگ دیتے ہیں کہ پتھراؤ کا سلسلہ روک دو۔'' پولیس افسر نے پتھراؤ سے بچتے ہوئے پھر کہا۔ ''ورنہ تم لوگوں کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

پولیس کو پرسکون دیکھ کر مظاہرین نے ایک بار پھر اشتعال انگیز نعرے لگانے شروع

کر دیئے۔ اب ان کی پیش قدمی رک چکی تھی' مظاہرین کی تمام تر اشتعال انگیزی کے
بھی پولیس اور انتظامیہ نے کسی قسم کی کارروائی سے گریز کیا۔ یہ دیکھ کر بشیر احمد نے ایک
کو آنکھ کا اشارہ کیا جس نے پٹرول بم پولیس پر اچھال دیا اور اس کے ساتھ ہی بشیر احم
ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ مظاہرین کو اس قدر آگے بڑھتا دیکھ کر پولیس نے بھی کا
کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے آنسو گیس پھینکی گئی' پھر لاٹھی چارج شروع ہوا اور آخر میں پکڑ
اور گرفتاریاں۔ مظاہرین کو پولیس کے ساتھ بھڑا کر بشیر احمد اپنے ساتھیوں سمیت بچتا
ہجوم کے پیچھے کی جانب چلا آیا۔

''یہ سب کیا ہے بشیر احمد؟'' احد نے غصے سے کہا۔ ''مظاہرین کو مشتعل کرنا اور یہ
ہنگامہ آرائی پروگرام میں شامل نہیں تھا۔''

''تمہیں کیا پتا کہ پروگرام میں کیا کچھ شامل تھا۔'' اس کے ایک ساتھی نے طیش دا
والے انداز میں کہا۔

''او یار اسے چھوڑ۔'' بشیر احمد کا انداز طنزیہ تھا۔ ''جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ سب مر
بچے کرتے ہیں۔ اسے ایک برقع دے دو تاکہ یہ گھر کے اندر بیٹھ کر آیت الکرسی پڑھتا ر
یا یہ کام مشکل لگے تو آسان نسخہ بھی ہے میرے پاس' تم آرام سے اپنی اس ہونے والی
ساتھ ......''

بشیر احمد کی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی۔ احد کے لئے یہ انتہا تھی۔ بشیر احمد کی
مکمل ہونے سے قبل ہی احد کا رائٹ پنچ اس کے Solar Plexes میں پڑ چکا تھا او
کے ساتھ ہی بائیں ہاتھ کا اپر کٹ اس کی ٹھوڑی کے نیچے لگا۔

''میں بتاتا ہوں مرد کون ہے اور برقع کی ضرورت کسے ہے' تمہاری بدمعاشی اس
پر چلتی ہے۔ ذرا اسے چھوڑو تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ کس کے بازوؤں میں جان
ہے۔''

احد کے مکے سے بشیر احمد کے دانت ٹوٹ گئے اور منہ سے خون بہنے لگا۔ انہیں
میں گتھم گتھا دیکھ کر بشیر احمد کے ساتھی آگے بڑھے۔

''اسے روکو دیکھ کیا رہے ہو۔'' بشیر احمد نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اس کے سب ساتھی احد پر پل پڑے اور رائفل کو لاٹھی کی طرح پکڑ کر احد کے سر
جسم پر وار کرنے شروع کر دیئے۔

جب اسے ہوش آیا تو وہ ہسپتال کے ایک مختصر سے وارڈ میں پٹیوں سے جکڑا پڑا تھ
اس کے سر میں شدید درد تھا اور پورا جسم گویا پھوڑا بنا ہوا تھا۔ اس کی رگوں میں قطرہ قط
اترنے والا گلوکوز بھی اسے طاقت فراہم کرنے میں ناکام تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیک
کراہ کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر تک آنکھیں موندے پڑے رہنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول
لیٹے لیٹے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ کمرے میں صرف چار مریضوں کی گنجائش تھی اور ا
کے باقی تین ساتھی بھی آج کے مظاہرے میں زخمی ہونے والے طلباء تھے لیکن ان کی حال
احد سے بہت بہتر تھی۔ اور وہ تینوں ایک ہی بستر پر بیٹھے ایک ہی سگریٹ سے باری باری ک
لے رہے تھے۔ دروازے کے قریب ہی پولیس کا ایک سپاہی کرسی پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ کمر
کی فضا پر عجیب سی سوگواری مسلط تھی' اس نے ایک بار پھر آنکھیں موند لیں۔

''کدھر جا رہی ہیں بی بی؟'' وارڈ کے ادھ کھلے دروازے کے باہر سے آنے
مردانہ آواز احد کی سماعت سے ٹکرائی۔

''ہمیں احد سے ملنا ہے۔'' یہ نمرہ تھی۔ ''وہ یہیں داخل ہیں ناں۔''

''لیکن بی بی یہاں داخل کسی بھی مریض سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔''

''یہ غالباً کوئی پولیس والا ہے۔'' احد نے سوچا' اس نے اپنی تمام تر حسیات ایک
پر جمع کر کے دروازے سے باہر ہونے والی گفتگو پر کان لگا دیئے۔

''دیکھیں آپ تھوڑی سی مہربانی کریں۔'' اب کے یسریٰ نے کہا جس کی آواز کا
رہی تھی۔ ''میں صرف ایک نظر دیکھ لوں اسے۔''

''بی بی کیوں اپنا اور میرا ٹیم ضائع کرتی ہیں بہت سخت آرڈر ہیں کہ کسی کو نہیں
دینا۔'' پولیس والے نے بیزاری سے کہا۔

''یہ احد کی فیانسی میرا مطلب ہے منگیتر ہیں۔'' نمرہ نے اس لئے رشتہ بتایا کہ شاید
کے دل میں ہمدردی پیدا ہو جائے۔ ''اور صرف ایک نظر دیکھنا چاہتی ہیں انہیں اس میں آ
کا کیا نقصان ہے؟''

"یہ سیاسی مسئلہ ہے بی بی میں نے پیٹی نہیں اتروانی اپنی۔ ابھی اس کے والد اور وال
آئے تھے میں نے ان کو بھی نہیں ملنے دیا اور پھر آپ کا مریض تو شدید زخمی ہونے والوں
فہرست میں شامل ہے' کیا خبر اسے ہوش بھی ہے کہ نہیں' آپ لوگ گھر جا کر اس کی صحت
دعا کریں۔"

"ہم تو دیکھیں بغیر نہیں جائیں گے۔" نمرہ نے سو روپے کا کڑکڑاتا نوٹ بیگ سے
ایسے نکالا جیسے ٹشو پیپر نکال رہی ہو۔

"آپ لوگوں کا اصرار ہے تو کچھ کرنا ہی پڑے گا۔" اس کی نگاہیں نوٹ پر جمی ہو
تھیں۔

"بہت مہربانی آپ کی۔" نمرہ بولی۔ "کتنی سردی میں اس جگہ آپ کی ڈیوٹی لگائی ہو
ہے یہ کچھ چائے پانی کے لئے رکھ لیں۔"

سپاہی نے بہت صفائی سے نوٹ اپنی جیب میں گم کر دیا۔ "ایک بندہ اندر بھی ہے ا
بھی راضی کرنا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔" یسریٰ نے سو کا ایک اور نوٹ اس کی جانب بڑھایا۔

"بس صرف پانچ منٹ میری نوکری کا معاملہ ہے۔" اس نے دوسرا نوٹ بھی پتلون
جیب میں ڈال دیا۔

کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے سپاہی نے اونگھتے اونگھتے بیزاری کے عالم میں سر اٹھا
دروازے سے آنے والی لڑکیوں کو دیکھا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"او مائی گاڈ۔" یسریٰ کی نگاہ احد پر پڑی تو گھٹے گھٹے انداز میں اس کے منہ سے نکا

"آؤ آؤ۔" احد نے اپنی آواز میں بشاشت بھرنے کی کوشش کی۔

"یہ سب کیا ہے احد؟" یسریٰ اتنا ہی کہہ کر رو پڑی۔ "میں نے تم سے کہا تھا ناں
یہاں مت پڑھو فارن چلے جاؤ لیکن تم نے میری ایک نہیں مانی' صرف چار پانچ لاکھ کی با
تو تھی میں گاڑی بیچ دیتی ماموں سے مانگ لیتی لیکن......" آنسوؤں نے اسے اس کی با
پوری نہ کرنے دی۔

"یسریٰ یہ گلے شکوے' کا کون سا وقت ہے۔" نمرہ نے اسے ٹوکا۔

"یہ کسی کی سنتا بھی تو نہیں ہے۔" یسریٰ نے اپنے ہونٹ کاٹے۔

کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا
تیری طرح کوئی تیغ نگاہ کو آب تو دے

لیکن احد کی آواز کی شوخی' شوخی سے زیادہ کراہ تھی۔ اس وقت داغ یاد نہیں آ رہا اس
لئے چچا غالب پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا لیکن ابو جی کو نہ بتانا کہ میں نے غالب کو چچا کہا ہے'
اگر انہیں ذرا بھی پتا چل گیا کہ غالب ان کا بھائی ہو سکتا ہے تو وہ اس کی مے نوشی بند کروا کے
ہی دم لیں گے۔" اس نے اٹک اٹک کر کہا۔

یسریٰ نم نگاہوں سے اس کے چہرے کو دیکھتی رہی جو بری طرح زخمی ہو گیا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے یسریٰ چیئر اَپ ناؤ۔(Cheer up now)" احد نے اپنی تمام تر
طاقت مجتمع کر کے کہا۔ "پلیز اب ہنس دو۔" لیکن وہ رو پڑی۔

"یسریٰ میں تمہیں اسی شرط پر اپنے ساتھ لائی تھی کہ تم روؤ گی نہیں۔" نمرہ نے اسے
سرزنش کی۔

"اور کتنی دیر ہے بی بی؟" پولیس والے نے کمرے میں جھانکا۔

"بس ایک منٹ۔" نمرہ نے جلدی سے کہا پھر احد کی طرف دیکھا۔ "احد بھائی آپ
بالکل پریشان نہ ہوں کل صبح تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس وقت عدالتیں بند ہیں کل آپ
کی ضمانت بھی ہو جائے گی اور اس واہیات سے کمرے سے بھی آپ کو نجات مل جائے گی۔
کل میں آؤنگی انکل کے ساتھ آپ کو لے جانے کے لئے پھر آپ سب سے مل سکیں گے۔
امی' آنٹی اور عنبرین سے۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ "چلو یسریٰ۔"

"اب جاؤ۔" احد نے ایک ٹک نم نگاہوں سے اپنی جانب دیکھتی ہوئی یسریٰ سے کہا۔
"کل ملیں گے۔"

ان کے جانے کے بعد احد نے تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے بہت مشکل سے
یسریٰ کی تسلی کے لئے باتیں کی تھیں لیکن اب تکلیف کی وجہ سے اس میں اتنی ہمت بھی نہیں
تھی کہ مزید کوئی بات کر سکتا۔ یسریٰ کے ساتھ اس نے اپنی ول پاور استعمال کر کے اتنی لمبی
گفتگو کی تھی پر اب تو یوں لگتا تھا جیسے کسی نے ساری طاقت تمام توانائی جسم سے نچوڑ ڈالی ہو

اسے ہلنا جلنا تک دوبھر تھا۔

اس کے باقی تینوں ساتھی اب ہنس بول رہے تھے پھر کتنی ہی دیر یونہی گزر گئی۔

سگریٹ کا دھواں فضا کو بوجھل کرنے لگا تو دروازہ آہستگی سے کھلا اور بشیر احمد کمرے داخل ہوا۔

''تھانیدار صاحب باہر روٹی پر آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔'' اس نے بیک جنبش ا سپاہی کو تھانیدار بنا دیا۔ ''آپ کیا یہاں پڑے ہوئے ہیں بہت دے دی آپ نے ڈیو اب کوئی پلاؤ شلاؤ کوئی مرغے شرغے کھائیں آرام کریں۔''

سپاہی بغیر کوئی بات کیے کمرے سے باہر نکل گیا۔

''کیسا رہا؟'' اب وہ بقیہ تینوں طالب علموں سے مخاطب تھا۔

''ہوش آ گیا تھا اسے۔'' ایک نے اطلاع دی۔ ''دو لڑکیاں بھی آئی تھیں اس کی منگ اور اس کی بہن' وہ اسے کہہ گئی ہیں کہ کل ضمانت ہو جائے گی۔''

''کل ضمانت ہو جائے گی۔'' وہ زیر لب بڑبڑایا۔ ''اسے پوری طرح ہوش آ گیا کیا؟''

''ہاں باتیں تو کر رہا تھا لیکن ان کے جانے کے بعد سے اب تک ایسے ہی پڑا ہے۔''

''یہ تو بہت برا ہوا لیکن خیر کوئی بات نہیں۔'' بشیر احمد نے ہاتھ میں پکڑے ہو لفافے سے ایک سرنج نکال لی۔

''یہ کیا ہے استاد؟''

''مستقل چھٹکارا۔'' وہ ہنسا اور احد کے بستر کی جانب بڑھا۔

احد غنودگی کے عالم میں ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ ک ہونے والا ہے لیکن اس کی چھٹی حس بار بار اسے خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ اس نے بہت مشکل سے آنکھیں کھولیں' بشیر احمد کے ہاتھ میں سرنج دیکھ کر وہ قدرے مچلا لیکن اس' رُخ احد کے بجائے گلوکوز کی بوتل کی طرف تھا۔ احد نے چاہا کہ وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے گلوکوز کی بوتل سے منسلک سرنج باہر کھینچ نکالے لیکن اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور

پلاسٹر کے باوجود وہ اپنے بازو کو ہلانے جلانے سے قاصر تھا۔ بشیر احمد نے سرنج گلوکوز کی بوتل میں Inject کر دی۔

''کیا یہ زہر ہے؟'' ایک مریض طالب علم نے پوچھا۔

''نہیں اس کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔'' بشیر احمد نے کہا۔ ''اس سے پوسٹ مارٹم وغیرہ میں مسئلہ ہو جاتا ہے۔ جب بہت سے لوگ ہوں تو کوئی ایک اڑی کر سکتا ہے' یہ صرف بے ہوشی کی دوا ہے اس سلسلے میں اول تو کسی کو شک نہیں ہوگا۔ ہو گیا تو ایک آدھ کو خریدنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کی موت تو دراصل پولیس تشدد سے واقع ہونے والی ہے۔''

''پولیس تشدد؟''

''ہاں۔'' بشیر احمد نے کہا۔ ''دیکھا نہیں آج کے مظاہرے میں انہوں نے احد کو کس بری طرح مارا تھا۔'' اس کی آنکھوں میں مکاری ناچ رہی تھی۔ ''اور جب میں چھڑانے کے لئے آگے بڑھا تو انہوں نے مجھے بھی تشدد کا نشانہ بنایا' پولیس تشدد یوں بھی ضرب المثل ہے۔ اس لئے کہانی مکمل ہے ہماری حکومت کے خلاف مہم صرف اس لئے کمزور ہے کہ موجودہ حالات میں ہمارے پاس کوئی شہید نہیں ہے' پارٹی کو اس وقت ایک شہید کی شدت سے ضرورت ہے۔'' اس نے سرنج بوتل سے نکال لی۔ ''اور اسے شہید کرنے میں ہم سب کی بہتری ہے یہ لیڈری کے چکر میں تھا سب کو بائے پاس کر کے' اب ہو رہے ہیں ایک تیر سے ...''

''میں نے تو نصرت سے سودا ہی اس لئے کیا تھا کہ اسے اسی وقت ٹھکانے لگا دیا جائے لیکن ہائی کمان نے اس کی اجازت نہیں دی۔'' بشیر احمد پھر بولا۔

''نصرت۔ امریکہ۔'' احد کے ذہن پر جیسے ہتھوڑے سے برسنے لگے۔ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے کسی کو آواز دینا چاہی' چیخنا چاہا لیکن بے سود۔ آواز اس کے حلق میں پھنس رہی تھی' بہت کوشش کے باوجود بھی حلق سے کراہ کے علاوہ کچھ نہ نکل سکا۔ اس نے بہت مشکل سے آنکھیں کھول کر اپنے بازو کی طرف دیکھا جس کی رگوں میں زندگی کے بجائے قطرہ قطرہ موت اتر رہی تھی۔ اس کی کھلی ہتھیلی پر سب سے مضبوط لکیروں کے درمیان قسمت کی ٹوٹی ہوئی لکیر اب بھی نظر آ رہی تھی اس نے آنکھیں موند لیں۔

''سو یہ حقیقت ہے کہ میں مرنے والا ہوں۔'' اس نے سوچا۔ ''اور کوئی میری مدد کو نہیں آ سکتا۔ نہ امی' نہ عنبرین۔ اگر ایسا موقع کہیں اور آیا ہوتا تو ابو جی کو اپنی جان کے عوض بھ میری جان بچانا پڑتی تو وہ بچاتے۔ وہ مجھ سے اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبت کرتے ہیں اور بات کہ کہتے نہیں ہیں۔ اور یسریٰ آج تمہیں کیا سناؤں مجھے اس وقت داغ کا کوئی حسب حال شعر یاد نہیں آ رہا۔ سب کچھ ذہن کی سلیٹ سے محو ہو رہا ہے۔ ہاں ایک آواز ابھر رہی ہے' تمہاری آواز تم کہہ رہی ہو۔

دِلاں دیاں گلاں دِلا وِچ رہ گئیاں
نہ تُو سُنیاں نہ دسیاں
اَکھاں چھم چھم وَسیاں

اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆======ختم شد======☆